

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

مسئلہ باغ فدک کی وضاحت

خلیفہ اوّل
بلا فصل

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے موقف کے خلاف

علامہ پیر عبدالقادر شاہ حال مقیم والتھم سٹو لندن کے اعتراضات

کارد بلیغ

مؤلف

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

مسئلہ باغ فدک کی وضاحت

خلیفہ اوّل بلافصل

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے موقف کے خلاف

علامہ پیر عبدالقادر شاہ حال مقیم والتھم سٹو لندن کے اعتراضات

کا ردِ بلیغ

مؤلف

ابو حمزہ فقیر فضل احمد قاری

سیکرٹری جنرل مرکزی جماعت اہل سُنّت یو کے اینڈ اوورسیز

ناشر

انجمن تحفظِ مقامِ صحابہ کرام واہلبیتِ اطہار

07944777101

نام کتاب	مسئلہ باغِ فدک کی وضاحت خلیفۂ اول بلافصل، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کے خلاف علامہ پیر عبدالقادر شاہ کے اعتراضات کا ردِ بلیغ
مؤلف	علامہ فضل احمد قادری صاحب (ڈربی، برطانیہ)
کمپوزنگ	محمد ریاض احمد سعیدی (برنلے)
ناشر	انجمن تحفظ مقام صحابہ کرام واہلبیت اطہار
سنہ اشاعت	مارچ 2018
صفحات	272
تعداد	1000
قیمت	برائے ایصالِ ثواب اوالدین، جملہ اساتذہ کرام بالخصوص شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ حضرت مفتی پیر حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ (محدث سیالکوٹی

ملنے کے پتے

48 Rose Hill Street, Derby, DE23 8GA

مکتبہ قادریہ تحصیل بازار سیالکوٹ

دارالعلوم جامعہ حنفیہ، دودروازہ، سیالکوٹ

فہرست

انتساب

بوسیلہ سید الاولین والآخرین ، خاتم النبیین والمرسلین ، رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے افضل الخلق بعد الانبیاء والمرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بالاتفاق وخلیفہ بلافصل و یار غار وصاحب مزار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے مبارک نام کرتا ہوں۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ فقیر اور فقیر کے والدین و اساتذہ کرام و جمیع علمائے کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ مؤمنین و مسلمین کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ آمین ثم آمین

(خراجِ عقیدت)

(1)

وَثَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمَنِيفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ إِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

(2)

خواجہ اول کہ اول یار اوست ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ است

(حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ)

(3)

یہی ہیں اَکْرَمُکُمْ اور یہی ہیں اَتْقٰکُمْ یہی ہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَار
نہیں ہے بعد رسل ان کا مثل عالم میں یہی ہے میرا عقیدہ یہی راہِ خیار
الٰہی چاروں خلیفہ کا صدقہ اِغْفِرْ لِیْ طفیل سید عالم قِنَا عَذَابَ النَّار
(صلی اللہ علیہ وسلم)

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(4)

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیم اول سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چوں ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر
(علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ)

(5)

امام امت خیر الانام بالاجماع سنام سلسلۂ رشد فی الوریٰ صدیق
جو پست ذہن ہو یہ اس کے بس کی بات نہیں علی سے پوچھ کہ کتنا عظیم ہے صدیق
(پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

فقیر فضل احمد قادری، ڈربی۔ برطانیہ

تقریظ

جگر گوشہ تاجدارِ گولڑا شریف علامہ نقاد شاعر پیر سید نصیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

کا وراثت مصطفیٰ ﷺ اور باغ فدک کے متعلق عقیدہ

حضور ﷺ کے وصال پر ملال کا وقت آیا، جیسا کہ ایک بیٹی باپ کے پاس دنیا سے رخصت ہونے کے وقت پریشان ہوتی ہے کہ میرا باپ دنیا سے جا رہا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے بابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ کا آخری وقت تھا، کچھ دیر پہلے اپنے بڑے بیٹے (امام) حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑا، چھوٹے بیٹے (امام) حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑا، حضور ﷺ کے سامنے کیا۔ عرض کیا ابا جی! آپ دنیا سے جا رہے ہیں، تو آپ نے میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میرے اس بڑے بیٹے حسن (رضی اللہ عنہ) کو کیا دے کے جا رہے ہیں اور یہ حسین (رضی اللہ عنہ) ہے چھوٹا بیٹا، اس کو آپ کیا دے کے جا رہے ہیں۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا روئیں، آنسو آ گئے۔ باپ، وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہے کہ ساری دنیا کے لئے جو رحمت ہے اس کی بارگاہ میں سیدہ (فاطمہ سلام اللہ علیہا) عرض کر رہی ہیں کہ ساری دنیا پر تو رحمت ہے، میرے ان بیٹوں پر آپ کیا شفقت فرما رہے ہیں، ان کو کیا دے کر جا رہے ہیں؟

جب حضور (ﷺ) نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے بڑے نواسے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: فَاَمَّا الْحَسَنُ، ماں دیکھ رہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو حسن (رضی اللہ عنہ) کے متعلق پریشان

ہے فاطمہ کہ میں نے اس کو کیا دیا ہے؟ کیوں اس لئے کہ حضور ﷺ کی پراپرٹی نہیں ہے، جائیداد نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہم معاشرا نبیاء ہیں ہمارے پاس جو کچھ ہے یہ اللہ کے لئے ہے اور ہمارے دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ صدقہ ہے لوگوں میں، غریبوں میں تقسیم کر دو۔ اگر ہمارا کوئی وارث ہے تو اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاء، صرف علم والے ہمارے وارث ہیں، پراپرٹی دنیا کی نہ ہم نے چھوڑی ہے اور نہ ہم کسی کو دے کر گئے ہیں، اگر کوئی ہمارا وارث ہے تو علما ہیں، علما بھی کون؟ جو علمائے خیر ہیں۔

توحضور ﷺ نے حسن (رضی اللہ عنہ) کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: فَاَمَّا الْحَسَنُ فَلَهٗ هَيْبَتِيْ وَ صُحْبَتِيْ۔ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بیٹی گھبراتی کیوں ہو حسن (رضی اللہ عنہ) کو میں اپنی وجاہت، اپنی ہیبت اور اپنی شان ظاہری دے کر جا رہا ہوں کہ حسن (رضی اللہ عنہ) آئے گا تو پتہ چلے گا کہ کملی والا محمد (ﷺ) آ رہا ہے۔ فَاَمَّا الْحَسَنُ فَلَهٗ هَيْبَتِيْ وَ صُحْبَتِيْ، میری سرداری پوری کائنات انسانیت پر اللہ نے جو مجھے سرداری دی ہے، وہ سرداری میں اپنے اس بڑے نواسے حسن (رضی اللہ عنہ) کو دے کر جا رہا ہوں۔

پھر آپ نے حسین (رضی اللہ عنہ) کی طرف ہاتھ بڑھایا، حسین چھوٹے تھے ہاتھ بڑھایا۔ اب دیکھیں نانا نے جو چیزیں عطا کی ہیں وہ دیکھیں آپ نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو آگے بڑھایا، فرمایا: فَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَلَهٗ جُرْاَتِيْ وَ جُوْدِيْ۔ اس حسین (رضی اللہ عنہ) بیٹے کو میں اپنی جرأت دے کر جا رہا ہوں اور اپنی جود و سخا اور انداز عطا دے کے جا رہا ہوں۔ یہ وہ گھر ہے، یہ وہ گھرانہ ہے۔

یہ وہ گھر ہے جس کا اک اک فرد ہے طبعاً غنی
فخر ہے کھٹی میں داخل خسروی ٹھوکر میں ہے

علی سے پوچھ! کہ کتنا عظیم ہے صدیق

پیر سید نصیر الدین نصیر

خلافتِ شہِ بطحا کی ابتدا، صدیق
وفا و عشقِ پیمبر کی انتہا، صدیق
رسولِ پاک پہ دل سے نثار تھا صدیق
خلوص جس کا مُسلّم، وہ رہنما صدیق
وہ مُقتدر، وہ مکرّم، وہ فقر کا پیکر
وہ پاک باز، وہ عابد، وہ باخدا، صدیق
وہ سرورِ دوسَرا کا مُصدّقِ اوّل
وہ یارِ غار، وہ دونوں میں، دُوسرا صدیق
فروغِ صدق سے معمور جس کا اک اک لفظ
وہ حق پرست وحق آگاہ وہ حق نوا صدیق
محافظِ سُنَن ومصدرِ حمیتِ دیں
نبی کی دین ہے، اللہ کی عطا، صدیق
امامُ اُمّةِ خیرِ الأنامِ بالإجماع

سِنَامُ سِلسَلةِ الرُّشدِ فِي الوَرٰی، صدّیق
حَفِیظُ دِینِ اِلٰہِ الاُناسِ بِالا خلاص
جَمالُ سِیرَۃِ مَحبُوبِ رَبِّنا، صدّیق
وَحِیدُ کُلِّ زَمَانٍ وَّ قدوۃُ العَصر
سبق ز جملہ برُدہ است دروفا صدّیق
اَمِینُ سِرِ حَبِیبِ الاِلٰہِ فِی الدُّنیا
مکینِ قُربِ شہنشاہِ انبیا، صدّیق
انیسِ سیّدِ ابرار، اِذ ھُما فِی الغَار
رئیسِ عَسکرِ احرار فی الوغٰی، صدّیق
وہ حق مآب، وہ سرخیلِ زُمرۂ اصحاب
وہ دِیں پناہ، وہ اُمّت کا مُقتدا صدّیق
بشر کو چاہیے جس کے لیے حیاتِ خِضَر
قلیل وقت میں میں وہ کام کر گیا، صدّیق
روانہ جَیشِ اُسامہ کیا بلا تاخیر
کہ جانتا تھا پیمبر کا مُقتضٰی صدّیق
عَدُوئے ختمِ رُسُل تھا مُسیلمہ کذّاب
سَر اس لعین کا بس لے کے ہی رہا، صدّیق
اسی کے لہجے میں حق نے نبی سے باتیں کیں

فرازِ عرش پہ جیسے ہو لب کشا صدّیق

شرف ہزار تھا حاصل اُسے رفاقت کا
غلام بن کے رہا پھر بھی آپ کا، صدّیق

نہ حُبِ جاہ، نہ منصب کی چاہ تھی اُس کو
حُطامِ دَہر سے تھا عُمر بھر جُدا، صدّیق

سفر حَضَر میں رہا ساتھ اپنے آقا کے
یہ شانِ مہر و وفا، واہ، مرحبا، صدّیق

نبی علیل تھے، پُوچھا بلال نے آ کر
نماز کون پڑھائے ہمیں؟ کہا: صدّیق

چناں نواخت پیمبر زلُطفِ خویش آں را
کہ کس بہ سعی نخواہد رسید تا صدّیق

مُفَوَّضَش ز نبی بود منصبِ ارشاد
ازاں نشست نہ در کُنجِ انزوا صدّیق

زبعدِ مرگ بہ آغوشِ رحمتش پیوست
بہ قُربِ سیدِ کونین یافت جا صدّیق

چو بر ضریحِ نبی بعدِ مرگ بُردندش
ندا رسید کجائی؟ بیا! بیا! صدّیق

کشید بہرِ پیمبر جفا جفا صدّیق

وہ ایک اپنی مثال آپ تھا زمانے میں
جَنے گی مادرِ گیتی، نہ دُوسرا صدّیق

جو پست ذہن ہو یہ اُس کے بس کی بات نہیں
علی سے پوچھ! کہ کتنا عظیم ہے صدّیق

اُسے نیاز تھا زہرا و آلِ زہرا سے
صَمیمِ دل سے تھا سبطین پر فدا صدّیق

مقامِ آلِ محمد اُسی کو تھا معلوم
تھا ان کی شان سے آگاہ برملا صدّیق

مُحِب کو ہوتی ہے محبوب، عترتِ محبوب
کرو یہ غور! مُحب کون پھر ہُوا؟ صدّیق

علی کی شان سے انکار کا سوال نہ تھا
علی کو مانتے تھے اَحسنُ القصنا، صدّیق

ہے ٹکڑے ٹکڑے عقائد کی رُو سے پھر اُمّت
مدد کا وقت ہے آج، الغیاث یا صدّیق

ہماری کون سُنے گا سُنی نہ تُو نے اگر
تری ہی ذات ہے ہم سب کا آسرا صدّیق

خُدا کا شکر کہ ہے تیری ذات سے نسبت
ترا وجود ہے تنویرِ مصطفیٰ، صدّیق

مَیں چومتا ہُوں تصوّر میں تیرا نقشِ قدم
ہے تیرا نقشِ قدم منزلِ بقا، صدّیق
حُسینی و حَسَنی ہُوں اگرچہ مَیں نَسَبا
ہے ثبت قلب میں لیکن تری وِلا، صدّیق
یہ آرزو ہے کہ محشر میں میرے ساتھ نصیر
عُمر ہوں، حضرتِ عُثماں ہوں، مُرتضٰے، صدّیق

تقریظ

حضرت علامہ مفتی حافظ محمد فاروق نظامی صاحب۔ برمنگھم

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

اما بعد!

صدیوں سے اہل اسلام اہل حق اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اوّل اور خلیفۃ بلافصل ہیں۔ آپ نے اپنے دور خلافت میں جتنے فیصلے فرمائے وہ قرآن وسنت کے عین مطابق تھے۔ آپ کے ان ہی فیصلوں میں سے ایک فیصلہ مسئلہ باغ فدک بھی ہے جس کو تمام صحابہ و اہل بیت اطہار سے لے کر آج تک تمام اہل اسلام اہلسنت و جماعت نے صحیح تسلیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل تشیع کے علاوہ آج تک کسی صحیح العقیدہ سنی نے اس پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اگر کسی نے سنی ہو کر اعتراض کیا تو اہل سنت نے متفقہ طور پر اُسے سنیت سے خارج قرار دیا۔

دور حاضر میں ایک نامور شخصیت سید عبدالقادر شاہ صاحب لندن نے مسئلہ باغ فدک پر گفتگو کرتے ہوئے اہل تشیع کے موقف کو اپناتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو غلط قرار دیتے ہوئے ایسا انداز اپنایا جس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مسلمانیت اور صحابیت کا انکار لازم آتا ہے۔ علماء و مفتیان اہلسنت نے جب یہ گفتگو سنی تو اپنے منصب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایکشن لیا اور ان کو ایک فتوی نما لیٹر لکھ کر کہا کہ وہ اپنی اس گفتگو سے فوراً رجوع کرتے ہوئے سچی توبہ کریں ورنہ معاملہ لزوم کفر سے التزام کفر میں بدل جائے گا۔ کافی انتظار کے بعد جب ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو محترم المقام

حضرت العلام مفتی حافظ فضل احمد قادری مدظلہ العالی مَتَّعَنَا اللّٰہُ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ نے اپنے قلم کو حرکت دی اور ''مسئلہ باغ فدک ودفاع شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کے نام سے یہ کتاب تالیف فرمائی اور اس مسئلے کو قرآن وحدیث وتاریخ کی معتبر کتابوں کے ساتھ ساتھ اہل تشیع کی کتب سے بھر پور دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ باغ فدک کے بارے میں حق ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ حافظ صاحب کی یہ کتاب تمام قارئین کے لئے اور خصوصاً شاہ صاحب کے لئے حق تک رسائی میں کافی اور وافی ہوگی۔

تقریظ

صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی پیر حافظ محمد اسلم بندیالوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب ''مسئلہ باغ فدک ودفاع خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' بندہ مسکین نے چند ایک مقامات سے دیکھی ہے جس میں مسئلہ باغ فدک کو اہل سنت وجماعت کے نظریہ کے مطابق خوب دلائل کے ساتھ نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور واضح کیا ہے۔ یہ مسئلہ اہل سنت وشیعہ کے درمیان صدیوں سے متنازع چلا آرہا ہے۔ اس پر نظریۂ اہل سنت پر دلائل و براہین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت سے قائم ہیں جن کا جواب اہل تشیع آج تک نہیں دے سکے۔ اس کتاب کے پیچھے نام نہاد اہل سنت عالم اور پیشوا کی گستاخی جو افضل البشر بعد الانبیاء والرسول علی الاطلاق خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں اِسی مسئلہ باغ فدک کی آڑ میں کی گئی کارفرما ہے۔

جب گستاخی پر مبنی کلپ سامنے آیا تو برطانیہ بھر سے 14 جید علماء اہل سنت نے نوٹس لیتے ہوئے اس گستاخی پر ارتکاب کفر کا خط بصورت رجسٹری صاحب ارتکاب کے نام بھیجا تھا، کفر سے آگاہ کرتے ہوئے رجوع کا مطالبہ کیا تھا تا کہ التزام کفر سے بچا جائے، جس کا مثبت جواب آج تک نہیں آیا۔ حضرت علامہ مفتی فضل احمد قادری صاحب بھی انہی علماء کرام میں سے ہیں۔ تو پھر اس سلسلہ میں ان کی گفتگو بصورت خط وکتابت چل نکلی جس کو حضرت نے قلم بند کر کے ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ماشاء اللہ عمدہ کلام ہے۔ باغ فدک کے حوالہ سے اہل سنت وجماعت کے نظریہ کو دلائل و براہین سے مبرہن کیا ہے، قرآن و

حدیث اور ادلہ شرعیہ سے مدلل کیا ہے اور اہل سنت کے نظریہ کو صاف و مصفی کر کے پیش فرمایا ہے۔

حضرت مفتی صاحب کی یہ کاوش اخلاص و رضائے الٰہی پر مبنی اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ کی مظہر ہے۔ حضرت نے ایک مدت مدید کے تعلقات کی محض رضائے الٰہی کے پیش نظر پرواہ کئے بغیر احقاق حق اور ابطال باطل کی سیف بے نیام سے عظیم جہاد کیا ہے، جگہ جگہ باطل کو لکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ زور قلم اور زیادہ فرمائے اور ان کی قلم اہل سنت کے کام آئے اور اس کتاب کو مفید عام و خاص فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں بندہ مسکین یہ عرض کرے گا کہ اس ردبلیغ میں ان کے بزرگ اہل سنت کے عظیم عالم ربانی شیخ العلماء استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور فیض ان کے شامل حال رہا ورنہ یہ بات بڑی دور تھی حالت کے پیش نظر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

تقریظ

مفتی برطانیہ مصنف ومدرس شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالرسول منصور الازہری

و

فخر العلماء والفضلاء حضرت علامہ مفتی حافظ محمد منیر حسین الازہری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اللہ کرے ہو زورِ قلم اور زیادہ

برطانیہ میں دین اسلام کی اشاعت وترویج کے سلسلہ میں جن علماء کرام اور اربابِ دانش نے اپنی فکری وتحقیقی توانائیوں کو صرف کرنے میں کامل فیاضی سے کام لیا ان میں ایک ممتاز اور پاک باز عالم دین صاحبِ تحقیق علامہ مفتی حافظ فضل احمد قادری رضوی خطیب اعظم ڈربی برطانیہ کا نام اور ان کا کام بھی مسلم کمیونٹی میں صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔

آپ نے اپنی عمدہ تقریر، شگفتہ تحریر اور حسن تدبیر سے اہل اسلام کے عقائد حقہ کی تبلیغ اور اس کے دفاع کیلئے جو کدو کاوش کی ہے اسے بھی ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر جانا اور مانا جا رہا ہے۔

ان کے قلم حق رقم سے نکلنے والے حقائق ومعارف اور ان کے فکر ونظر سے ظاہر ہونے والے دلائل وشواہد ان کے علم کی گہرائی اور ان کی بصیرت کی پہنائی کا بین ثبوت ہیں۔ اللہ کریم جل وعلا انہیں اسی صحت وسلامتی اور دینی غیرت وحمیت کے ساتھ دین حق کے دفاع کی مزید توفیق رفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

اس وقت آپ کی تازہ ترین تالیف ”مسئلہ باغِ فدک“ پیشِ نظر ہے جو عنقریب طباعت کے بعد قارئین حضرات کی خدمت میں پہنچنے والی ہے۔

اس پر راقم الحروف اور اس کے مخلص دوست ممتاز عالم دین مفتی منیر احمد صابر الازہری دام فیضہ کا مشترکہ اور متفقہ تبصرہ کچھ یوں ہے!

جہاں تک مسئلہ باغِ فدک پر اہلِ حق کے مؤقف اور مسلک کا تعلق ہے فاضل مؤلف نے اس پر تحقیق وتوضیح کا حق ادا کر دیا۔ عقل ونقل کے پیمانے پر پیش کئے جانے والے دلائل و براہین کے بعد جو قطعی اور حتمی نتیجہ حضرت موصوف نے پیدا کیا ہے وہی حق اور سنتِ نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔ اور اسی نتیجہ پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے مگر جہاں تک اس کتاب میں فریقین کے درمیان تند وتیز جملوں کے تبادلے اس میں مندرج کچھ گالم گلوچ اور کچھ نازیبا کلمات کا تعلق ہے کوئی بھی عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والا انسان اس انداز وکلام کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی قلم کی حرمت ودیانت اس کی اجازت دیتی ہے گو یہ اندازِ کلام کسی تقاضے یا ردِ عمل کے طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ (گالم گلوچ سب نکال دی ہیں، فقیر قادری)

تاہم مجموعی طور پر یہ کتاب تحقیق کا شاہکار اور فاضل مؤلف کی علمی دیانت اور ایمانی غیرت کی یادگار ہے۔ اللہ کریم جل وعلا اس کتاب کو اہلِ اسلام کیلئے نافع بنائے اور اربابِ ذوق کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

تقریظ

محقق برطانیہ حضرت علامۃ العصر صاحبزادہ محمد ظفر محمود نقشبندی مجددی فراشوی صاحب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

عقائد اہلسنت و جماعت صحابہ کرام اہل بیت اطہار، اولیاء کاملین، ائمہ مجتہدین اور تمام اہل حق کے عقائد ونظریات ہیں۔ بعض حضرات اس دَور میں اہل سنت کے اندر عقائد ونظریات میں نئی نئی باتیں پیدا کر کے اکابرین کے متفقہ عقائد پر سوالیہ نشان پیدا کر رہے ہیں۔ دعویٰ سنی ہونے کا ہے اور اہلسنت سے بغاوت بھی جاری ہے۔ شیعہ وروافض ان کی باتوں سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

انہی مسائل میں مسئلہ باغ فدک بھی ہے، جو شروع سے روافض اور اہلسنت کے ہاں متنازع رہا۔ اہل سنت کے نزدیک باغ فدک کا فیصلہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا وہی حق اور سچ ہے اور صحابہ کرام کا اجماعی فیصلہ فرمان رسالت مآب ﷺ کی روشنی میں ہوا۔ اور خود جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور میں اسے قائم رکھا اور چودہ سو سال سے اکابرین اہلسنت اسی فیصلے کو برحق جانتے اور مانتے ہیں۔

کہا گیا کہ حدیث نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ، جس کی روشنی میں فیصلہ کیا گیا، خبر واحد ہے اور حجت نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ تمام اکابرین اہل بیت نے بھی اس حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے اسے قبول فرمایا۔ شہزادۂ غوث اعظم حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ اور لوگ بھی ہیں کتب صحاح ملاحظہ ہوں۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مجتمع علیہا ہے۔ تمام

خلفاء اربعہ کے عہد میں اس پر عمل ہوا حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں اس میں ذرہ بھر تغیر نہیں کیا اور صحابہ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس وجہ سے باعث اجماع سکوتی کے حد تواتر اور قطعیت تک پہنچتی ہے۔ (تصفیہ ما بین سنی وشیعہ ص 42)

شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی میں بھی امام جعفر صادق سے یہ روایت منقول ہے۔

کہا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس امت کا پہلا مجدد مانا گیا اور ان کا کارتجدید یہ تھا کہ تمام ناانصافیاں دور کیں اور باغ فدک سیدہ خاتون جنت کی اولاد کو واپس کیا جبکہ ابوداؤد شریف کی صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور کہا کہ جو چیز نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کو نہیں دی اس پر ہمارے خاندان کا کوئی حق نہیں اور آپ نے اسے خلفائے راشدین کے دور کی ہیئت پر لوٹایا (کیونکہ مروانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا)۔

اس طرح کی باتیں برسر عام کہی گئیں تو اہلسنت میں اضطراب پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ حضرت علامہ مفتی فضل احمد قادری اہلسنت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ انہوں نے اپنے قادری ہونے کا حق ادا کیا اور انتہائی مضبوط دلائل اور اکابرین کی عبارات سے اس فتنے کا پوسٹ مارٹم کیا اور مسلک اہلسنت کی صحیح ترجمانی کر کے احقاق حق کا حق ادا کیا۔ ان کی کتاب یقیناً اس موضوع پر سنگ میل ثابت ہوگی اور کئی گم گشتہ راہ، راہِ ہدایت پر واپس آ جائیں گے۔ اللہ کریم اپنے حبیب پاک کے وسیلہ کرم سے حافظ صاحب قبلہ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

تقریظ

مفکرملت علامۃ العصرحضرت علامہ احمدنثار بیگ قادری

بانی وصدر مرکزی جماعت اہل سنت یوکےواوورسیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہیں عترت رسول اللہ کی

اللہ کریم سلامت رکھے ہمارے عزیز صاحبزادہ حسان رضا اختر بن مفتی اسلام صاحبزادہ مفتی محمد اختر قادری کو۔ہم ان کی تقریب ولیمہ سے فارغ ہوکر باہر آئے تومجاہد اہلسنت مفتی اہلسنت علامہ مفتی فضل احمد قادری گوش گزار ہوئے کہ ضروری بات کرنی ہے۔ہم گاڑی میں بیٹھے اور مفتی صاحب قبلہ نے اپنے موبائل سے مجھے کلپ (جس کا ذکرآگے خود مفتی صاحب نے کیا ہے) سنایا۔رونگھٹے کھڑے ہوگئے۔اورارشادفرماہوئے کہ اس کے خلاف علامہ حافظ محمد اسلم بندیالوی صاحب کفر کا فتوی جاری کرنا چاہتے تھے لیکن بعض حضرات نے انہیں مشورہ دیا کہ پہلے جواب طلبی کی جائے۔محترم بندیالوی صاحب کی خواہش ہے کہ ہماری جماعت کے قائدین تعاون کریں۔تومیں نے بھرپور تائید کی۔لیکن ساتھ ہی عرض کیا کہ میرا اور علامہ قاضی محمد عبداللطیف صاحب قادری کاایک عرصہ ان سے سلسلۂ تلمذ بھی رہا ہے اور محقق اسلام علامہ پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب نے بھی ان کو جوابی کارروائی کی بجائے سکوت کو ترجیح دے رکھی ہے۔لہٰذا ہم تینوں کے علاوہ جماعت کے بانی حضرات بھرپور تائید کریں۔اس کے بعد کی کارروائی بھی قبلہ مفتی صاحب نے تفصیل سے دے دی ہے۔

مگر دکھ اس بات پر ہوا کہ اتنی اچھل کود کرنے والے مفتیان صاحبان ایک ایک نوٹس ملنے پر گم سم ہو گئے اور ہمارے مفتی صاحب اکیلے رہ گئے مگر یہ کہاں ہیں ڈرنے اور دبکنے والے۔انہوں نے جماعت کے قائدین سے مشورہ کیا۔ جماعت نے ان کا بھرپور ساتھ دینے کا عندیہ دیا۔تو یہ عظمت صحابہ کرام کے دفاع میں کود پڑے۔میری حضرت مفتی صاحب سے پہلی ملاقات 1984ء میں جماعت کے ایک تنظیمی اجلاس میں سمال ہیتھ برمنگھم میں ہوئی تھی۔میں اس وقت بھی جماعت کا صدر تھا اور حضرت علامہ محمد امداد حسین پیرزادہ سیکرٹری جنرل تھے۔قبلہ پیرزادہ صاحب نے بحیثیت سیکرٹری تمام علماء کرام کو اجلاس کا دعوت نامہ جاری کیا اور خود بوجوہ تشریف نہ لائے۔تھوڑی دیر کے بعد جوائنٹ سیکرٹری صاحب نے اجلاس کا آغاز کیا اور باہمی تعارف کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ قبلہ مفتی حافظ فضل احمد قادری ہیں اور سیالکوٹ سے پچھلے سال ڈربی کی جامع مسجد میں بطور امام و خطیب تعینات ہیں۔ایجنڈے پر گفتگو شروع ہوئی تو قبلہ مفتی صاحب کا اضطراب دیکھنے کے لائق تھا بار بار ہاتھ کھڑا کرتے۔میں نے ایجنڈہ روک کر آپ کو بات کرنے کا موقع دیا پھر کیا تھا کہ جیسے لاوہ پھٹ پڑا ہو۔احتجاج یہ تھا کہ سیکرٹری جنرل نے اجلاس بلایا اور خود کیوں نہیں آئے اطلاع کیوں نہ کی۔بس بولے جا رہے تھے۔بڑی مشکل سے روکا اور عرض کیا کہ وہ یہاں موجود نہیں۔اس زوردار احتجاج کا کیا فائدہ۔آخر کار یہ تجویز پیش کی کہ سیکرٹری جنرل سے جواب طلبی کی جائے اور آئندہ اجلاس میں بھی وہ تشریف نہ لائیں اور تسلی بخش وضاحت نہ فرمائیں تو انہیں معطل کیا جائے۔اس پہلی ملاقات نے ہی ہمارے پسینے نکال دیئے۔اگلے اجلاس میں بھی قبلہ پیرزادہ صاحب تشریف نہ لائے تو جماعت کے تمام موجودہ ارکان نے

انہیں بالاتفاق قائم مقام سیکرٹری جنرل بنادیا۔اب کیا تھا کہ یہ حضرت خود آرام کریں نہ مجھے آرام کرنے دیں۔

چند ماہ بعد جماعت کے آئندہ دو سال کے لئے باقاعدہ انتخابات کا فیصلہ ہوا۔اس دوران قبلہ مفتی صاحب کی کارکردگی اتنی زبردست تھی کہ جماعت کے ارباب حل وعقد کی نظر انتخاب بطور مستقل سیکرٹری جنرل انہی پر پڑی اور حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی بطور صدر نامزد ہوئے۔مقررہ تاریخ پر انتخابات ہوئے۔یہ جماعت کے تیسرے انتخابات تھے۔ مگر حال یہ تھا کہ ملک بھر کے علماء کرام ومشائخ عظام کا جم غفیر تھا۔اس وقت کی سمال ہیتھ کی جامع مسجد کے ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔زبردست مقابلہ ہوا اور ہمارا پینل بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا۔یہ تفصیل عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کتاب مصنفِ کتاب کی انتہائی متحرک شخصیت کا اندازہ کرسکیں کہ کس طرح اتنے مختصر عرصے میں انہوں نے نووارد ہوتے ہوئے ملک بھر کے علماء کرام ومشائخ عظام سے اپنی قابلیت ولیاقت اور علمی وتنظیمی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا۔

اَلْقُرْبُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ۔

بُرا ہو اندھی عقیدت اور دھڑا بندی کا کہ کان آنکھ بلکہ دل دماغ بھی حق بات قبول کرنے سے قاصر ہوجاتے ہیں۔پھر رشتہ ہو اُستادی شاگردی کا اور پیری مریدی کا تو عقیدت مزید اندھی ہوجاتی ہے اور کچھ جھوٹی سچی تعلیمات بھی ہیں تصوف اور طریقت کی اور کچھ کہانیاں قصے بھی جن سے مجالِ اختلاف ختم ہوجاتی ہے۔ہر وقت اپنی عاقبت کی فکر لاحق رہتی ہے۔جب کبھی ان سے کوئی بات مسلک اہل سنت یا عظمتِ صحابہ کے خلاف سنتے تو ان کی خوشنودی کے لئے لاچار ہاں میں ہاں ملانی پڑتی۔مگر بعد ازاں آپس میں بیٹھتے تو خوب جرح

کرتے کبھی ٹیلیفون پر دل کی بھڑاس نکالتے کبھی کبھار نجی مجلسوں میں جرأت کر کے ان کو احساس دلاتے تو وہ کوئی کتاب نکال کر سیاق وسباق کے بغیر متعلقہ سطر پڑھنے کا حکم دیتے تو تعظیماً خاموشی اختیار کرنا پڑتی جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور بچے کھچے عقیدت مند علما یا واعظین حضرات کتاب دیکھ کر سمجھ آئے یا نہ آئے سر ہلا دیتے ہیں۔ کبھی گیارہویں شریف پر یا عام مجمعوں میں دورانِ تقریر صحیح مسلک کی ترجمانی کر بیٹھتے تو بعد میں وہ تبصرہ کرتے ہوئے خوب تذلیل کرتے تا کہ آئندہ ہم دوبارہ اس کی جرأت نہ کرسکیں۔

آج کل ان کا کوئی کلپ سیاق وسباق سے کاٹ کر توہینِ صحابہ پر مشتمل منظر عام پر آتا ہے اور ہمیں گردنیں ہلاتے ہوئے دکھایا جاتا ہے تو کچھ منچلے نوجوان علما ہمیں سوال کرتے ہیں ان سے بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ ہماری جگہ آپ ہوتے باایں ہمہ آداب مریدی وشاگردی آپ کیا کرتے۔ گزشتہ پندرہ سولہ سال ہم نے جس اذیت سے گزارے وہ ہم ہی سمجھتے ہیں۔ بہت کوشش کی گوش گزار کرنے کی کہ ہم نے شہرت کی بلندیوں تک پہنچانے اور ہزاروں عقیدت مند حلقۂ ارادت میں داخل کے لئے ہم نے بہت جان ماری ہے اب آپ نہ صرف برطانیہ ویورپ میں بلکہ پاکستان ہندوستان اور بعض عرب ممالک میں بھی بلاشرکت غیرے سند مانے جاتے ہیں خدارا اس منصب کو سنبھالئے مگر انہوں نے ہماری ایک نہ سنی اور ہر روز کوئی نہ کوئی شوشہ صحابہ کرام کی بے ادبی، اُن کے اعلیٰ مقام کو متنازع فیہ بنانے، سیدنا حضرت حیدر کرار کی افضلیت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر کے سامعین کو برین واش کرنے اور عقائدِ اہلسنت کو کمزور کرنے کے لئے چھوڑنے لگے۔

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

اور جوں جوں پاکانِ امت کے بارے میں زہر اگلتے گئے مشیت ایزدی سے ان کے پردے بھی کھلتے گئے۔ انتہائی اعلیٰ منصب سے گرتے گرتے اس مقام پر پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ جو مساجد کمیٹیاں ان کی تقریر کا وقت لینے کے لئے چھ چھ ماہ انتظار کرتی تھیں انہوں نے ان پر اپنی مساجد میں داخلے کی پابندی لگا دی اور یہ اپنے مریدوں کے فرنٹ روم یا بیک یارڈ تک محدود ہو کر رہ گئے۔ اور وہ عالم باعمل اور مقرر بے بدل جو کبھی عقائد اہلسنت کے تحفظ کے لئے اہل سنت کی پناہ گاہ سمجھا جاتا تھا وہی اس مسلک کی جڑیں کمزور کرنے میں اپنی صلاحیتیں وقف کرنے لگا اور ہیرو سے زیرو ہو گیا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۔ (قرآن)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پھر نہ صرف افضلیتِ شیخین کو متنازع فیہ بنانے لگے بلکہ خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجماعی عقیدے کو کمزور کرنے کے لئے بھی طرح طرح کی تاویلیں کرنے لگے۔ اس بدعقیدگی کو تقویت پہنچانے کے لئے انہوں نے جگہ جگہ باغِ فدک کے بارے میں شیعہ نظریے کو پھیلانا شروع کر دیا۔ کبھی سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موقف کے خلاف گھٹیا جملے، کبھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف زہر افشانی، اپنے عقیدتمندوں کی برین واشنگ کرنے اور ان کے ذہنوں کو بعض صحابہ سے زہر آلود کرنے کے لئے امیر المؤمنین ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف یہاں تک جملے کس دیئے کہ نبی کی بیٹی تو روتی روتی دنیا سے رخصت ہو گئی اور حضرت عثمان نے باغِ فدک اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دیا۔ بھلا ایسے جملے سننے کے بعد کون مسلمان ایسا ہو گا جس کے دل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی رتی بھر عزت یا

محبت رہے گی۔ بالخصوص عقیدتمند تو متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے۔

خدائے عزوجل صحت وتندرستی، علم وعمل اور جرات وہمت کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے ہمارے مجاہد اہلسنت علامہ مفتی فضل احمد قادری کو، کہ اُنہوں نے صرف ایک اس مسئلے کو لے کر پیر بے تدبیر کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔ اور آخر کار انہیں اپنے علم اور نسب پر دعویٰ کبریائی کے باوجود تسلیم کرنا پڑا اور مفتی اہلسنت کی تحقیقات کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے

اس کے ساتھ ہی ہم خدائے برتر وعظیم کا بھی شکر بجالاتے ہیں کہ اس کریم نے بر وقت ہمیں اس فتنے سے بچالیا۔ دعا ہے کہ کہ وہ غفور ورحیم اس وقت کی ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔ والسلام

تقریظ

فیض یافتہ خواجگان ڈھانگری شریف بالخصوص

حضرت صالح فخر الاماثل والافاضل خواجہ محمد فاضل ڈھانگری شریف

وفخر السادات استاد العلماء والمشائخ

حضرت پیر سید محمد زبیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوال

گزشتہ دنوں ہمارے ایک دوست نے چند اوراق عنایت فرما کر پڑھنے کی تاکید کی مگر اسے ایک عزیز کی گاڑی میں بھول آئے جس وجہ سے ان کے پڑھنے میں تاخیر کے بھی مرتکب ہوئے۔ معافی چاہتے ہوئے آتے ہیں نفس مضمون کی طرف۔

قصہ کوتاہ کرم فرمانے تحریر پڑھنے کی تاکید کے ساتھ ہی حاشیہ آرائی فرمائی تو نگاہ غلط انداز کی ٹھانی، مگر آپ نے ٹیلیفون کر کے سخت تنبیہ فرمائی تو پیدل ہی چل کر اس عزیز کے پاس پہنچے جن کے پاس وہ کاغذات پڑے تھے تاکہ ان سے لے کر پڑھنے کی سعادت حاصل ہو یوں یہ تحریر میرے ہاتھوں میں آئی جسے کھول کر پڑھنے کی کوشش کی تو اس نے میری آنکھیں کھول دیں۔ میں دیکھتا ہی رہ گیا، مثل مشہور ہے "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے"، یہاں بات لنکا ڈھانے کی نہ تھی بلکہ صاحب تحریر نے کمال جرأت سے شہر گستاخ کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور تحریر کے بارے میں کرم فرما کے ریمارکس بجا فرما دیئے تھے یوں ہم جناب کی حاشیہ آرائی کے علاوہ حقیقت نمائی اور رہنمائی کے بھی قائل ہوئے کہ آپ نے ایک اچھی تحریر پڑھنے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر پر اجر جزیل عطا فرمائے آمین۔

یہ تھا مختصر خاکہ تحریر عطا کرنے والی شخصیت کا۔ صاحب تحریر تو پھر صاحب تحریر ہوئے جن کا تعلق ایک علمی خانوادہ سے ہے جس کا علمی وروحانی فیض جاری وساری ہے حضرت نے کمال دانائی سے خرافات کا جواب احساسات سے دیا جو کہ ان کی تحریر سے محسوس کیا جاسکتا ہے خاص کر آپ نے گرتی ہوئی بلڈنگ کے نیچے سر دینے والی ٹیکیوں کی جوکل سیدھی کی ہے یہ اپنی مثال آپ ہے یوں ان کی کمر اکھڑ گئی یا یوں کہیں کہ صاحب تحریر نے عجیب حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے اُن کی کمر توڑ ڈالی۔ جو بھی ہوا ہو اب عمارت کے گرنے کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ کسی بھی انجانے وقت گر کر تباہ و برباد ہو جائے گی۔

ہاں مگر کامل (انجینئر) یعنی سچی توبہ سہارا دے تو اور بات ہے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ نہ معلوم ان ٹیکیوں کو گرتی عمارت کے نیچے سر دینے کی کیوں سوجھی جب کہ یہ دیکھ رہی تھیں کہ پرانے ستون کمال مہارت سے ایک ایک کر کے نیچے سے کھسک رہے ہیں سوائے ایک آدھ کے جب کوئی نہ رہا تو یہ ٹیکیاں آگے بڑھیں اور اس کے نیچے سر دے دیا، لگتا ہے وہ چھت کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس امید پہ آئیں کہ کوئی خزانہ ملے کاش کہ وہ جانتیں اس میں خزانہ ہوتا تو پرانے ستون یوں ایک ایک کر کے کنارہ کش نہ ہوتے بلکہ اس کے نیچے ہی دب کر جان دے دیتے۔ ستونوں کی کنارہ کشی سے عمارت کا جو حصہ گرا اس سے تو رافضیت کی بدبو اور بغض صحابہ کی سڑانڈ کا تعفن ہی پھیل رہا ہے۔ ایک آدھ ستون جو باقی بچا وہ چیخ چیخ کر فریاد کر رہا ہے کہ ہے کوئی جو آگے آئے اور مجھے بھی دیگر ستونوں کی طرح بچا کر لے جائے۔

قبل اس کے کہ یہ گرتی عمارت مجھے کچل کر قیمہ کر دے اور میں تا قیام قیامت اسی کا حصہ شمار کیا جاؤں۔ اے دنیا والو! گواہ رہنا! میں ضمیر کا قیدی ہوں، میں صحابہ کا غلام ہوں اسی لئے میں مرنے جینے کی ہر محفل میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت بعد از انبیاء بالتحقیق

بیان کرتا ہوں میں داماد مصطفیٰ دونوروں والے کا قصیدہ خواں ان کی عظمت کو سلام عجز وعقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس بوسیدہ عمارت کے نیچے رہتے ہوئے میں کتنا کبیدہ خاطر ہوں یقین نہ آئے تو اخبارات کے بال و پر ہی دیکھ لیا کرو وہ بھی میرے غم میں کبھی کبھی سیاہ ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی عظمت سیدہ صدیقہ بنت صدیق، کبھی افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کبھی یوم شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور کبھی شان اصحاب بدر و اُحد و حنین رضوان اللہ علیہم۔ یوں اکیلے ہی رافضیت کے منہ پر تازیانے برساتا رہتا ہوں اس کے باوجود یہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں محال دکھائی دے رہا ہے۔ کوئی ہے جو میرا سہارا بنے؟ اے دانا ستون یہاں سے نکلنے کا فیصلہ تو تمہیں خود کرنا ہے یا آپ کے پرانے ساتھی کوئی اچھا راستہ بتا سکتے ہیں جس پر چل کر تم سلامتی سے ہمکنار ہو سکتے ہو یا پھر کوئی اور ٹیکیاں تلاش کرو جن پر جز وقتی چھت کا وزن ڈال کر خود آہستہ سے کھسک جاؤ۔ پھر علامہ مفتی فضل احمد قادری دام ظلہ کی طرح دلائل عقلیہ ونقلیہ کے بھاری پتھر سے انہیں ایسی کاری ضرب لگاؤ کہ وہ منہ کے بل گر کر ہمیشہ کیلئے عمارت کا مقصد پاک کر دیں جیسا کہ محترم مفتی صاحب نے پہلی ٹیکیوں کا حساب پاک کیا ہے۔

فقیر جناب علامہ مفتی فضل احمد قادری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے اتنی گالیاں اور خرافات سننے کے باوجود علم ودانائی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا، نفس مسئلہ کو اجاگر فرمادیا، مخالفین کے مغالطہ دینے کی کوشش کو خاک میں ملادیا اور حدیث وراثت اور باغ فدک کے مسئلہ کو مسلک اہل سنت کے مطابق واضح فرما کر حق وسچ کے جھنڈے گاڑھ دیئے ہیں۔ مسئلہ فدک کے بارے میں علماء امت چودہ سو سال سے شافی اور وافی جوابات سے نوازتے رہے۔ اہل حق کے نزدیک مخالفین کے اعتراضات میں کوئی جان نہیں مگر باوجود اس کے روافض اپنے خبث باطن سے خود یا اپنی کسی کٹھ پتلی

شخصیت کے ذریعے اس میں جان ڈالنے کی کوشش میں سرگرداں رہتے ہیں جس کے پیچھے ان کے کچھ مقاصد ہیں۔

نمبر1: سرورِ دو عالم ﷺ کے ظاہری حیات مبارکہ سے پردہ فرمانے کے بعد ملت اسلامیہ پہ مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے اور اُمت مرحومہ جن فتنوں سے دوچار ہوئی وہ کوئی صیغۂ راز نہیں بلکہ یوں کہیں کہ حالات اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ (الاحزاب ۱۰) کی تصویر پیش کر رہے تھے تو غلط نہ ہوگا۔ ایسی بھیانک صورتحال کہ دہشت کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے۔ اہل ایمان حفاظت اسلام کے لیے دربار غیاث المستغیثین میں التجا کناں اور کفار و مشرکین نازاں و فرحاں کہ اب شجر اسلام جڑوں سے اکھڑ جائے گا اور یہ آندھی چراغ مصطفوی کو بجھا کر رکھ دے گی۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جس کمال تدبر، زیرکی، بہادری اور بالغ نظری سے مصائب و مشکلات پہ قابو پایا اور فتنوں کو فرو کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے رفاہی و دفاعی حصار کو مضبوط کیا اور مملکت اسلامیہ کی حدود کو وسعت دیتے ہوئے مشرق و مغرب کی دونوں بڑی طاقتوں کی چولیں ڈھیلی کر ڈالیں، جسے دیکھ کر اہل حق عش عش کر اٹھے اور باطل انگشت بدنداں رہ گیا۔ ان عظیم کارناموں کو دھندلا کرنے کی خاطر مذموم رافضیت کو باغ فدک جیسی چیزوں کی شکل میں پیش کرنا،

نمبر2: یاران مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی و تبرا بازی کر کے سچے اور سُچے مسلمانوں کی دل آزادی کرنا۔

نمبر3: خلافت راشدہ کے حقیقی نظام عدل کی نفی کر کے بے دین و ملحد قسم کے لوگوں کو خوش کرنا کہ اسلام کوئی ضابطہ حیات نہ تھا بلکہ متحارب طاقتوں میں ارتقائی منازل طے

کرتے ہوئے ایک منظم شکل میں رونما ہوا۔

نمبر:4 صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم کے باہمی تعلقات کے بارے میں عوام الناس میں شک پیدا کرنا کہ ان میں محبت نہیں رقابتیں وعداوتیں چلتی تھیں۔

نمبر 5: بھولے بھالے سادات گرامی کے اذہان کو پراگندہ کرنا کہ حضور والا! یاران مصطفیٰ ﷺ نے تمہارے آباء اجداد کے ساتھ بڑے ظلم و جفا روا رکھے ان کے حقوق غصب کیے لہٰذا یہ لوگ کسی رو رعایت کے مستحق نہیں، آؤ تم بھی ہمارے ساتھ تبرا بازی میں شریک ہو جاؤ۔

نمبر :6 مسلمانوں کے پاکیزہ عقیدے ''حیات النبی ﷺ،، کا انکار۔

نمبر 7: دنیائے اسلام کی معزز ترین ہستیوں کی توہین کرنا یعنی جنتی مردوں کے سردار افضل بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو غاصب کہہ کر، جنتی عورتوں کی ملکہ سیدۃ نساء العلمین فلذۃ کبد رسول ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کینہ ور بتلا کر، جنت میں داخل ہونے والی پہلی ہستی یعنی ابن عم الرسول سیف اللہ المسلول زوج بتول سیدنا علی حیدر کرار کو شیر خدا کہہ کر بزدل ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش، ستم بالائے ستم یہ کہ اپنے زعم باطل میں وہ شیر خدا کو مولائے کائنات کہہ کر بھی کھجور کے چند درخیوں کا گدائی بنانے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔

نمبر:8 یہودیوں کو طفل تسلی کہ (العیاذ باللہ) دین حق کے حقیقی وارث تم ہی ہو کیونکہ جس علی نے تمہیں ذلیل کیا اور تمہارے مضبوط قلعے گرائے اور تمہاری بستیوں کو اجاڑا تھا، وہ علی اور اس کی اولاد، خیبر کی چند کھجوروں کی خاطر تڑپ تڑپ کر جہان فانی سے سدھارے مگر انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا، یہ سب تمہارے بددعا کا نتیجہ تھا۔

نمبر 9: کفار عجم و مجوسیوں کو یہ باور کرانا کہ ہم تمہارے بہی خواہ ہیں، غلامان مصطفیٰ ﷺ نے نہاوند، جلولا، دینور، ہمدان، اصفہان بلکہ پورے ایران میں تمہاری جو درگت بنائی ہم اس کا بدلہ لیتے رہیں گے۔

نمبر 10: یہود و نصاریٰ کے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف لگائے گئے الزامات کو سچا ثابت کرنا کہ (العیاذ باللہ) محمد ﷺ سچے مصلح نہ تھے بلکہ آپ نے جو کچھ بھی کیا اپنی حکومت و سرداری قائم کرنے کی خاطر کیا۔ یہ دیکھو مسلمان سکالر خود بھی فدک اور دیگر جائیداد استمراری کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

نمبر 11: مستشرقین کو موقع فراہم کرنا کہ وہ اسلام کی مقدس ہستیوں کو جب جہاں اور جیسے چاہیں مورد الزام ٹھہرائیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے روافض کا وہ ایجنڈا جس پہ وہ اپنے ایجنٹوں سے گاہے گاہے کام کرواتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو فتنۂ روافض و خوارج (جو اس وقت ساری دنیا میں برپا ہے) سے مامون و محفوظ فرمائے!

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم۔

نوٹ: مفتی صاحب زید مجدہ پر اعتراض کرنے والے محققین میں سے اگر کسی کو تاریخ دانی کا سرسام ہو اور وہ کہے کہ یہ چیزیں تو میں تاریخ سے ثابت کر سکتا ہوں تو فقیر پر تقصیر عرض کرتا ہے اے تاریخ داں! بھاڑ میں جھونک ایسی تاریخ دانی کو جو تجھے آسمان نبوت کے گرد گھومنے والے عظیم درخشاں ستاروں و سیاروں کی عظمت و روشنی سے روشناس نہ کرا سکی۔

وہ تاریخ جو تجھے سیدنا عثمان غنی ذوالنورین کا غاصب ہونا تو بتا گئی مگر

اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

اے عثمان تم دنیا و آخرت دونوں جہاں میں میرے دوست ہو۔

فرمان سرورکائنات ﷺ نہ بتاسکی۔وہ تاریخ جو تجھے خاندان نبوت سے باغ فدک لُٹتا تو دکھا گئی جس کے لٹ جانے کا آج تک تو ماتم کررہا ہے مگر آل بیت اطہار کی بے نیازی اور دنیا سے بے رغبتی نہ دکھاسکی کہ انہوں نے اپنے پورے دور خلافت میں اس باغ کو خس وخاشاک برابر بھی حیثیت نہ دی جس کے بارے میں تیرا خیال ہے کہ نبی ﷺ کی آل تڑپتی رہ گئی تھی! یہ تاریخ تیرے کس درد کی دوا؟ جو تجھے فقط تصویر کا الٹا رخ دکھاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل واعلیٰ الٹے عقیدے اور الٹے خیالوں سے بچائے آمین! اگر تو کہے کہ جی میں محقق ہوں اپنی تحقیق کے بل بوتے پہ کہہ سکتا ہوں میری باتیں ٹھیک ہیں۔فقیر کہتا ہے ماتم کر ایسی تحقیق کا جو تجھے یارانِ محمد ﷺ اور خاندانِ محمد ﷺ کو آپس میں دست وگریبان ہوتے تو دکھادے مگر کلام لاریب کی یہ آیات بینات نہ دکھاسکے۔

وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ (الانفال 8:63)

اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے الفت پیدا کردی ان کے دلوں میں اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو نہ الفت پیدا کرسکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کردی ان کے درمیان، بلاشبہ وہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ج وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۔ (الاعراف 43:7)

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔
(الحجر 47:15)

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔

اے انصاف پسند قاری! فیصلے کی گھڑی ہے انصاف کا دامن نہ چھوٹے ذرا یہ بتا! جب خدا علام الغیوب جل واعلیٰ غلامان حبیب کبریاﷺ کے بارے میں یہ بتائے کہ ہم نے ان کے سینوں میں ایسی سَچی، سُچی، انمول اور لازوال محبت ڈالی ہے جو دنیا بھر کے خزانے لوٹا دینے سے بھی نہیں ملتی بلکہ صرف اور صرف فضل خدا سے ملتی ہے اور ان کے سینوں سے کینے کھینچ لیے ہیں یعنی ان میں حسد وعداوت نہیں اور محقق کہے کہ وہ آپس میں گتھم وگتھا تھے جو کھجور کے چند درختوں کی خاطر ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ وہ حاسد وکینہ توز تھے تو ہم کس کی مانیں خدا کی یا محقق کی؟ یوں یہ آیہ پاک پکار پکار کر کھلم کھلا عظمت مہاجرین وانصار کا اعلان فرما رہی ہے، پڑھیے اور کلیجہ ٹھنڈا کیجئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔

(الاعراف 8:74)

اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی امداد کی وہی (خوش نصیب) لوگ سچے ایماندار ہیں انہی کے لئے بخشش ہے اور با عزت روزی۔

حبیب کبریا علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل التحیۃ واجمل الثناء کے صحابہ کرام کو بارگاہ الٰہی سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کا جو لقب عطا کیا جا رہا ہے یہ ان کی عمر بھر کی قربانیوں دلسوزیوں اور نیازمندیوں کا بہترین صلہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے مومن برحق ہونے پر

شاہد ہے تو پھر کیا انہیں کسی دوسرے گواہ کی گواہی کی بھی حاجت ہے؟ وہ اس لیے تو ایمان لائے ہی نہ تھے کہ چودھویں صدی کا بے عمل خود فراموش اور خدا فریب مسلمان انہیں ایمان کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمادے۔

اے شمع توحید کے پروانو! اے محبوب خدا کے عاشقان دلفگار! اور اے ناموس اسلام کے جوانمرد پاسبانو! مبارک صد مبارک! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تم جیسا دل اور تم جیسی نگاہ بخشے اور تمہارے نقوش پا کو خضر راہ بنانے کی سمجھ عطا فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ حَبِيْبِهِ الْأَمِيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم۔

اسی طرح آیت تطہیر تقدیس و عظمت اہل بیت اطہار کا برملا اعلان ہے:

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (الاحزاب 33:33)

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار کو (رجس) پلیدی سے پاک فرمانے کا ارادہ فرمالیا تو وہ یقیناً پاک ہو گئے ہیں۔

اور اب اگر کوئی محقق اپنی تحقیق کے بل بوتے پہ ان کے اندر رِجس ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کرے گا تو وہ خدا عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کا باغی، قرآن حکیم کا منکر اور گستاخ بیت اطہار کہلائے گا۔ ایسے شخص کی باتوں میں آنا بدعقیدگی اور دنیا و آخرت میں حرماں نصیبی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

آیئے ذرا اطناب سے اجتناب کرتے ہوئے لفظ "رِجس" کے لغوی و تفسیری معنی پہ غور کریں تا کہ مسئلہ آسانی سے عام قاری کی سمجھ میں آجائے۔

"رجس،، عربی لفظ ہے۔ صاحب منجد نے اس کے پانچ معنے بتائے ہیں۔
(1) گندگی و پلیدی (2) کمینی حرکت (3) شیطانی وسوسہ (4) فعل قبیح
(5) عمل قبیح کی سزا۔ (المنجد)

یوں ہی امام جوہری جو کی لغت کے امام مانے جاتے ہیں اس کا معنی پلیدی کرتے ہیں۔ اَلرِّجْس: القذر۔ (الصحاح)

اور علامہ زمخشری اس کا معنی پلید شے کرتے ہیں: رِجس: شَیْءٌ رِجْسٌ۔
(اساس البلاغۃ)

مختصر لغوی تشریح کے بعد آتے ہیں اس طرف کہ پلیدی دور کرنے سے کیا مراد ہے؟

مفسرین کے بہت سے تفسیری وتاویلی اقوال میں سے فقیر چند ایک نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جو کہ جامع اور قارئین کے لئے بہت مفید ہیں، ملاحظہ ہوں۔

(1) مِنَ الْاِثْمِ یعنی گناہ سے بچانا۔ (2) مِنَ السُّوْءِ یعنی برائی سے محفوظ رکھنا (3) مِنَ الذُّنُوْب یعنی جرائم سے بچانا۔

چونکہ رجس کے متعدد معانی ہیں مثلاً هو الغل والغش والحسد، الاثم والشرك، الشیطان والمعاصي، الشك والاقذار۔ فعل قبیح کی سزا وغیرہ، تو اس کے دور کرنے کی تاویل بھی کوئی جامع ہونی چاہیے تھی لہٰذا اہل دل نے بڑی پیاری تاویلات کیں۔

احدها یذهب عنکم رجس الاهواء والتبرج و یطهرکم من دنس الدنیا والمیل الیها۔

(۱) اے اہل بیت اطہار! اللہ تعالیٰ آپ سے خواہشات نفس وتبرج کی پلیدی کو دور اور دنیاوی کدورتوں اور اس کی طرف رجحان ورغبت سے پاک فرمانا چاہتا ہے۔

الثانی: یذھب عنکم رجس الغل والحسد ویطھرکم بالتوفیق والھدایۃ۔

(2) اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں سے کینوں اور حسد کی پلیدیوں کو دور کر کے تمہارے قلوب کو توفیق و ہدایت کے پاکیزہ و معطر نور سے منور فرمانا چاہتا ہے۔

الثالث: یذھب عنکم رجس البخل والطمع ویطھرکم بالسخاء والایثار۔

(3) اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں سے بخل و لالچ کی پلیدی دور فرما کر انہیں سخاوت، جود و عطا، ایثار و قربانی اور خاطر مدارات جیسے پاکیزہ جذبات سے معمور فرمانا چاہتا ہے۔

الرابع: یذھب عن نفوسکم رجس الفواحش و یطھرکم بالایمان والرضا والتسلیم۔

(4) اللہ تعالیٰ آپ کے نفوس ومقدسہ سے فواحش و گناہ کی پلیدی دُور فرما کر ایمان و تسلیم و رضا کی پاکیزہ لذتوں سے بہرہ مند فرمائے۔

الخامس: ویرید بھم الاخلاق الکریمۃ کالجود والایثار والسخاء وصلۃ الرحم ویدیم لھم التوفیق والعصمۃ والتسدید ویطھرکم من الذنوب والعیوب۔

(۵) اللہ تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کو جود و سخاوت، عطا، ایثار و قربانی، صلہ رحمی اور خاطر مدارات جیسے پاکیزہ اخلاق کریمانہ اور دائمی توفیق، حفاظت و راست بازی جیسے مقدس معطر و مکرم مراتب و مقامات سے نوازنا چاہتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
(الفتح 29:48)

(جانعالم) محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھ ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔ (الحدید57:10)

تم میں سے کوئی برابری نہیں کرسکتا انکی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی، اُن کا درجہ بہت بڑا ہے اُن سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی۔

کیا ہی خوب لکھا موجودہ دور کے ایک مفسر نے اس آیت میں ان مہاجرین وانصار کے متعلق زبان قدرت یہ اعلان فرما رہی ہے۔ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً ، ان کا درجہ بڑا اونچا ہے اُن کا مقام بڑا بلند ہے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قربانیاں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ خود اُن کی توصیف فرما رہا ہے۔ قرآن ان کی عظمت کی گواہی دے رہا ہے۔ اب جو لوگ ان پاک لوگوں کی عظمت شان کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ الٹا ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں وہ ذرا سوچیں اور خود ہی بتائیں کہ ان صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ حق ہے یا ان کا فیصلہ؟ ہم اللہ تعالیٰ کی بات مانیں، قرآن کی شہادت کو سچ سمجھیں یا ان کی بات کو؟ (ماخوذ از ضیاء القرآن)

دیگر ایسی مقدس آیات جو جان نثاران محبوب خدا ﷺ کی شان میں اُتریں واہ رے محقق! تُو تو ان سے بے بہرہ ہی رہا۔ پہلے تو اپنے تعصب و گمراہی کے کوڑ کا علاج کرا پھر محبت و ہدایت کی عینک لگا کر دیکھ تو تجھے بھی اہل حق کی طرح اصحاب رسول ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ آپس میں شیر و شکر ہی نظر آئیں گے۔

شاناں دتیاں نے اعلیٰ توں اعلی خدا

کملی والے محمد دے ہر یارنوں

میری اکابرین اہلسنت سے گزارش ہے وہ محترم مفتی صاحب کی حوصلہ افزائی اور تائید فرمائیں ان کا یہ کام کوئی معمولی کارنامہ نہیں آپ نے بلی کے گلے میں گھنٹی باندھ دی ہے اب وہ جدھر جائے گی اس کی میاؤں کی بجائے ٹن ٹن کی آواز سے دنیا ہوشیار ہو جائے گی ویسے فقیر نے کئی بار نجی محفلوں میں اپنے بڑے بزرگوں سے عرض کی تھی کہ بلی کے گلے میں اگر گھنٹی ڈال دی جائے تو بہتر ہوگا مگر کیا پدی کیا پدی کا شوربا! یہ آواز کس کے کانوں تک پہنچتی ہر کوئی گھنٹی باندھنے سے ڈرتا رہا! اور۔۔۔

یوں یہ گندہ عقیدہ سنی علماء و مشائخ کے سامنے سرطان کے پھوڑے کی طرح پھیلتا و پکتا رہا تا آنکہ جناب علامہ مفتی فضل احمد قادری صاحب نے ایک ماہر سرجن کی طرح آپریشن کر کے اس کی جڑیں ختم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ سعی جمیلہ قبول فرمائے۔ (آمین)

تقریظ

حضرت علامہ مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حامدا و مصلیا و مسلما

حضرت علامہ مولانا حافظ فضل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ مسلک اہل سنت و جماعت کے مقتدر علمائے کرام میں سے ہیں۔ برطانہ میں ربع صدی سے زائد عرصہ ہوا وہ دین حق اور مسلک اہل سنت و جماعت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سنی عقائد کی ترویج و اشاعت اور عقائد باطلہ کی تردید میں ان کا نمایاں کردار ہے۔

پیش نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب میں علامہ فضل احمد قادری مدظلہ نے اس حوار کا ذکر کیا ہے جو ان کے اور لندن کے ایک عالم دین پیر عبدالقادر شاہ صاحب کے مابین رہا اور اسی ضمن میں مسئلہ باغ فدک بھی زیر بحث آیا ہے جس میں خود باغ فدک کی تاریخی حیثیت پر بہت علمی مواد جمع ہو گیا ہے۔ علامہ فضل احمد قادری نے باغ فدک کے حوالہ سے بہت قیمتی معلومات جمع فرمائی ہیں جو شاید قارئین کو کسی دوسری جگہ یوں یکجا نہ ملیں۔

پیر عبدالقادر شاہ صاحب کو ہم عرصہ دراز سے جانتے ہیں، آج سے تیس پینتیس برس قبل برطانیہ میں علمائے اہل سنت کی بہت کمی تھی۔ اس وقت شاہ صاحب برطانیہ آئے اور

ان کی وجہ سے اس دور میں مسلک اہل سنت کو خوب فائدہ ہوا۔ اس وقت ان کے خطبات میں کبھی کوئی بات اہل سنت کے اجماعی عقائد کے خلاف سننے میں نہیں آئی تھی۔ اس لیے تمام علمائے اہل سنت ان کا بھر پور ساتھ دیتے تھے۔ اس کے بعد ان کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی۔ انھوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی باتیں کہیں جو سخت قابل گرفت ہیں۔ باغ فدک کے بارے میں انھوں نے جو کچھ کہا وہ اہل سنت کے اجماعی موقف سے علانیہ متصادم ہے۔ چند برس قبل ان کی کتاب ''زبدۃ التحقیق،، بھی سامنے آئی جس میں انھوں نے شیعوں کے ایک ذیلی فرقہ تفضیلیہ کو جو افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجماعی عقیدہ سے منکر ہیں، اہل سنت میں گھسیڑنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ الحمدللہ میں نے بھی اس کے رد میں مفصل کتاب لکھی ہے جو چار سو صفحات سے زائد ہے۔ میں نے اس میں ان کے ایک ایک استدلال کا علمی انداز میں رد کیا ہے۔ انھوں نے اپنا سارا مابہ الاستدلال سرمایہ شیعوں، معتزلیوں اور دیگر ملحدین سے لیا ہے۔ اس کتاب کا نام'' **افضلیت الصدیق فی رد زبدۃ التحقیق** ،، ہے۔ ان شاء اللہ ایک دو ماہ میں چھپ جائے گی۔

عبدالقادر شاہ صاحب اگر علمائے و مشائخ اہل سنت میں اپنی توقیر رفتہ واپس بحال کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ وہ اہل سنت کے اجماعی نظریات سے متصادم اپنی تمام تحریرات و تقریرات سے علانیہ رجوع فرمائیں تا کہ وہ عمر کے اس حصہ میں دنیا سے سرخرو جائیں اور ان کے بیانات اور ان کی تحریرات سے اہل تشیع دلیل نہ پکڑیں اور صحابہ کرام کے بارہ میں لوگوں کو گمراہ نہ کرسکیں، **والحق احق ان یتّبع**۔

شاہ صاحب کی ذات اور ان کے علمی مقام سے کسی کو اختلاف نہیں اور نسبت

سیادت بہرحال قابل احترام ہے، اِلَّا ان یکونَ کفرًا صریحًا۔ اختلاف ان کے بیانات سے ہے جو مسلک اہل سنت کے لیے وجہ استیصال اور اہل تشیع کے لیے مایۂ استدلال ہیں۔

حضرت علامہ حافظ فضل احمد قادری بھی کسی زمانہ میں شاہ صاحب کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ ان کا پیچھے ہٹنا اور شاہ صاحب کے متنازع نظریات کے خلاف یہ کتاب لانا بھی اسی جذبۂ مذکورہ کے باعث ہے۔

ربنا علیك توکلنا والیك انبنا والیك المصیر۔

عرضِ احوالِ واقعی

(ضروری باتیں)

مسئلہ باغ فدک اور دفاع خلیفۂ اول بلافصل، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (ورد پیر سید عبدالقادر جیلانی۔حال مقیم والتھم سٹو۔لندن) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔جب آپ اسے پڑھیں گے تو آپ کو جہاں سلف سے لے کر خلف تک عقائد اہل سنت و جماعت کے مطابق سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس پر شیعوں (روافض) کی طرف سے جھوٹے الزامات، مثلاً غاصب، ظالم، اپنے پاس سے روایت گھڑنے والا اور خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کو باغ فدک اور دیگر وراثت سے محروم کرنے والا (**معاذ اللہ من ذالك**) سے مطعون کیا جاتا ہے۔اس کتاب میں ان سب کا قرآن وسنت وکتب سیرت و تاریخ کی روشنی میں مدلل جواب دیا گیا ہے۔

گر قبول افتدز ہے عز وشرف

لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ سب الزامات پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب آف والتھم سٹو لندن نے سنی عالم و پیر بن کر اپنی تقریر میں لگائے ہیں۔اہل تشیع کو بالواسطہ سپورٹ کیا ہے اور یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے۔

علی ہیں اس کے دشمن وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

امام حسن رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ

ہے تیرے فضل سے جسے انکار — اس کے دل میں بھرا ہوا ہے غبار
منکر صدیق ہی ہے منکر نفس رسول — دشمن مولا علی ہے بددین ناہنجار ہے

سید خضر حسین شاہ

جب آپ اس کتاب کو بالاستیعاب، نمبروائز پڑھیں گے تو آپ کو تمام حقائق پر مکمل آگاہی ہو جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کتاب میں آپ کو جابجا کچھ سختی بھی نظر آئے گی، لیکن اگر آپ کتاب کو ترتیب وار پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ محض جواب آں غزل ہے کہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب نے طارق جہلمی صاحب اور انعام قادری کے ذریعے فقیر کے خلاف دریدہ دہنی کی ہے اور خلافِ واقعہ الزامات و مغلظات کے ساتھ نوازا ہے۔ یہ صرف اُن کا جواب ہے۔

فقیر کو گالیاں دینے کی وجہ:

فقیر کو گالیاں دینے کی وجہ صرف یہ ہے کہ فقیر، پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کے اندر کے چھپے بغض صحابہ بالخصوص افضل البشر (بعد الانبیاء علیہم السلام) وخلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کی طرف سے جو جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں، فقیر اُن کا جواب لکھنے سے باز آجائے اور رک جائے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے فقیر نے ہر طرح کی سختیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے دفاع سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصدِ عظیم حاصل کرلیا۔ کیوں! اس لئے کہ دفاع سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ثبوت:

(1) حدیث: اِنَّ اللهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: صَدَقَ وَ وَاسَانِیْ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ۔ (رواہ البخاری، جلد 1 ص 517)

مفہوم عنی بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے تم سب کی طرف مبعوث کیا (سو شروع

دعوت میں) تم نے کہا کہ آپ نے (معاذ اللہ) جھوٹا دعویٰ کیا، لیکن ابو بکر نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا اور اپنی جان اور مال کے ساتھ غمگساری (مدد) کی۔ تو کیا تم میری خاطر میرے دوست کا پیچھا چھوڑ دو گے کہ نہیں؟ (یعنی چھوڑ دو)

(2) حدیث : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا نَفَعَنِیْ مَالُ (اَحَدٍ) قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ فَبَكٰی اَبُوْ بَكْرٍ وَ قَالَ هَلْ اَنَا وَ مَالِیْ اِلَّا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ۔

مفہوم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یعنی مجھے (دین کی خدمت میں) کسی کے مال نے ویسا فائدہ نہیں دیا جیسا فائدہ ابو بکر کے مال نے دیا۔ (تو یہ سن کر) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں اور میرا مال تو آپ ہی کے لیے ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(3) حدیث : رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَهٗ وَ حَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ وَ اَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ وَ مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ فِی الْاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ ۔ (رواه النسائی)

مفہوم : یعنی ابو بکر (رضی اللہ عنہ) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اُس نے اپنی چھوٹی بیٹی کو میرے نکاح میں دیا اور مجھے سوار کر کے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) میں لے گیا اور اُس نے (میرے عاشق صادق، حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) کو اپنے ذاتی مال سے خرید کر آزاد کیا اور مجھے (خدمتِ) اسلام میں کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا نفع ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا۔

(4) حدیث : مفہوم : جس کسی نے (دنیا میں) مجھ پر کوئی احسان کیا میں نے اُس کا

بدلہ دنیا ہی میں دے دیا سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے، اس کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت میں عطا فرمائے گا۔

قبول اسلام حضور سرور عالم ﷺ کے اہل بیت کے بعد پہلے ہی دن سب سے پہلے اسلام لائے۔ سلسلۂ نسب، ساتویں پشت میں آپ ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ مل جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب الی آخرہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابو بکر بن قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب، الیٰ آخرہ

نتیجہ تو ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ ذات ہے جن کا دفاع خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔

خصوصیت:

آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار نسلیں شرفِ صحابیت سے سرفراز ہیں۔ (1) ماں باپ (2) خود (3) اولاد (4) پوتے صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

لہٰذا نہ صرف فقیر پر بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جو بھی بد بخت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پر کیچڑ اُچھالے اس کا منہ توڑ جواب دینا ساری اُمت پر فرض اور قرض ہے جس کی ادائیگی کرنی پڑے گی۔ فقیر نے اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق سے اس فرض کو پورا کیا ہے اور اگر کوئی کمی یا غلطی ہوئی ہو تو فقیر اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہے۔

فقط والسّلام!

فقیر فضل احمد قادری، ڈربی۔ برطانیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

برطانیہ بھر کے جید علمائے کرام ومفتیان اسلام کا اہم فتویٰ بنام

علامہ سید عبدالقادر جیلانی شاہ صاحب!

السلام علی من اتبع الھدیٰ!

برطانیہ میں حال ہی میں آپ کی ہونے والی تقریر جس میں باغ فدک کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ الرسول برحق بلا فصل ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور صحابیت پر آپ نے گفتگو کی ہے اس کی وڈیو بذریعہ انٹرنیٹ منظر عام پر آئی ہے۔ اس وڈیو اور اس کی تحریر کی صورت میں علماء اہل سنت وجماعت اور مفتیان اہل سنت برطانیہ کی خدمت میں پیش کر کے شرعی حکم طلب کیا گیا۔ علمائے کرام نے اس کا بغور جائزہ لیا اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تقریر اور تحریر کئی وجوہ سے کھلی شیعیت ورافضیت اور کفر پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اس میں افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ اور نظام عدل کا انکار ہے۔ جبکہ خلافت حقہ راشدہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے جس کا انکار صریح شیعیت اور کفر ہے۔ اس میں تمام خلفائے راشدین صحابہ، مہاجرین وانصار کی توہین اور حدیث باغ فدک کا انکار کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف کذب بیانی کی نسبت کی ہے۔ اور آپ کی ولایت اور مسلمانیت کا انکار کر کے صریح نص قرآنی کا انکار ہے۔ کیونکہ مسلمانیت صحابیت کے معنی کی جزء بمنزل ذاتی جنس کی ہے۔ جہاں مرکب کا اثبات ہو وہاں اجزاء ذاتیہ جنسیہ کا اثبات ضروری ہے اور جہاں ان اجزاء کی نفی ہو وہاں مرکب کی نفی ہوتی ہے۔ اور ولایت صحابیت کا لازم عام ہے اس کی نفی سے ملزوم کی نفی ہے۔ ملزوم کے اثبات سے لازم عام کا اثبات ہے تو

جزء مسلمانیت اور لازم ولایت کے انکار سے صحابیت کا انکار ہے۔ لہذا یہ نصوص قرآن کا انکار ہے جو صریح کفر ہے۔ لہذا یہ لزوم کفر ہے، توبہ کر کے التزام سے بچیں۔

آپ کے اس بیان سے علماء اہل سنت میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا مفتیان اہل سنت برطانیہ کا آپ سے مطالبہ ہے کہ فوراً باضابطہ رجوع اور توبہ کریں۔ ورنہ الحکم الشرعی الذی ثبت عند اللہ و عند رسول اللہ جاری کیا جائے گا۔

آپ کی عبارت من وعن مندرجہ ذیل ہے اور جواب کا بصورت رجوع و توبہ انتظار ہے۔

"اصل میں خلافت کا تعلق کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہے یعنی اس کے مطابق ہونا، اس کے حق میں نہ کسی خلیفۃ کا دست بردار ہونا ہے، نہ کسی بڑی جماعت کا خلیفۃ بنانا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق تعلیم اور نظام زندگی چلانا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کو کس شخص نے خلافت سپرد کی تھی؟ عمر بن عبدالعزیز کے خلیفۃ راشد ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ کیوں اختلاف نہیں؟ اس لئے کہ ان کو کسی خلیفۃ راشد سے خلافت منتقل نہیں ہوئی نہایت ہی گھٹیا انسان سے ملی تھی۔ کیوں خلیفۃ راشد تھے؟ کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ سب سے پہلے میں دیکھوں گا معاشرے میں ناانصافی کیا کیا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا خاتون جنت کو باغ فدک سے محروم کیا گیا میں وہ واپس کروں گا۔

پہلے مجدد امت بھی عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ کارے تجدید کیا کیا؟ کہا نبی پاک کی اولاد تڑپتی رہ جائے، کیا ولایت ہے؟ کیا خلافت ہے؟ کیا مسلمانیت ہے؟ ان کو ورثہ میں ملا ہوا باغ تھا۔ باغ فدک تو سیدہ خاتون جنت کو نہیں دیا گیا تھا جس پر انتہائی آزردگی

ہوئی تھی۔حضور کے زمانہ میں تقسیم میراث کا کام حضرت حیدر کرار کا تھا۔حیدر کرار سے زیادہ علم والا صحابہ میں کوئی نہیں تھا۔ یہ کس طرح ممکن ہے حضرت علی ساتھ لے کر گئے ہوں اور ان کو وراثت کے قانون کا پتہ نہ ہو۔سیدہ خاتون جنت جا کے کلیم کریں تو ان کے اسباب کچھ بھی ہوں میں کوئی بالواسطہ یا بلا واسطہ ایسی بات نہیں کرنا چاہوں گا جس سے کسی صحابی پر تنقید مقصود ہو۔لیکن وہ باغ ان کے پاس رہا وہ نیشنلائز کیا گیا یہ سرکاری پراپرٹی ہے، نبی وراثت پاتا بھی نہیں وراثت دیتا بھی نہیں یہ کیسے ممکن ہے؟ ان کو علم ہو اور حضرت علی مرتضیٰ کو علم نہ ہو۔ یہ عموم بلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم بلویٰ میں خبر واحد قابل قبول نہیں۔،، انتہیٰ

المرسلون:

(1) ابوالحسن مفتی محمد اسلم نقشبندی قادری بندیالوی۔ بریڈفورڈ

(2) استاذ العلماء مفتی محمد فاضل نقشبندی بندیالوی۔ بریڈفورڈ

(3) استاذ العلماء مفتی انصر القادری۔ بریڈفورڈ

(4) استاذ العلماء مفتی قاری محمد طیب نقشبندی۔ مانچسٹر

(5) استاذ العلماء مفتی صابر علی۔ بولٹن

(6) علامہ مفتی فضل احمد قادری۔ ڈربی

(7) علامہ مفتی غلام سرور نقشبندی۔ شیفیلڈ

(8) علامہ مفتی قاری صاحبزادہ محمد اختر۔ شیفیلڈ

(9) علامہ مفتی محمد فاروق نظامی۔ برمنگھم

(10) علامہ مفتی محمد سجاد علی رضوی۔ ہالیفیکس

(11) علامہ مفتی واجد اقبال۔ بریڈفورڈ

(12) علامہ مفتی صادق ضیاء۔ برمنگھم

(13) استاذ العلماء مفتی اورنگزیب نقشبندی۔ لنڈن

(14) علامہ مفتی مقصود احمد۔ ڈیوزبری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

ضروری وضاحت

15 ستمبر بروز منگل مجھے کچھ علمائے کرام ومشائخ عظام نے فون کر کے پوچھا کہ آپ نے اور آپ کی جماعت کے سکریٹری جنرل صاحبزادہ مفتی محمد اختر القادری اور پریس سیکریٹری پروفیسر محمد صادق ضیاء صاحب نے جناب پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی پر رافضیت اور کفر کا فتوی لگایا ہے۔ بلکہ میرے کچھ مقتدی حضرات نے بھی مجھ سے پوچھا تو میں نے سب کو یہی جواب دیا کہ مجھے تو ایسے فتوے کا علم نہیں نہ ہم نے کوئی ایسا کفر اور رافضیت کا فتویٰ جاری کیا ہے، تو مجھے بتایا گیا کہ انٹرنیٹ پر یہ فتویٰ عام ہو چکا ہے اور اس پر آپ کے علاوہ برطانیہ کے دیگر مفتیان اہلسنت کے نام بھی ہیں جن میں سرفہرست علامہ مفتی حافظ محمد اسلم بندیالوی اور علامہ مفتی انصر القادری کے نام ہیں، تب میں نے انٹرنیٹ سے اس فتوے کا پرنٹ نکلوایا اور مجھے اصل صورت حال کا علم ہوا۔ میں دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ بات اس طرح تو نہیں ہوئی تھی۔

ہوا یوں کہ ایک دن مجھے علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب نے فون کیا اور بتایا کہ والتھم سٹو والے شاہ صاحب کی ایک وڈیو ٹیپ سامنے آئی ہے جو انتہائی قابل اعتراض ہے۔ہم نے اس کے خلاف فتوی جاری کرنے کے لیے صفۃ الاسلام بریڈفورڈ میں اجلاس رکھا۔ اجلاس میں محترم صاحبزادہ حبیب الرحمن صاحب محبوبی نے تجویز پیش کی کہ فتویٰ صادر کرنے سے پہلے پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب سے وضاحت طلب کی جائے۔ اگر وضاحت

تسلی بخش ہو تو ٹھیک ورنہ ایک بڑا اجلاس منعقد کر کے فتویٰ جاری کیا جائے۔

میں نے چونکہ وڈیو دیکھی سنی نہیں تھی، اس لئے مفتی صاحب سے استفسار کیا کہ قابل اعتراض کیا باتیں ہیں تو انہوں نے بتایا کہ پیر صاحب نے اپنی تقریر میں مسئلہ باغ فدک اٹھاتے ہوئے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر شدید حملے کئے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ان کی ولایت، خلافت حتی کہ مسلمانیت کو بھی چیلنج کیا ہے۔ ظاہر ہے یہ شدید صدمے کی بات تھی جو چودہ سو سال میں کبھی اہل سنت و جماعت کا موقف نہیں رہا نہ کبھی اہل سنت نے یہ مسئلہ اٹھایا، بلکہ ہمیشہ شیعہ رافضیوں نے اٹھایا اور اہل سنت نے اس کا دفاع کیا۔ کئی صدیوں سے سنی اور شیعہ علما میں اس مسئلہ پر مناظرے ہوتے آ رہے ہیں، کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لہذا پیر صاحب پر لازم ہے کہ اپنی پوزیشن واضح کریں۔ اس پر مفتی صاحب نے مجھے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ باقی چیدہ چیدہ علمائے کرام کے علاوہ آپ کا نام بھی ہونا چاہیے تو میں نے کہا کہ زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے مقتدر مشائخ کرام کے دستخط ہوں کیونکہ علمائے کرام سے زیادہ مشائخ کرام پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ عقائد اہل سنت کا تحفظ اور دفاع کریں تو فرمانے لگے کہ بعد میں جب فتویٰ جاری کریں گے تو اس میں ان کے نام درج کریں گے۔ اس پر میں نے معذرت کی اور کہا کہ پھر ابھی میرا نام نہ لکھیں، لیکن اس کے باوجود مفتی صاحب نے میرا نام لکھ کر زیادتی کی۔

مجھے مفتی صاحب کے طرز تخاطب سے بھی اختلاف ہے کہ انھوں نے قبلہ پیر صاحب کو ان کی اس وضاحت سے پہلے ہی اس طرح مخاطب کیا کہ وہ مسلمان نہیں رہے۔ یہ طریقہ تخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اختیار فرماتے تھے جب کسی غیر مسلم کو خط تحریر کراتے تھے اور اس پر لکھا ہوتا تھا ''سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی''۔ مفتی صاحب کو

"اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ"، لکھنا چاہیے تھا۔

مفتی صاحب نے میرے ساتھ گفتگو کے دوران بتایا تھا کہ وہ یہ وضاحت نامہ قبلہ پیر صاحب کو بذریعہ ڈاک ارسال کریں گے اور اس کا بھی اہتمام کریں گے کہ کوئی شخص قبلہ پیر صاحب کو دستی (By hand) حوالے کرے۔ لیکن مفتی صاحب نے وضاحت نامہ انٹرنیٹ پر چڑھا کر قبلہ پیر صاحب کی کردار کشی کا ارتکاب کیا جو کسی بھی عالم دین کے شایان شان نہیں

میں یہاں ایک اور بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ اس بارے میں ہماری جماعت کا کوئی تعلق نہیں تھا نہ ہم نے اس بارے میں جماعت کی میٹنگ کی نہ باہمی مشورہ ہوا، بلکہ یہ ہماری انفرادی رائے اور ذاتی موقف تھا۔ البتہ ہماری جماعت شروع سے ہی اس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی کہ اس ملک میں بالخصوص عقائد اہل سنت کا تحفظ اور دفاع کرے گی اور ہمارے ہر اشتہار اور سالانہ کیلنڈر کی پیشانی پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ شعر واضح طور پر لکھا ہوتا ہے:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

مختصر یہ کہ میں نے فوراً اپنی جماعت کے مرکزی سیکریٹری جنرل صاحبزادہ مفتی محمد اختر القادری صاحب سے رابطہ کر کے ان کو صورت حال سے آگاہ کیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی یہ فتویٰ ابھی تک نہیں دیکھا۔ میرے استفسار پر انھوں نے بھی علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب سے اسی گفتگو کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے جواباً مفتی صاحب کو یہ کہا تھا کہ صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن صاحب محبوبی کی رائے صائب ہے، وضاحت ضرور طلب کی جائے اور محترم قبلہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی کی وضاحت آنے کے بعد فتوے کے

بارے میں سوچا جائے۔لیکن انھوں نے اس کے برعکس فتویٰ کفر جاری کر کے زیادتی کی ہے اوراس کی فوری طور پر وضاحت کرنی چاہیے۔

ان کے بعد میں نے پروفیسر مفتی محمد صادق ضیاء صاحب سے رابطہ کر کے استفسار کیا توانھوں نے کہا کہ میں نے قبلہ مفتی محمد اسلم بندیالوی سے کہا تھا کہ مجھے اس تجویز سے اتفاق ہے، آپ وضاحت تحریر فرمائیں اور مجھے بھیجیں۔ پہلے میں اس کو پڑھوں گا۔اگر مجھے اس تحریر پر کوئی اعتراض نہ ہوا تو اپنا نام لکھنے کی اجازت دوں گا ورنہ نہیں۔مگر انھوں نے یہ فتویٰ مجھے دکھائے بغیر میرا نام لکھ کر بہت زیادتی کی ہے،آپ میری وضاحت شائع کر دیں۔

اس دوران مجھے محترم پیر صاحب کی تقریر کی وڈیو سنائی گئی تو واقعی وہ بہت تشویشناک تھی اوراس سے بہت سے سوال اٹھتے تھے۔ہم قبلہ مفتی صاحب سے یہ توقع کر رہے تھے کہ وہ مندرجہ ذیل سوالات پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں گے اور محترم پیر صاحب جو متبحر عالم دین ہیں اوران کا اہل سنت کے ان علماء کرام میں شمار ہوتا ہے جنھوں نے ماضی قریب میں سنی عقائد کا عمدہ طریقے سے تحفظ اور دفاع کیا ہے۔اب ایسی باتیں کیوں کی ہیں جو اہل سنت کے بجائے مخالفین کی ترجمانی کرتی ہیں۔انہیں ان سوالات کا جواب دینا چاہیے۔

(1) انھوں نے اپنی تقریر میں باغ فدک کا مسئلہ کیوں اُٹھایا جو کسی سنی عالم دین نے کبھی نہیں اٹھایا بلکہ شیعہ رافضی اُٹھاتے ہیں اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔محترم پیر صاحب واضح کریں کہ ان میں یہ تبدیلی کیوں واقع ہوئی۔وہ وضاحت فرمائیں کہ وہ اہل سنت کی نمائندگی فرما رہے ہیں یا اہل تشیع کی؟

(2) محترم پیر صاحب نے جو طرزِ استدلال اختیار فرمایا ہے وہ بھی اہل سنت کا نہیں بلکہ شیعہ رافضیوں کا ہے۔مثلاً

(۱) پیر صاحب کا یہ فرمانا کہ سیدہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس باغ فدک کا مطالبہ کرنے گئے تھے۔ یہ شیعہ روایت ہے، اہل سنت کی نہیں۔ بخاری شریف کتاب الفرائض میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ساتھ گئے تھے۔ اور صرف حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے نہیں بلکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی وراثت کا مطالبہ کیا تھا اور دونوں نے فدک اور خیبر سے حصہ مانگا تھا جس کے جواب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ،،(ہماری کوئی وراثت نہیں، جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے) سوائے اس کے نہیں کہ اس مال سے آل محمد کو خرچ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے کرتے ہوئے دیکھا ویسا ہی کرنے کے سوا کوئی اور حکم نہیں دوں گا۔،،

آپ کے پاس بخاری شریف کے علاوہ اہل سنت کی کسی اور کتاب سے حوالہ ہو تو پیش فرمائیں۔ شیعہ کتب میں اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔ بلکہ یہاں تک لکھا گیا کہ حضرت خاتون جنت نے واپسی پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت جھگڑا کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت جواب دینے کے بجائے خاموش رہنے پر بہت برا بھلا کہا طعن تشنیع کی وہ توہین آمیز الفاظ جو حضرت خاتون جنت کی شان کے قطعاً مطابقت نہیں رکھتے، نہ ہم اہل سنت لکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں تو پھر آپ نے کیسے ان کا حوالہ دے دیا، بلکہ ان کی تائید تقویت کے لئے اپنی طرف سے حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے علمی فضائل پر دلائل بھی دیئے ہیں جبکہ حیدر کرار وہاں تھے ہی نہیں نہ اُن کی طرف سے'' قرآن مجید کے قانون وراثت،، کا کسی کتاب میں دعویٰ ہے نہ بیان ہے۔

(ب) اس تقریر میں آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت کو "خبر واحد" قرار دیا۔ یہ بھی شیعہ کا موقف ہے۔ اہل سنت نے سلف سے خلف تک (آج تک) کسی نے ایسا کہا نہ لکھا۔ اہل سنت کا موقف ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں اس پر صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا تھا۔ بخاری شریف کے اسی باب میں اگلی روایت آپ نے ضرور ملاحظہ فرمائی ہو گی جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تصدیق کرائی۔ پھر آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ دونوں کو بھی اس حدیث کا علم ہے تو دونوں نے اثبات میں جواب دیا۔ یہاں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید سے کوئی استدلال نہ فرمایا، بلکہ اس کی تصدیق فرما دی۔ اتنے مقتدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصدیق کو اہل سنت نے اجماع کہا ہے پھر یہ خبر واحد کہاں رہی۔ براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیے۔

پھر یہ امر بھی قابل وضاحت ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اولین مقدس دور میں اصول حدیث اور اس کی اصطلاحات وضع ہو چکی تھیں کہ یہ حدیث متواتر ہے، یا مشہور، عزیز یا احاد ہے؟ بالکل نہیں۔ پھر خبر واحد کی پہلی صفت یہ قرار دی گئی ہے کہ غیر نبی سے روایت کی گئی ہو۔ یہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرما رہے ہیں تو خبر واحد کہاں رہی۔ یہ تو شیعہ کا بوگس استدلال ہے جس کا جواب ہمارے مستند علماء کرام دے چکے ہیں اور آپ کو بھی بحیثیت سنی عالم دین علماء اہل سنت کے ساتھ ہونا چاہیے نہ کہ شیعہ علماء کے ساتھ۔ مہربانی فرما کر اس کی وضاحت فرما کر اس کی وضاحت فرمائیں۔ پھر یہ کہ یہ روایت صرف ہماری صحاح ستہ، کتب سیر اور تاریخ میں ہی نہیں بلکہ شیعہ کتب اصول کافی،

فروع کافی اور دیگر کتب میں بھی قدرے تفصیل سے مذکور ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی اور ان کی سند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جاتی ہے۔ تو پھر آپ اس روایت کو کیوں کر خبر واحد قرار دے رہے ہیں؟

(ج) اس تقریر میں آپ کے طرزِ استدلال سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو سامنے رکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پاک پر تنقید کر رہے ہیں کہ انھوں نے اہل بیت اطہار پر ظلم کیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس کا ازالہ کیا۔ یہ انداز بھی اہل سنت کے علماء کرام اور مشائخ عظام کا نہیں بلکہ شیعہ علماء کا ہے۔ ہمارے علمائے کرام نے ان پر یہ سوال قائم کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے ساٹھ سال پہلے تک خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاکم وقت رہے ہیں، ان کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، انھوں نے اپنا حق واپس کیوں نہیں لیا؟ جو اپنے حق کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بے خوف و بے دریغ لڑ سکتے ہیں، یہ باغ تو ایک حکم کے ذریعے لے سکتے تھے کیوں نہیں لیا؟ وضاحت فرمائیے۔ اور شیعہ حیل و حجت سے نہیں بلکہ اہل سنت کے طرز استدلال سے۔ بہتر ہوگا کہ پہلے بخاری شریف کی مندرجہ بالا طویل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

(د) آخری سوال جس کی وضاحت علامہ مفتی اسلم بندیالوی کو آپ سے طلب کرنی چاہیے تھی وہ آپ کے یہ الفاظ ہیں "کیا ولایت، کیا خلافت، کیا مسلمانیت"، بظاہر تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ اس سے آپ کی مراد یار غار رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یار مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ثانی اثنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ بہت خوفناک امر ہے۔ اس عقیدے والے کسی عالم دین یا پیر طریقت پر فتویٰ لگ سکتا ہے۔ جیسے حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی

غلام رسول جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ آپ نے شائع فرمایا ہے مگر اس فتوے سے پہلے آپ کی وضاحت ضروری ہے، کیوں کہ آپ نے اپنی کتاب میں اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بوجہ خلیفۃ اول ہونے کے افضل البشر بعد از انبیاء ہونے کا عقیدہ رکھتا ہوں، لہذا لازمی ہے کہ آپ اپنے دامن کے داغ دھبے صاف کرنے کے لئے اس کی وضاحت کی بھی ضرور زحمت اٹھائیں کہ کیا آپ اب بھی اسی عقیدے پر قائم ہیں یا اب آپ کا عقیدہ تبدیل ہو چکا ہے؟

نوٹ نمبر 1۔

ہم یہ وضاحت نامہ معاذ اللہ کسی غلط ارادے سے انٹرنیٹ پر نہیں چڑھا رہے بلکہ اس لئے چڑھانا پڑا کہ اس سے پہلے مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب کا وضاحت نامہ یا فتویٔ کفر انٹرنیٹ پر چڑھ چکا ہے اور یہ معاملہ اب صیغہ راز میں نہیں رہا۔

نوٹ نمبر 2۔

ہم قبلہ پیر صاحب سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ اہل سنت کے وسیع تر مفاد کے لئے واضح طور پر اپنی وضاحتیں جاری فرمائیں بالخصوص اپنی نجی مجلس کی تقریر میں باغ فدک کے مسئلہ کو متنازعہ بنانے سے احتراز کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔

فقیر فضل احمد قادری (ڈربی)

عزیز القدر محترم مولانا طارق مجاہد نوشاہی قادری صاحب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ!

میرے نام آپ کی طرف سے لکھا ہوا خط بذریعہ انٹرنیٹ پڑھنے کو ملا، جو آپ نے فقیر کے اس خط کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ سوالات فقیر پر چسپاں کر کے انٹرنیٹ پر چڑھا دیا، جو فقیر نے علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی کے مذکورہ فتویٰ کے سلسلہ میں وضاحت کی تھی۔ میرے عزیز آپ نے مجھے دو تین مرتبہ فون کیا تو فقیر کی جوابی فون پر آپ سے بات چیت کافی دیر تک ہوتی رہی۔ اب جو کچھ آپ نے اپنے خط نما سوالات کئے ہیں، اس پر باہمی تبادلۂ خیال ہم آپس میں کرتے رہے۔ آپ نے جو کچھ اس خط میں لکھا ہے وہ وہی ہے جس پر ہم اس سے پہلے دوستانہ ماحول میں باتیں کرتے رہے ہیں۔ جب آپ نے باغ فدک کے بارے یہ پوچھا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فیصلے کی کوئی خلاف ورزی کرے تو اس پر بھی فتویٰ لگنا چاہیے۔

فقیر نے آپ سے پوچھا تھا وہ بزرگ کون کون ہیں جنہوں نے یہ کام کیا؟ تو آپ نے بتایا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے باغ فدک مروان کو دیا تھا ان پر بھی فتویٰ لگنا چاہیے۔ دوسرے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے دور میں باغ فدک اہل بیت اطہار کو دیا، انھوں نے خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ تو آپ سے یہ کہا آپ براہ مہربانی ان کا خود فیصلہ کر لیں میں تو اس کی

جرأت نہیں کر سکتا، ہاں آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر میری مدد کرتے ہوئے اس کتاب کا حوالہ ضرور دیں، اس مسئلہ کو مزید سمجھنے میں سہولت میسر ہوگی۔ آپ نے کہا میں حوالہ پیش کروں گا، ساتھ ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ جو قبلہ پیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمائے ہیں، وہ الفاظ قبلہ شاہ صاحب کے (نہیں) بلکہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہیں تو آپ سے حوالہ پوچھا تھا، آپ نے کہا تھا کہ جلد ہی وہ بھی مل جائے گا۔

فقیر یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ وہی حرکت کریں گے جو محترم مفتی بندیالوی صاحب نے کی تھی۔ آپ نے اس گفتگو کو سوالات بنا کر انٹرنیٹ پر چڑھا دیا، یہ کتنی بداخلاقی ہے، گویا کہ آپ نے بھی انگلی پر خون لگا کر قبلہ حضرت پیر صاحب کے (شہیدوں، فدائیوں) میں نام لکھوالیا۔ (سبحان اللہ) آپ نے حضرت مفتی سید نذیر حسین شاہ کاظمی صاحب کے فتویٰ کا ذکر فرمایا، لیکن اُن سے ان کے فتوے پر سوالات نہ اٹھا سکے اور فقیر پر جن سے آپ کی دیرینہ دوستی ہے، چڑھ دوڑے۔ (سبحان اللہ) جبکہ کاظمی شاہ صاحب کے سوالات آپ کے لئے ضروری تھا، اس لئے کہ کاظمی شاہ صاحب نے حضرت صاحب پر بڑے کڑے سوالات کئے تھے۔ خیر کوئی بات نہیں اب آپ کے سوال نمبر ایک کا جواب حاضر ہے۔

"سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے متعلق کہا کہ یہ خبر واحد نہیں بلکہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا اجماع ہو چکا تھا"

یہ میری عبارت ہے جس پر آپ نے الف کے ساتھ پوچھا ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض اور سوال کے جواب پر عرض ہے کہ روایت اپنے مقام پر درست ہے بلکہ اس پر کوئی کلام نہیں۔ اگر اس روایت میں اہل بیت بھی شامل تھے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی...... آگے مجھ سے لفظ پڑھے نہیں جا رہے، البتہ یہ سمجھ آتی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء''، جلد سوم ص 112 پر یہ نقل کیا ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا اس اجماع میں شامل نہ تھیں۔ کیا مجاہد صاحب اس سے پہلے کبھی عورتوں کو شامل کیا گیا ہے۔ پہلے آپ کو اجماع کی تعریف جو صاحب نور الانوار نے فرمائی اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں،

والمراد باجماع الامۃ اجماع امۃ محمد ﷺ لشرافتها و کرامتها الآخرۃ۔

(خلاصہ) یہ اجماع باشندگان مدینہ کا ہو یا خاندان رسالت کا یا صحابہ کا یا ان جیسے دوسرے حضرات کا اس تعریف میں تینوں طبقوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی نہیں ہے بلکہ متعدد صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔

نمبر 1: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جو فئی دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے جو کچھ چھوڑا ہے، اس میں ان کی میراث کو تقسیم کریں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے، وہ صدقہ ہے۔ صحیح بخاری۔ اس کو امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد اور امام بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

نمبر 2: حضرت مالک بن اوث بن حدثان h نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے کہا

ٹھہرو! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس کے اذن سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم کو علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ ان سب نے کہا بیشک یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

یہ حدیث بخاری شریف اور مذکورہ بالا کتب احادیث میں موجود ہے۔ نیز امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد، حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ یہ حسن غریب ہے۔ اور مالک بن اوث بن حدثان رضی اللہ عنہ والی روایت میں حضرت عباس اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔

نمبر 3: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے، ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث۔

نمبر 4: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد 4 ص 224)

نمبر 5: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد ازواج نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر میراث کا سوال کریں۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث

نمبر6: امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی ہے جو خالص اہل بیت سے تعلق رکھتی ہے۔ فضیل بن مرزوق کہتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے کہا اگر میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو فدک کے بارے میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

نمبر7: مزید تائید کے لئے اہل تشیع کی اسانید سے ثبوت:

ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: علماء انبیاء کے وارث ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کسی کو درہم اور دینار کا وارث نہیں کرتے۔ انبیاء علیہم السلام صرف اپنی احادیث کا وارث کرتے ہیں۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ (الاصول من الکافی)

جن صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے اس حدیث کی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ ہیں:

(1) حضرت ابوبکر (2) حضرت عمر (3) حضرت عثمان (4) حضرت علی (5) حضرت عباس (6) حضرت طلحہ (7) حضرت زبیر (8) حضرت عبدالرحمن بن عوف (9) حضرت سعد بن ابی وقاص (10) حضرت ابوہریرہ (11) حضرت حذیفہ (12) حضرت عائشہ (13) حضرت زید بن علی (14) حضرت ابوعبداللہ۔ رضی اللہ عنہم

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کے سامنے بیان فرمائی تھی اور کسی نے انکار نہیں کیا تھا تو اس پر تمام صحابہ اور اہل بیت کا اجماع ہو گیا ہے۔ میرے عزیز! اگر آپ نے محض اپنی کسی غلطی یا وہم کو دور کرنے کے لیے فقیر سے سوال کیا تو اب آپ کی تسلی ہو جانی چاہیے۔ فقیر نے باوجود کسی دعویٰ یا تعلّی سے توبہ کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق سے آپ کا گھر پورا کر دیا ہے لیکن پھر بھی اگر آپ کی

اُلجھن باقی ہے تو اسے بھی دور کرلیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ قبلہ پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب اکثر و بیشتر حضور اعلیٰ تاجدار گولڑہ جامع معقول و منقول مجدد اسلام حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی کو اپنی تقریروں کو مؤثر و مضبوط ثابت کرنے کے لئے لیتے ہیں۔ ان کا لکھا ہوا پیش کرتا ہوں جو درج ذیل ہے:

''اس حدیث کے راوی اکیلے حضرت صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ اور لوگ بھی ہیں۔ کتب صحاح ملاحظہ ہوں۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مجتمع علیہا ہے۔ اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی نے اسے سننے کے بعد مطالبۂ میراث پر اصرار نہ کیا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے، اور تمام خلفاء اربعہ کے عہد میں اسی حدیث پر عمل رہا حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے عہدِ خلافت میں اس میں ذرہ بھر تغیر نہیں کیا۔ تاہم بالفرض اگر اس کے راوی صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہوں تو بھی یہ حدیث بوجہ سامعین میں سے کسی کے انکار نہ کرنے کے یعنی بباعث اجماع سکوتی کے حد تواتر اور قطعیت تک پہنچتی ہے۔'' (تصفیہ مابین سنی و شیعہ، ص 42)

اب اُمید ہے آپ کے ساتھ ساتھ قبلہ پیر صاحب بھی اس حدیث کو خبر واحد اور عموم البلویٰ کا نام دے کر اہل سنت کو گمراہ اور مغالطہ دینے سے رجوع فرمالیں گے اور اہل تشیع (رافضیوں) کو سپورٹ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں گے۔ مزید آپ کی اور حضرت قبلہ پیر صاحب کی اصلاح کے لئے تیرہویں صدی کے مجدد (جو امام اہل سنت مجدد اسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تین واسطوں سے حدیث میں استاد بھی ہیں یعنی) رئیس المحدثین مفسر قرآن فقیہ العصر مفتی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے فیصلہ سے آگاہی کرا

دوں آپ (شاہ عبدالعزیز دہلوی) لکھتے ہیں کہ

"جس شخص نے براہ راست بلا واسطہ حضور اکرم ﷺ سے جو حدیث سنی وہ اس کے لئے علم یقینی کی موجب ہے اور اس کے لئے اپنے سنے ہوئے پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے، خواہ وہ حدیث کسی اور سے بھی سنے یا نہ سنے۔ چنانچہ سنی وشیعہ اصولی ہر دو کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث کی تقسیم متواتر وغیر متواتر اس شخص کے لئے ہے جس نے حضور ﷺ کو نہ دیکھا ہو اور آپ کی احادیث دوسروں کے واسطے سے سنی ہوں۔ اور جس نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حدیث سنی اس کے لئے یہ تقسیم متواتر وغیر متواتر نہیں ہے۔ اس کے لئے تو وہ فرمان متواتر سے بھی بہت اونچا ہے، تو اس معاملہ میں جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زبان نبوت سے براہ راست سن چکے تو اب تفتیش و تحقیق کی انہیں ضرورت ہی کیوں رہی۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

محترم مجاہد صاحب یہ تحریر "ازالۃ الخفاء" کے مصنف کے اپنے فرزند ارجمند کی ہے، وہ اپنے والد محترم ومکرم کی تصانیف سے واقف تھے، یوں سمجھ لیں اگر ان کے والد کی کوئی بات تشنہ رہ گئی ہوتی تو شاہ عبدالعزیز اس کی وضاحت فرما دیتے۔

یہ تو تھا آپ کے پہلے سوال کا جواب۔ اس میں احادیث کی عربی عبارات طوالت سے بچنے کے لئے نہ لکھ سکا، ورنہ وہ ساری کتابیں فقیر کے ہاں موجود ہیں۔ رہے دوسرے سوالات اور انہی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مروان لعین کو باغ فدک دینا اور پھر خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کا ناراض ہونا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنازہ وغیرہ سے روکنا اور اپنی پرانی سنگت کا تذکرہ اور قبلہ پیر صاحب کی تقریر کے موقع پر موجود ہونا اور اس وقت قبلہ پیر صاحب سے سوال نہ کرنا وغیرہ، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دوسری قسط میں دوں گا اور

ساتھ ہی حضرت قبلہ پیر صاحب کی طرف سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر اشاروں کنایوں کے ساتھ تنقید فرمانا وہ بھی ثبوت کے ساتھ پیش کروں گا۔

براہِ مہربانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا حوالہ ''کیا خلافت اور کیا ولایت اور کیا مسلمانیت ہے،، جلد مجھے ارسال فرمائیں، اور اگر کوئی بات ناگوار گزری ہو تو آپ سے اور قبلہ پیر صاحب سے معذرت خواہ ہوں۔

(نوٹ) فقیر کو یہ قوی اُمید ہے کہ آئندہ بجائے فقیر کے اور کسی کو مجیب بنائیں۔ میرے سوالات کا جواب دینا مقصود ہو تو قبلہ حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب خود دیں، دوسروں کے نام استعمال نہ فرمائیں۔

مقالہ نمبر: 1

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیز القدر محترم مولانا طارق مجاہد نوشاہی قادری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

گزارش ہے کہ فقیر ابھی آپ کے پہلے خط کا جواب دے رہا تھا، جس کی دوسری قسط لکھنا ابھی باقی تھی کہ آپ نے فوراً دوسرا ایک صفحے کا خط اِنٹرنیٹ پر چڑھا دیا۔ بہتر ہوتا کہ فقیر کا پورا مضمون دوسری قسط میں مکمل ہوجاتا تو پھر آپ اپنی طرف سے کوئی اِصلاحی پہلو اختیار کرتے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کی تقریر کے کچھ حصے جو اِنتہائی قابل اعتراض ہیں، ان کی اصلاح کرنی ابھی باقی ہے۔

آپ نے اپنے نئے خط میں فقیر کے جواب میں لکھے گئے مضمون کی تردید کردی ہے کہ میں (آپ) نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی فتوے والی بات نہیں کی، یعنی فقیر نے اپنی طرف سے یہ فتوے والی بات ویسے ہی آپ کے ذِمے لگادی۔

میرے عزیز! فقیر حلفاً کہتا ہے کہ آپ نے دونوں بزرگوں پر فتوے والی گفتگو زبانی کی تھی۔ ورنہ فقیر آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت کیسے کرسکتا تھا؟ اب آپ کی زبانی گفتگو کے انکار کے بعد بھی کہہ سکتا ہوں کہ: لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس کا ایک ثبوت تو آپ کے لکھے ہوئے پہلے خط کے صفحہ نمبر دو پر یہ عبارت موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مروان (لعین) بن حکم کو باغ فدک دے

دیا، الیٰ آخرہ۔ پھر وہ (باغِ فدک) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آ گیا۔ الی آخرہ

اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ ہماری باہمی بات چیت میں دونوں حضرات پر فتوے کی بات چیت ہوئی تھی یا نہیں؟

آپ نے دوسرے خط میں یہ بھی کہا کہ یہ الفاظ میری تحریر میں نہیں ہیں۔

محترم! ذرہ سوچنے کہ فقیر نے کب کہا ہے کہ یہ الفاظ آپ کی تحریر میں ہیں۔ یہ گفتگو تو زبانی دوستانہ ماحول میں ہو رہی تھی۔ پھر آپ نے خط کو اِنٹرنیٹ پر چڑھانے والی بداخلاقی کو فقیر کے ذمہ لگا دیا۔ کاش! کہ آپ نے فقیر کی وضاحت والے خط کو غور سے پڑھا ہوتا جس کے آخر میں نوٹ نمبر 1 میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔ آپ بار بار علامہ مفتی حافظ محمد اسلم بندیالوی صاحب کو کوس رہے ہیں۔ آپ نے فقیر کو مفتی بندیالوی صاحب کے بارے میں یہ الفاظ بھی کہے تھے جو آپ کے ایک اور خط میں درج ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ''جب طلاق وخلع کا شعبہ قائم ہوا (بریڈفورڈ میں) تو راقم السطور کو پہلا جنرل سیکریٹری بنایا گیا'' اس وقت، اے حافظ اسلم بندیالوی کے ہمنواؤ! یہ شخص ایک مسجد میں یسرنا القرآن ناظرہ (قرآن) کی کلاس پڑھاتا تھا (سبحان اللہ) آپ کے نزدیک یسرنا القرآن اور ناظرہ کی کلاس پڑھانا ایک معمولی بات ہے۔ جب کہ اس ملک (برطانیہ) میں بڑے بڑے مفتی صاحبان، پیر صاحبان اور علامہ حضرات شروع شروع میں یہی خیر کا کام سرانجام دیتے تھے۔ یہ تو بہت بڑا بنیادی دینی تعلیم کا ابتدائی ذریعہ ہے۔

اگر آپ بے ادبی نہ سمجھیں تو عرض کروں کہ کیا آپ اس وقت بخاری شریف یا دیگر کتب صحاح کا دورہ شریف پڑھاتے تھے؟ (سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ ہی ہر نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ خیر آپ نے مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب کو اپنے دو ورقی خط میں رج رج

کے بلکہ جی بھر کے گالیاں دی ہیں۔ آپ کا گالیوں بھرا یہ خط انٹرنیٹ سے اُتار کر کسی نے فقیر کو پڑھنے کے لئے دیا ہے۔

آپ مفتی اسلم صاحب کو بندیالوی بھی مانتے ہیں اور جاہل بھی؟ یہ بات تو آپ کے علم میں ہے کہ مفتی اسلم بندیالوی صاحب کے استادِ محترم پاکستان میں اُستاذِ کل کا درجہ رکھتے ہیں وہ حضرت استاذ العلماء والمشائخ علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی کی ذات ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

فقیر کا خیال ہے کہ مفکر اسلام قبلہ حضرت صاحب کو چھوڑ کر ان کی باقی بچی کچھی سنگت کو آپ سمیت پورا درسِ نظامی خیالی تک مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب پڑھا سکتے ہیں۔

محترم مجاہد صاحب! تجربہ کرلیں، اس میں کون سی مشکل بات ہے۔ ویسے مفتی صاحب اس وقت بریڈفورڈ میں درسِ نظامی کی جملہ کتب پڑھا رہے ہیں۔ معاف فرمانا یہ تو جملہ معترضہ ہے ورنہ فقیر کا اس معاملہ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ آپ جانیں اور وہ، فقیر مفتی صاحب کا ترجمان نہیں ہے۔

ہاں تو آپ نے تاجدارِ گولڑہ شریف حضورِ اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' سے فقیر نے آپ کے اس سوال کے جواب میں کہ حضرت خاتونِ جنت سلامُ اللہ علیہا اجماع میں شامل نہ تھیں لہٰذا اہل بیت کا اجماع ثابت نہیں ہوتا۔'' کا جواب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کی روشنی میں دیا ہے، اس کو آپ نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق باغِ فدک کے ضمن میں ایک سیدھے اور صحیح راستے کی رہنمائی کرتی ہے جو اس سلسلہ میں حرفِ آخر ہے۔ آپ (حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی تحقیق واستدلال قابل مطالعہ ہے۔ یہی

درست راستہ ہے۔

گزارش یہ ہے کہ جب حضورِ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی بات حرفِ آخر ہے اور یہی درست راستہ ہے تو آپ اور قبلہ مفکر اسلام اس حرفِ آخر اور درست راستے کو کاٹ کر (چھوڑ) کر اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں کیوں مار رہے ہیں؟ بار بار حیلوں بہانوں سے باغِ فدک کا ذکر چھیڑ کر خلیفۃ اوّل بلافصل خیر البشر بعد الانبیاء (علیہم السلام) سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات کو کیوں نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دیگر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مخالفین (اہل تشیع) صحابہ پاک کو فوڈ (Food) کیوں مہیا کر رہے ہیں۔ اگر آپ اور آپ کے نئے پیر صاحب حضرت قبلہ مفکر اسلام سچے پکے صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہیں تو پھر تاجدارِ گولڑہ شریف کے فیصلہ کو صحیح مان کر یہ اعلان بھی انٹرنیٹ پہ چڑھا دیں کہ آج سے پہلے میری جتنی تقاریر میں خلفاء الراشدین اور دیگر صحابہ کرام کی شان میں کسی بھی انداز و زاویے اور اشارہ و کنایہ میں بے ادبی اور گستاخی کا کوئی پہلو پایا گیا ہے تو میں پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں (اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ گستاخی و بے ادبی والی ساری باتیں حضرت مفکر اسلام کے بیانات سے دوسری قسط سے ثابت کروں گا) اور آئندہ ایسی تقاریر سے اپنے دامن کو پاک و صاف رکھوں گا۔

محترم مجاہد صاحب! حضرت مفکر اسلام صاحب کی اہل سنت کی نظروں میں پہلے ہی کی طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ عزت و توقیر بڑھ جائے گی۔ (اللہ کرے ایسا ہو جائے)

آمین ثم آمین

عزیز القدر محترم مجاہد صاحب! آپ نے آخر میں فقیر کو یہ مشورہ دیا ہے کہ فقیر نے

آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ حضرت صاحب کی فلاں تقریر کا حوالہ مہیا کریں، میں (طارق مجاہد) اس سلسلہ میں آپ (حافظ فضل احمد) کو مشورہ دیتا ہوں کہ متکلم (پیر صاحب) سے ذاتی طور پر رابطہ کریں مجھے درمیان سے نکال دیں۔

عرضِ خدمت ہے کہ آپ نے فقیر سے باہمی گفتگو کے دوران کہا تھا کہ یہ الفاظ (کیا خلافت، کیا ولایت اور کیا مسلمانیت ہے) قبلہ پیر صاحب کے نہیں ہیں بلکہ یہ الفاظ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو 75% فیصد حضرت صاحب کا دامن صاف ہو جاتا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ حضرت صاحب کے پاس مسند فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے اندر یہ ساری تقریر ہے اور میں آپ کو ضرور لا کر دوں گا کہ اس ہفتے کو حضرت صاحب برمنگھم آ رہے ہیں، میں بھی وہاں جاؤں گا اور مذکورہ حوالہ لا دوں گا۔ جب فقیر نے آپ سے دو تین دن بعد رابطہ کیا تو آپ نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی پاکستان میں وفات پا گئے ہیں اس لئے میں برمنگھم نہیں جا سکا تو فقیر نے آپ سے آپ کے بھائی کی تعزیت کی۔ پھر مسجد میں مرحوم کے لئے بخشش کی دعا کرائی۔

محترم مجاہد صاحب! یہ تو تھی ہماری زبانی گفتگو لیکن آپ نے اپنے لکھے ہوئے خط کے صفحہ نمبر 3 پر اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ ان الفاظ کی نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے ممکن ہے کہ اب آپ اس سے بھی انکار کر دیں!!! تو فقیر کیا کہہ سکتا ہے۔ ہاں اپنے اور آپ کے لئے ہدایت کی دعا کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق دے۔

رہی یہ بات کہ آپ کا یہ جملہ (مجھے درمیان سے نکال دیں) تو محترم مجاہد صاحب! یہ تو آپ کو اس وقت سوچنا چاہئے تھا جب آپ نے بلا وجہ فقیر کے وضاحتی خط کے جواب

میں جس کا تعلق مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب اور قبلہ مفکر اسلام کے ساتھ تھا فقیر کے جن سوالات کا جواب قبلہ مفکر اسلام کو دینا چاہئے تھا نہ کہ آپ کو۔! آپ خواہ مخواہ بیچ میں طہر متخلل بن کر آ ٹپکے اور فقیر پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ آپ کو یہ حق ہرگز نہیں تھا بلکہ اس کا جواب خود حضرت مفکر اسلام صاحب کو دینا چاہئے تھا۔ اور اب بھی دینا چاہئے۔ فقیر نے حضرت صاحب کی تقریر پر سوالات اُٹھائے ہیں جو تقریر پیر صاحب نے خود کی ہے۔ اس کا جواب آپ کو یا کسی اور کو نہیں دینا چاہئے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر مفتی صاحب فقیر کو اس مسئلہ میں اِنوالو نہ کرتے تو اس میدان میں خواہ مخواہ کودنے کی فقیر کو کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ نے حضرت صاحب کی کوئی مدد ہی کرنی تھی تو مفتی صاحب کے اس فتویٰ نما خط میں جو کچھ لکھا ہے اس پر یا پھر حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کاظمی کے اس فتوے کا جواب لکھنا چاہئے تھا۔ جو انہوں نے قبلہ مفکر اسلام کی تقریر پر جملہ بہ جملہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر الزام ثابت کئے ہیں کہ مفکر اسلام نے خلیفۂ راشد کی توہین کی ہے۔

اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی درمیان سے نکل جائیں اور فقیر کو دیئے گئے مشورہ پہ خود عمل کریں لیکن ایک بات یاد رکھیں، مجاہد صاحب! بہر صورت آپ کو حضرت مفکر اسلام سے ان کی تقریر کا حوالہ لے کر دینا ہی ہوگا۔ یہ آپ نے فقیر سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ آخر میں آپ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے یہ جملہ آپ (حافظ فضل احمد قادری) کے خط میں قابل توجہ مواد تھا۔ محترم! اس کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ سارا مضمون ہی قابل توجہ ہے۔ تاہم آپ کی طرف سے اس تحسین پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کاش کہ قبلہ مفکر اسلام بھی فقیر کے سوالات کو سنجیدگی سے لیتے تو معاملہ سدھر جاتا۔

یہ تو تھا آپ کے تازہ خط کا جواب۔ ابھی آپ کے پہلے خط کا جواب مفصل لکھنا باقی

ہے۔اگر آپ کی طرف سے قبلہ پیر صاحب کی تقریر کا وہ متن فقیر کے پاس نہ پہنچا تو پھر یقین کر لینا پڑے گا کہ پیر صاحب کی تقریر میں جو جملے قابل اعتراض ہیں وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہرگز نہیں ہیں بلکہ یہ ساری تقریر حضرت صاحب کی اپنی ہے۔

نوٹ نمبر :1

اگر آپ فقیر کے پہلے وضاحتی خط کا بغور مطالعہ کر لیتے تو آپ کو فقیر کے پیچھے پڑنے کی نوبت نہ آتی۔فقیر کے مفتی اسلم بندیالوی صاحب کو جواب دینے کے بعد سوال نمبر ایک، سوال نمبر 2 ب، ج، د، کو اور نوٹ نمبر ایک اور نوٹ نمبر 2 کو پڑھ لیتے تو پھر آپ کو فقیر کے ساتھ اُلجھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

نوٹ نمبر :2

اگر فقیر سے آپ کی یا قبلہ حضرت صاحب کی کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو دل سے معذرت خواہ ہوں۔

والسلام :

فقیر حافظ فضل احمد قادری

19 اکتوبر 2015ء

مقالہ نمبر 2:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عزیز القدر محترم مولانا طارق مجاہد نوشاہی قادری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کے پانچ (5) اکتوبر 2015ء کے خط کا جواب دے چکا ہوں جسے آپ نے پڑھ کر فوراً جواب بھی دے دیا اور آپ کے جواب کا جواب فقیر نے انیس (19) اکتوبر کو لکھ کر دے دیا ہے۔

آپ کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ روایت اپنی جگہ پہ ٹھیک ہے لیکن اجماع والی بات تب ٹھیک ہوتی جب اہل بیت بھی اس میں شامل ہوتے، اس لئے کہ اس اجماع میں خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا شامل نہیں۔ فقیر نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے جس کو آپ نے سراہا بھی ہے۔ اب آپ کو اس بات کا جواب دے رہا ہوں جو آپ نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کو وراثت دینے سے انکار کر دیا تو آپ سلام اللہ علیہا ناراض ہو گئیں اور وفات تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات چیت نہ کی حتیٰ کہ جب سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کی وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر تک نہ کی خود ہی جنازہ پڑھ کر رات ہی کو دفنا دیا۔

محترم مجاہد صاحب! آپ کی لکھی ہوئی اس عبارت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں،

نمبر 1: سیدہ پاک سلام اللہ علیہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں۔

نمبر 2: وفات تک آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کی۔

نمبر 3: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر تک نہ دی اور خود ہی جنازہ پڑھا کر رات کو ہی دفن کر دیا (اور بہت سے سوالات اٹھانے کی طرف متوجہ کرتا ہے) یہ آپ کا جملہ ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ آپ مذکورہ بالا سوالات اُٹھا کر کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اہل تشیع کو؟ اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ واقعی سیدہ پاک خاتونِ جنت سلامُ اللہ علیہا کو باغِ فدک نہ دے کر ظلم کیا اور اہل بیت کا حق غصب کیا۔ (معاذ اللہ)

اب آپ کے پیدا کردہ سوال نمبر ایک کا جواب:

جب سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کو باغِ فدک بطورِ وراثت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ دیا تو آپ سلام اللہ علیہا ناراض ہوگئیں۔ محترم! آپ نے ناراض ہونے کا تو خود ذکر کر دیا لیکن سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کے راضی ہونے کا ذکر نہ کر کے کتمانِ حق کا ارتکاب کیا۔ (یہ ہے آپ کی سُنّیت؟) حق یہ ہے کہ سیدہ پاک سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئی تھیں۔ تفصیل درجِ ذیل ہے:

پہلے کتب اہل سنت سے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 1: عن عامر قال جاء ابوبکر رضی اللہ عنہ الی فاطمة رضی اللہ عنہا وقد اشتد مرضها. فاستأذن علیها فقال لها علی رضی اللہ عنہ هذا ابوبکر رضی اللہ عنہ علی الباب یستأذن فان شئت ان تاذنی له۔ قالت او ذاك احب الیك؟ قال نعم فدخل فاعتذر الیها و کلمها فرضیت عنه۔

مفہوم: عامر نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے

پاس تشریف لائے اس وقت حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کا مرض شدت اختیار کر چکا تھا۔ اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا سے کہا، یہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) دروازہ پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں اگر آپ پسند کریں تو اجازت دے دیں۔ حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے فرمایا، کیا یہ بات آپ پسند کرتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اندر تشریف لائے اور حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا سے عذر خواہی کی اور حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا سے بات چیت کی، آپ سلام اللہ علیہا راضی ہو گئیں۔ (ریاض النضرہ)

حدیث نمبر2: وعن الاوزاعی قال: بلغنی ان فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبت علی ابی بکر رضی اللہ عنہ فخرج ابو بکر رضی اللہ عنہ حتی قام علی بابها فی یوم حار ثم قال لا ابرح مکانی حتی ترضی عنی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علیها علی رضی اللہ عنہ فاقسم علیها لترضی فرضیت۔

(خرجه ابن سمان فی الموافقة)

مفہوم: اور اوزاعی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے ناراض ہو گئیں تو حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ایک دن سخت گرمی میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ کی بیٹی جب تک مجھ سے راضی نہ ہوں گی میں یہیں کھڑا رہوں گا تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اندر آئے اور حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کو قسم دلائی کہ وہ راضی ہو جائیں تو حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا راضی ہو گئیں۔

حدیث نمبر3: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں...... پوری سند بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا روایت راضی ہونے کے بارے میں بیان کی۔ یہ اسناد جید

،قوی ہیں اور ظاہر ہے کہ عامر شعبی نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنی ہو گی۔ نیز یہ روایت البدایہ والنہایہ میں بھی ہے۔ یہ تین روایتیں اہل سنت کی مشہور و معروف کتابوں سے تحریر کی ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونا دیگر کتب مدارج النبوت، کتاب الوفاء، بیہقی، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتب اہل سنت میں موجود ہے

اب شیعہ کتب کے حوالہ سے حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کا ثبوت بھی حاضر ہے۔

اہل تشیع میں سے زیدیہ بعینہٖ اہل سنت کی روایات کے مطابق روایت کرتے ہیں اور امامیہ میں سے مجاج السالکین کے مصنف اور دیگر علماء شیعہ یوں روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: جب ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا) نے مجھ سے کبیدہ خاطر ہو کر تعلقات توڑ لئے ہیں اور فدک کے معاملہ میں کوئی بات نہیں اُٹھائی تو آپ (رضی اللہ عنہ) پر بہت شاق گزرا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے ان (سیدہ پاک سلام اللہ علیہا) کو راضی کرنا چاہا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے اور کہا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی! آپ اپنے دعویٰ میں سچی تھیں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس (باغِ فدک) کی آمدنی میں سے تم کو اور اس میں کام کرنے والوں کو دینے کے بعد باقی فقیروں، مسکینوں اور مسافروں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اس پر جنابِ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا، کہ آپ (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کریں جیسے میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا، خدا کی قسم! میں تمہارے لئے وہی کام کروں گا جو کچھ تمہارے والد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تو آپ (سلام اللہ علیہا) بولیں بخدا تم ایسا

ہی کرو گے؟ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا بخدا میں ضرور ایسا ہی کروں گا۔اس پر حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے فرمایا : اے اللہ! تو گواہ رہ۔ پس آپ سلام اللہ علیہا ان سے راضی ہوگئیں اور ان سے عہد لیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس (باغِ فدک) کی آمدنی سے آپ سلام اللہ علیہا کو دیا کرتے اور باقی کو فقیروں، مسکینوں اور مسافروں پر تقسیم کرتے۔ (مجاج السالکین)

اہل سنت اور اہل تشیع کی کتب معتبرہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئی تھیں۔ باہمی احترام کے ساتھ دونوں شخصیات نے قسمیں اُٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ بھی بنایا۔

محترم مجاہد صاحب! جو بات کئی سو سال پہلے طے ہو چکی ہے، آپ اور آپ کے نئے پیر قبلہ حضرت صاحب اُسے بار بار کیوں دُہراتے ہیں؟

قبلہ پیر صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے: ''کہ باغِ فدک وہ تھا جو خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کو نہیں دیا گیا تھا، اس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی۔''

پیر صاحب کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اندر سے آپ اور آپ کے پیر صاحب کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (باقی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور عمل سے دُکھی ہیں اور اتفاق نہیں کرتے۔ یہ ہے آپ کی اور آپ کے پیر صاحب کی سُنّیت؟؟؟

مجاہد صاحب! اگر یہی بات آپ کے نزدیک سچ ہے تو پھر کھل کر شیعہ ہونے کا اعلان کر دیں۔ اہل سنت کی چٹی چادر کی بکل سے باہر نکل جائیں اور سنی بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو اور علماء کرام و مشائخ عظام کو دھوکہ نہ دیں۔

اُمید ہے کہ حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کی ناراضگی کا مسئلہ آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

آپ کے باقی دو اعتراضات کا جواب:

نمبر1: کہ آپ ناراض ہو گئیں۔

نمبر2: کہ وفات تک بات نہ کی۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کے ذریعے فقیر نے صفائی کر دی ہے۔ اب آپ بھی اپنے وہم یا ہٹ دھرمی کو ختم کر دیں۔

آپ کا اِعتراض نمبر 3 کہ حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کی نماز جنازہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شامل کئے بغیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز جنازہ پڑھا کر رات ہی کو دفن کر دیا'' کا جواب۔

محترم مجاہد صاحب! یوں تو اس میں بڑی تفصیل ہے مگر اختصار سے کام لیتے ہوئے عرضِ خدمت ہے کہ حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا شرم وحیا کی پیکر تھیں، آپ سلام اللہ علیہا یہ چاہتی تھیں کہ آپ کا جنازہ اُٹھے تو غیر مردوں کی نظریں نہ پڑیں۔ اس بات کا ذکر آپ سلام اللہ علیہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے حبشہ میں دیکھا ہے وہاں پہ جنازہ کو کھجور کی شاخوں سے کجاوہ کی طرح بناتے ہیں تو حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے فرمایا ''اسماء آپ مجھے بنا کر دکھائیں'' جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بنا کر دکھایا تو آپ سلام اللہ علیہا بہت مسرور ہوئیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے کسی نے آپ سلام اللہ علیہا کو اتنا مسرور اور اس طرح مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور پھر آپ سلام اللہ علیہا نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ تم اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ مجھ کو غسل دینا اور کسی اور کو میرے پاس نہ آنے دینا۔"

یہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کی خدمت کے لئے بھیجا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ آپ سلام اللہ علیہا شرم وحیا کی پیکر تھیں ورنہ یہ بات نہیں تھی جیسا کہ آپ نے اور اہل تشیع نے سمجھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا۔ اس لئے کہ آپ کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے ساتھ اپنے مصلیٰ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے جمیع صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کا امام بنایا یہاں دو تین روایات ہیں کہ جنازہ کس نے پڑھایا۔ گویا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا اجماع ہے اور یہی بات آپ کی افضلیت کے لیے کافی ہے۔ جو روایت اہل سنت کے نزدیک سب سے زیادہ واضح اور صحیح ہے، وہ یہ ہے جو

"فصل الخطاب"، اور "ریاض النضرہ"، میں ہے۔

قال ماتت فاطمة بين المغرب والعشاء فحضرها ابو بكر و عمر و عثمان و زبير و عبدالرحمن بن عوف (رضی الله عنهم) فلما وضعت ليصلى عليها قال على تقدم يا ابابكر. قال و انت شاهد يا اباالحسن؟ قال نعم۔ تقدم فو الله لا يصلى عليها غيرك فصلى عليها ابوبكر فكبر عليها اربعا (رضى الله عنهم اجمعين) دفنت ليلا۔

(خرجه البصری وخرجه ابن السمان فی الموافقة)

ترجمہ: حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا مغرب وعشاء کے درمیان فوت ہوئیں، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمن بن عوف

رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ جب خاتونِ جنت (سلام اللہ علیہا) کا جنازہ رکھا گیا کہ نماز پڑھی جائے تو مولا علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آگے تشریف لائیں، حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ کے ہوتے ہوئے؟ حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا ہاں، آگے تشریف لائیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے سوا کوئی نماز (جنازہ) نہیں پڑھائے گا تو آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے چار تکبیروں کے ساتھ امام بن کر نماز جنازہ پڑھائی۔

محترم مجاہد صاحب! یہ کیسے ممکن ہے کہ امامِ وقت اور وہ بھی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں خود اپنے مصلیٰ پر کھڑا فرمایا تھا وہ موجود ہوں اور ان کو نماز جنازہ پڑھانے سے روکا جائے؟

آپ کی تسلی کے لئے ایک اور ثبوت حاضر ہے وہ یہ کہ باجماع مؤرخین ہر دو مسلک شیعہ و سنی، جب حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا جنازہ باہر لایا گیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے عامل تھے، اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر میرے نانا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت نہ ہوتی کہ امامِ جنازہ امیرِ وقت ہو تو تم کو کبھی آگے نہ کرتا۔

نوٹ: فقیر نے ایک فتویٰ جنازہ پڑھانے کا ''حقدار کون'' ہے، احادیث اور اقوالِ فقہاء لکھنے کے بعد اپنے فتویٰ میں اس واقعہ کو بھی درج کیا ہے۔ الحمدللہ! اس فتویٰ کی برطانیہ کے مستند مفتیانِ اہل سنت نے تصدیق فرمائی ہے۔

مجاہد صاحب! ذرا غور فرمائیں کہ امام حسن مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ پڑھانے والے سعید بن عاص رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت خاتونِ جنت سلامُ اللہ علیہا کا جنازہ پڑھانے والی شخصیت افضل البشر بعد الانبیاء (علیہم السلام) جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پاک

ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مولا علی مرتضیٰ حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم امام الوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نظر انداز کر کے خود کیسے جنازہ پڑھاتے؟ جبکہ آپ باب مدینة العلم ہیں۔

مجاہد صاحب! مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر فقیر کو قوی اُمید ہے کہ آپ کا مغالطہ یا فریب جو اہل سنت کو گمراہ کرنے کا تھا وہ بحمدہٖ تعالیٰ ناکام ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے اعتراضات کا فقیر نے مستند حوالوں سے جواب رقم کیا ہے تاکہ باقی پڑھنے والے حضرات علماء کرام و مشائخ عظام و عوامِ اہل سنت آپ کے اور آپ کے نئے پیر قبلہ حضرت صاحب کی اندر کی چھپی ہوئی شیعیت کو اچھی طرح جان لیں کہ قبلہ پیر صاحب جو کبھی سچے پکے صحیح العقیدہ سنی عالم دین اور پیر طریقت تھے وہ آہستہ آہستہ اہل سنت (اپنے عقیدت مند مریدوں) کو خلفاء الراشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بدظن کر رہے ہیں۔

محترم مجاہد صاحب! آپ نے تیس (30) اکتوبر کے ایک ورقی خط میں جواب دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ میں آپ کی جماعت کے جناب مفتی اختر علی قادری اور حضرت پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب رضوی سے انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا، وہ آپ کی تحریر پڑھ کر اپنی جماعتی پوزیشن واضح کریں۔

مجاہد صاحب! عرضِ خدمت ہے کہ آپ کون ہوتے ہیں کہ محقق اسلام فخر السادات مفتی برطانیہ حضرت علامہ پیر سید زاہد حسین شاہ بخاری رضوی صاحب اور حضرت علامہ مولانا مفتی اختر علی قادری صاحب سے وضاحت طلب کریں کہ یہ جماعت کی پالیسی ہے (کہ فقیر فضل احمد قادری) خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر خلفاء الراشدین و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جو قبلہ پیر صاحب تنقید کر رہے ہیں اس کا جواب دینے پر جماعتی پالیسی کی وضاحت طلب کریں؟

محترم! اگر آپ نے فقیر کا پہلا وضاحتی خط پڑھا ہوتا، جس میں مرکزی جماعت اہل سنت بنانے کی پالیسی بیان کر دی گئی ہے، کہ دین حق کی تبلیغ واشاعت اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت کرنا مقصود ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ جماعت نے باقاعدہ کوئی اجلاس کر کے پیر صاحب کے مغالطوں کا جواب نہیں دیا تھا بلکہ حضرت مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب نے جب فقیر کو از خود اِنوالو کیا تو اس وقت سے لے کر اِس وقت تک فقیر انفرادی (ذاتی) طور پر مسلک حق کو واضح کرنے کے لئے لکھ رہا ہے۔ اب آپ کو اور آپ کے پیر قبلہ شاہ صاحب کو (یعنی پیر مفتی سید زاہد حسین شاہ رضوی صاحب) اور مفتی اختر علی قادری صاحب نہیں بچا سکتے۔

اب یہ مسئلہ صرف برطانیہ نہیں بلکہ پاکستان بھر میں اور انڈیا میں بھی مشہور ہو چکا ہے کہ والتھم سٹو لندن والے پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی خلفاء الراشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پہلے تنقید کرتے ہیں کہ (کیا خلافت، کیا ولایت اور کیا مسلمانیت ہے؟) پھر اپنی پوری تقریر کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے سر تھوپ دیتے ہیں کہ یہ میرے الفاظ نہیں ان (حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ) کے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فقیر ایک الگ مضمون لکھے گا جس سے آپ کے نئے پیر صاحب کے فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا۔

مجاہد صاحب! اب آپ کو جماعتی پالیسی معلوم ہو گئی ہو گی اور یہ بھی کہ فقیر ذاتی طور پر عقیدۂ اہل سنت کا دفاع کر رہا ہے۔

نوٹ: نمبر 1: فقیر نے پہلے خط سے لے کر اس خط تک آپ کو اخلاقی دائرے کے اندر رہتے ہوئے مخاطب کیا ہے لیکن آپ مفتی محمد اسلم صاحب کی اصل علمی حیثیت جو فقیر نے تحریر کی ہے، سے رنجیدہ ہو کر فقیر کے ساتھ بد اخلاقی پر اُتر آئے ہیں لیکن ان شاء اللہ

تعالیٰ فقیر آپ کو عزت کے ساتھ ہی مخاطب کرے گا لیکن آپ کا بے قابو ہونا سمجھ میں آتا ہے کہ فقیر کے مبنی برحق مضامین منظر عام پر آنے سے آپ کے نئے پیر قبلہ حضرت صاحب کا تقیہ والا چہرہ سب نے دیکھ لیا ہے۔ اسی وجہ سے آپ فقیر پر کاسہ لیسی جیسی گالی پر اُتر آئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر گالی کا جواب گالی سے نہیں دے گا لیکن نفس مضمون یعنی عقیدۂ اہل سنت کا دفاع جاری ہے اور جاری رہے گا۔

نوٹ :2 : فقیر نے جو کچھ دلائل حقہ کے ساتھ لکھا ہے اس کا انکار کوئی صحیح العقیدہ سنی نہیں کر سکتا۔ البتہ شیعہ حضرات ایسا کر سکتے ہیں۔ فقیر کے سوالات کا جواب آپ نہیں بلکہ آپ کے نئے پیر صاحب کو خود دینا چاہئے۔ ان سوالات کا جواب دینا آپ کے بس میں نہیں ہے۔ یا پھر حضورِ اعلیٰ تاجدارِ گولڑہ شریف حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سیدھے راستے اور حرفِ آخر (جس کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے) کے سامنے جھک کر آپ اور آپ کے نئے پیر صاحب توبہ کر لیں، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نوٹ نمبر :3 ابھی آپ کے باقی ماندہ سوالات کے جوابات خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مروان لعین کو باغِ فدک کی جاگیر دینا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا باغِ فدک اہل بیت کو واپس کرنا اور اس کے ساتھ بہت کچھ، نیز تفہیم حدیث کا بھی زیر بحث آنا باقی ہے۔

نوٹ : نمبر :4 کوئی بات آپ کو یا آپ کے پیر حضرت صاحب کو ناگوار گزری ہو تو فقیر اس پر معذرت خواہ ہے۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی

29 اکتوبر 2015

مقالہ نمبر:3

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزیز القدر محترم مولانا طارق مجاہد نوشاہی قادری صاحب!

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے دو خطوط 11 نومبر اور 13 نومبر کے موصول ہوئے۔ شکریہ

11 نومبر والے خط میں آپ کا موڈ قدرے بہتر تھا لیکن 13 نومبر والے خط میں آپ کافی بدلے ہوئے تھے، خبر نہیں پہلے خط میں نرم اور دوسرے میں گرم کیوں ہو گئے؟ دوسرے خط میں آپ ذاتیات پر اُتر آئے اور جس بات کا فقیر کو اندازہ تھا کہ مجاہد صاحب کسی نہ کسی وقت فقیر کے تحقیقی مضامین پر غصہ میں آ ہی نہ جائیں کیونکہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام علیہم الرضوان پر آپ کے نئے پیر صاحب نے جو رکیک حملے کئے ہیں اور آپ نے پیر صاحب کو بچانے کی خاطر جو مختلف طریقوں سے اور سوالوں سے روکنے کی سعیء ناتمام فرمائی۔ جب اس میں آپ ناکام ہوئے تو آپ نے پہلا حملہ فقیر پر خارجی وناصبی (لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ) ہونے کا لیبل لگا دیا کہ معاذ اللہ فقیر اہل بیت اطہار علیہم السلام کا بے ادب و گستاخ ہے۔ محض اس وجہ سے کہ آپ کے نئے پیر صاحب سید ہیں۔

مجاہد صاحب! حلفاً کہتا ہوں کہ فقیر نے دفاعِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے جذبہ سے سرشار ہو کر اور آپ کی طرف سے بار بار انگیخت کرنے کی وجہ سے سلف سے لے کر خلف تک کے علمائے اہل سنت کی پاکیزہ تحقیقات پیش کی ہیں تاکہ آپ کے نئے پیر صاحب نے سُنّیت کا لبادہ اوڑھ کر اشاروں کنایوں سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر جو تنقید کی

ہے اس کا پردہ چاک کیا جائے ، اس کے علاوہ حاشا وکلا کوئی دوسرا ارادہ نہ تھا اور نہ ہے۔

سوال: محترم مجاہد صاحب! کیا ہزاروں صحیح النسب سادات پوری دنیا میں شیعہ رافضی نہیں ہیں؟ جو خلفاء ثلاثہ کو ظالم ، غاصب حتی کہ ان کے بارے میں کافر تک ہونے کا عقیدہ بد نہیں رکھتے ؟ ان کے باطل عقائد کا رَد جن علمائے حق اہل سنت و جماعت نے کیا ہے کیا وہ سارے علماء کرام معاذ اللہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بے ادب و گستاخ ہیں؟ یا پھر آپ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور ان کے جملہ افراد کو انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح معصوم سمجھتے ہیں؟ محترم ، ایسا عقیدہ صرف شیعہ روافض کا ہے، باقی ملتِ اسلامیہ اس سے بری ہے

مجاہد صاحب ! یہ توکل کی بات ہے ، جنگ اخبار لندن میں آپ کے نئے پیر صاحب نے سابق پاکستانی سفیر سید واجد شمس الحسن پر کفر کا فتویٰ لگایا اور اس سے دوبارہ کلمہ پڑھ کر تجدیدِ ایمان اور توبہ کرنے کا مطالبہ فرمایا ہے۔ صرف اس لئے کہ قادیانیوں (منکرین ختم نبوت) کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا ، تو اس قومی اور شرعی مسئلہ کو سید واجد شمس الحسن نے غلط قرار دیا اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ مجاہد صاحب! آپ کے نئے پیر صاحب کا یہ فتویٰ بالکل صحیح ہے اس لئے کہ منکرین ختم نبوت غیر مسلم ہیں۔ لہٰذا جو کافر کو مسلمان کہے وہ خود کافر ہے۔ بعینہ یہی فتویٰ برطانیہ بھر کے علماء نے بھی دیا ہے

عزیز القدر مجاہد صاحب ! خوب سوچ سمجھ کر جواب دیں ، کیا آپ کے نئے پیر صاحب نے ایک سید پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو کیا اس وجہ سے آپ کے نئے پیر صاحب نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کر کے پکے خارجی و ناصبی

ہونے کا ثبوت نہیں دیا ہے؟؟؟ جبکہ آپ کے نئے پیر صاحب پہلے ہی خلفائے راشدین پر اشاروں کنایوں سے تنقید کر کے اپنے شیعہ ہونے کا باعث بن چکے ہیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اس بات کے ثبوت کے لئے کافی حوالہ جات فقیر کے پاس موجود ہیں۔ البتہ اب صرف ایک ضروری حوالہ باقی ہے جس کے دینے کا آپ نے فقیر سے وعدہ کیا تھا کہ ''کیا خلافت ہے، کیا ولایت ہے، کیا مسلمانیت ہے'' نیز آپ نے اپنے پہلے خط کے صفحہ تین پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا الفاظ قبلہ پیر صاحب کے نہیں ہیں، یہ دراصل حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ازراہِ تواضع اپنے لئے استعمال فرمائے ہیں۔

میرے عزیز، دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، ابھی تک آپ اور آپ کے نئے پیر صاحب اس دعویٰ میں ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ یاد رکھیں اگر مزید تاخیر کی گئی تو بقول آپ کے جو تقریر آپ کے نئے پیر صاحب نے فرمائی ہے یہ پوری کی پوری مسندِ فاطمہ سلام اللہ علیہا میں موجود ہے۔ اگر حوالہ پیش نہ کیا تو پھر علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی نے جو فتویٰ نما خط آپ کے نئے پیر صاحب کے ایڈریس پر بھیجا ہے، جس کی تصدیق حضرت علامہ مفتی محمد عنصر القادری صاحب اور دیگر مفتیانِ اہل سنت نے کی ہے۔ جس میں ابھی تک تو صرف وضاحت طلب کی گئی ہے اور اگر مزید دیر کی گئی تو پھر کھلی شیعیت، رافضیت، لزومِ کفر اور التزامِ کفر آپ کے حضرت صاحب پر لگ جائے گا۔ پہلے تو فقیر نے آپ کے نئے پیر صاحب کو پہلے ہی حملہ میں کافر ہونے کے اطلاق سے بچا لیا تھا اگر یقین نہ آئے تو فقیر کے پہلے وضاحتی خط کو دوبارہ غور سے پڑھ لیں۔

کاش آپ فقیر کے منہ نہ لگتے تو بات یہاں تک نہ پہنچتی خیر اب بندہ کیا کر سکتا ہے، لکھی تقدیر چل ہی جاتی ہے۔ نیز آپ کا کیا خیال ہے کہ جن سادات علمائے کرام و مشائخ

عظام نے سیدشیعہ، روافض کی اصلاح کی خاطر ان کے باطل عقائد کی تردید لکھی یا فرمائی ہے مثلاً رئیس المجد دین (یہ لقب آپ کے نئے پیر صاحب نے اپنی کتاب زُبدۃ التحقیق صفحہ 400 پر دیا ہے) پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (ہزار بار معاذ اللہ) کیا خارجی و ناصبی ہیں؟

میرے عزیز! صدہا ایسی مثالیں موجود ہیں کہ علمائے حق اہل سنت نے فرقہ باطلہ شیعہ کی مذمت اور تردید کر کے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مثلاً حضور غوثِ اعظم پیرانِ پیر سید عبدالقادر حسنی وحسینی جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب غنیۃ الطالبین میں اہل تشیع کے مختلف فرقوں کا ذکر فرما کر اہل اسلام کو خبردار فرمایا کہ یہ فرقہ ضالہ مضل اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچا کر صحابہ پاک رضی اللہ عنہم کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے۔ ان کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

محترم مجاہد صاحب! معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! آپ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر وہی فتویٰ لگائیں گے جو فقیر پر (خارجی و ناصبی) ہونے کا لگایا ہے۔ آپ کے نئے پیر صاحب تو شہزادۂ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے جدِ اعلیٰ کے نقش قدم پر اسی طرح چلتے جس طرح حضورِ اعلیٰ تاجدارِ گولڑہ شریف نے گیلانی سید ہونے کا بایں طور ثبوت دیا کہ یارِ غار، صاحبِ مزار، افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فرقہ باطلہ کے جملہ الزامات کا منہ توڑ جواب دیا ہے جسے آپ نے دو مرتبہ اپنے خطوط میں تسلیم بھی کیا ہے۔ مزید ثبوت حاضر ہے کہ جب سے آپ کے نئے پیر صاحب نے خلفائے راشدین کو تنقید کا نشانہ بنانا شروع کیا ہے، تب سے سید علمائے کرام نے دفاع کرتے ہوئے پیر صاحب کی اصلاحِ عقیدہ کے لئے فتوے صادر فرمائے ہیں۔ مثلاً حضرت مفتی سید نذیر حسین شاہ کاظمی اور ملتان کے گیلانی سادات میں سے حضرت مفتی پیر سید

محمد صدیق شاہ گیلانی ملتانی صاحب، حضرت علامہ مفتی شائق ہاشمی ہمزوی صاحب اوران میں سے حضرت گیلانی ملتانی صاحب نے تو آپ کے نئے پیر صاحب کو سادات کے نسب سے خارج کر دیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے کافر بیٹے کنعان سے تشبیہ دی ہے۔ مجاہد صاحب آپ اپنے نئے پیر صاحب کو کس کس سے بچائیں گے؟؟؟

امید واثق ہے کہ آپ کو خارجیت اور ناصبیّت کی تفہیم اچھی طرح سے ہو گئی ہوگی۔

آپ کا خارجیت اور ناصبیّت والا الزام (جو فقیر پر آپ نے لگایا ہے) کی روشنی میں فقیر نے آپ کے حضرت صاحب کی جتنی طہارت وصفائی (حجامت) کی ہے یہ سب آپ کی الزام تراشی کی وجہ سے ہے۔ اب بھی وقت ہے میرے پیارے بھائی مجاہد صاحب، اپنی کج بحثی سے باز آجائیں۔ ورنہ یہ تو صرف آپ کی طرف سے خارجی و ناصبی کے الزام کا جواب ہے۔ اور رہی اہل بیت اطہار علیہم السلام کی بے ادبی کی بات۔ تو فقیر کی دعا ہے کہ اس بدی کے ارتکاب سے پہلے اللہ تعالیٰ موت دیدے۔ آمین ثم آمین۔

نمبر 2: آپ نے پہلی مرتبہ نئی بدتمیزی یہ کی ہے کہ علامہ مفتی حافظ محمد اسلم بندیالوی صاحب کو فقیر کا بار بار نیا پیر لکھا ہے جو کہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے، اس لئے کہ قبلہ مفتی صاحب فقیر کے پیر نہیں ہیں۔ شاید آپ اس بات کا بدلہ لینا چاہتے ہیں کہ فقیر آپ کو آپ کے حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب کی نسبت سے لفظ نئے پیر کے استعمال کرنے پر ناراض ہو گئے ہیں۔ عزیز القدر! آپ نے خود اقرار فرمایا ہے کہ آپ قبلہ پیر صاحب سے باقاعدہ اسباق لے (پڑھ) رہے ہیں اور حضرت مفتی سید نذیر حسین شاہ کاظمی صاحب کی گرفت پر کہ آپ پہلے نوشاہی قادری تھے اب قادری جیلانی کیسے بن گئے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ قادریت میں سب شامل ہیں اس لئے فقیر بار بار" آپ کے نئے پیر

صاحب،، ’’آپ کے نئے پیر صاحب،، لکھ رہا ہے۔

مجاہد صاحب! کیا آپ اس راز سے پردہ اُٹھائیں گے کہ آپ کے (غالباً) اصلی پیر و مرشد جامع معقول و منقول قادر الکلام کئی زبانوں کے شاعر نقاد حضرت ابوالکلام حضرت برق شاہ نوشاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ ان کا کلام بھی اکثر پڑھتے رہتے ہیں جو آپ پر نہایت شفیق و مہربان تھے۔ فقیر نے اس کی تفصیل سلسلہ نوشاہی قادری کے معروف شاعر حاجی عبدالرحیم دلشاد صاحب سے حاصل کی ہے۔ اور ہاں اگر آپ یہ عذر پیش کریں کہ حضرت پیر ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں، اس لئے میں نے دوسری بیعت حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب سے کی ہے، جو جائز ہے۔ مجاہد صاحب! اگر آپ نے دوسری بیعت کرنی ہی تھی تو مخدوم اہل سنت مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر معروف حسین شاہ عارف نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ سے کر کے یہ کمی پوری کر سکتے تھے جبکہ حضرت قبلہ عارف نوشاہی صاحب میں آج کے دور میں شیخ طریقت کی شرائط بھی پائی جاتی ہیں۔ پھر آپ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب کو جس بات کا بار بار طعنہ دیتے ہیں کہ پہلے نوشاہی بعد میں .... پیارے بھائی مجاہد صاحب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کو برطانیہ میں لانے والی کون سی شخصیت تھی؟ جس بات کا آپ بندیالوی صاحب کو طعنہ دیتے ہیں کیا وہ آپ پر بھی صادق نہیں آتی؟

نمبر 3: مجاہد صاحب! آپ نے بار بار قبلہ حضرت مفتی اسلام شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء والمشائخ مفتی غلام رسول جماعتی رحمۃ اللہ علیہ جو بے نظیر زود نویس علوم متداولہ پر پوری پوری دسترس رکھنے والی شخصیت تھے، کا ذکر کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ان کا وہ فتویٰ جو مفتی اسلم بندیالوی صاحب پر لگایا ہے، فقیر بندیالوی صاحب سے کہے کہ وہ جواب دیں یا پھر وہ

صحیح ہے یا غیر صحیح ؟ مجاہد صاحب ! فقیر کا اس قضیہ سے کیا تعلق ہے ؟ آپ جائیں مفتی بندیالوی صاحب کے پاس ، وہ آپ کے شہر میں ہی رہتے ہیں ان سے ملیں اور جواب کا مطالبہ کریں۔ ویسے دونوں فتوے پہلے مفتی بندیالوی صاحب کا اور پھر قبلہ مفتی اسلام حضرت جماعتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دوسرے کے خلاف ادلے کا بدلہ ہے۔ اس کو محدثین معاصرانہ چشمک کا نام دیتے ہیں۔ ویسے فقیر کو آپ کے اس لقب پر جو آپ نے فقیر کو دیا ہے کہ " آپ کے پرانے مفتی اسلام جماعتی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتویٰ دیا ہے،،۔ اس پر دلی مسرت ہوئی ہے۔ واقعی حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فقیر کے اپنے مفتی ہیں، شکریہ آپ نے ایک بات تو سچی اور اچھی کہی اگر چہ بطورِ طعن ہی سہی، مہربانی مجاہد صاحب۔

آپ نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ فقیر کی جماعت کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ مفتی پیر سید زاہد حسین شاہ بخاری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو قبلہ حضرت جماعتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرعی کونسل میں شامل فرمایا..... وغیرہ

مجاہد صاحب! آپ ان باتوں سے ناواقف ہیں کہ کس نے کس کو رکن بنایا، یہ سنی حنفی شرعی کونسل برطانیہ غالباً 1985ء میں ایک بہت بڑے سنی کنونشن منعقدہ والتھم سٹو لندن، جس میں برطانیہ بھر کے سنی علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت فرمائی تھی۔ دیگر اُمور کے علاوہ مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ و اوورسیز رجسٹرڈ کے موجودہ صدر جناب صاحبزادہ والا جاہ حضرت پیر دلدار علی شاہ صاحب سجادہ نشین دربارِ عالیہ دیوانِ حضوری ان دنوں کویت سے برطانیہ تشریف لائے ہوئے تھے یہ ان کی تجویز تھی کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں اور یورپ کے مسلمانوں کے نکاح، طلاق و دیگر شرعی مسائل کے حل کے لئے کوئی بندوبست ہونا چاہیے۔ تب متفقہ طور پر سنی حنفی شرعی کونسل برطانیہ کا وجود عمل میں لایا

گیا اور اس کے پہلے صدر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب اور سیکریٹری مفکر ملت علامہ احمد نثار بیگ قادری اور کونسل کے صدر حضرت مفتی غلام رسول جماعتی رحمۃ اللہ علیہ ورکن کونسل علامہ عبدالرسول صاحب کو بنایا گیا اور 1985ء ہی میں مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ کے نئے انتخابات ہوئے تو حضرت مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب صدر اور فقیر کو جنرل سیکریٹری اور علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی صاحب خزانچی اور علامہ حافظ محمد فاروق چشتی صاحب کو ناظم نشرواشاعت مقرر کیا گیا۔

پھر جب حضرت مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب نے سنی حنفی شرعی کونسل سے استعفیٰ دیا تو تب کونسل کے صدر حضرت علامہ پیر سید مفتی زاہد حسین شاہ صاحب کو بنایا گیا پھر جب علامہ عبدالرسول صاحب نے کونسل کو چھوڑا تو قبلہ مفتی جماعتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو سنی حنفی شرعی کونسل کا رکن بنایا گیا، ممکن ہے کہ اب آپ کو سنی حنفی شرعی کونسل کی تفہیم ہو گئی ہو گی۔ الحمد للہ! سنی حنفی شرعی کونسل قائم ہے، جن مقاصد کے پیش نظر کونسل قائم ہوئی تھی وہ پورے ہو رہے ہیں۔ مجاہد صاحب آپ کی تفہیم اس میں بھی کرا دوں کہ اس وقت ہماری مرکزی جماعت اہل سنت کا سرپرز رکھا اعلیٰ نہیں ہے (یعنی سرپرست اعلیٰ نہیں ہے) حضرت علامہ مفتی پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہماری جماعت کے چیئرمین ہیں، آپ شاہ صاحب قبلہ کو اپنی فضول بحث میں نہ لائیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

نمبر :4 آپ نے اپنے خط میں یہ لکھا کہ فقیر نے اپنے پیر صاحب کی بے ادبی کی ہے۔ اول تو جس طرح سنی حنفی شرعی کونسل کے متعلق آپ کو نامکمل تفہیم تھی، اسی طرح آپ اس سے بھی ناواقف ہیں کہ فقیر کا پیر کون ہے۔ فقیر کے پیر و مرشد آفتاب شریعت ماہتاب طریقت علوم شرقیہ وغربیہ کے ماہر حضرت خواجہ پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ

ڈھوڈا شریف گجرات کی ذاتِ عالی وقار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شریعتِ مطہرہ کی پاسبانی میں گزری ہے، کسی بھی شکل میں اپنے مریدوں میں سے کسی سے کوئی خلافِ شریعت عمل سرزد ہوجاتا تو سختی سے کام لیتے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیتا اس وقت تک نہ اس کے گھر جاتے اور نہ ہی اس کا ہدیہ قبول فرماتے۔ ضرورت پڑنے پر فتویٰ ہمیشہ استاذ العلماء والمشائخ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی پیر حافظ محمد عالم محدثِ سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھوا کر اس پر اپنے تمام مریدین سے عمل کراتے۔ علماء کرام سے محبت فرماتے اور خوب ہدیے عنایت کرتے اور نعت خوانوں کو بھی خوب نوازتے اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی از حد تعظیم فرماتے تھے۔ دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے خصوصاً مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ کی ہمیشہ خصوصی مدد فرماتے۔ نیز یتیموں، بیواؤں کی خفیہ سرپرستی فرمانا، یہ آپکے معمولات تھے۔

رہی یہ بات کہ فقیر اپنے پیر و مرشد کا بے ادب ہے، یہ کھلا جھوٹ اور بہتانِ عظیم ہے **ھٰذا بھتان عظیم** جس آستانہ عالیہ کے ایسے سجادہ نشین ہوں کہ اگر کوئی صاحبزادہ شریعت کی خلاف ورزی کرتا تو اسی وقت علیحدگی اور بریت کا اظہار کرنا بے ادبی نہیں بلکہ یہ تادیب ہے۔ اب وہ حضرت اور ان کے صاحبزادے اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا و التجا ہے کہ اللہ پاک ان کی بخشش و مغفرت فرمائے اور انہیں جنت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین اور فقیر کو بھی۔ آمین ثم آمین

میرے پیارے بھائی مجاہد صاحب! امید ہے کہ آپ کو اپنے لگائے ہوئے جھوٹے الزامات کی پوری طرح تفہیم ہو چکی ہوگی۔

عزیز القدر مجاہد صاحب! آپ نے اپنے نئے پیر صاحب کو بچانے کے لئے فقیر پر

جھوٹے الزامات (خارجیت، ناصبیت اور اپنے پیر کی بے ادبی کے) لگائے ہیں، یہ محض اپنے نئے پیر صاحب کی شیعیت ورافضیت کو چھپانے کی وجہ سے سب کچھ آپ سے سرزد ہوا ہے۔اور آپ تنہا ہی اپنے نئے پیر صاحب کا دفاع کرر ہے ہیں باقی چوری کھانے والے میاں مٹھو (مجنوں) کہاں ہیں؟

ایک وقت تھا جب کسی کو حضرت مفکر اسلام کی طرف نگاہ اٹھانے کی ہمت نہ تھی، اگر کسی کو اختلاف بھی ہوتا تو وہ علیحدگی اختیار کر لیتا۔ (مثلاً مرکزی جماعت اہل سنت کے قائدین علامہ ظفر محمود مجددی فراشوی، علامہ پیر سید محمد شعیب شاہ، حضرت علامہ پیر سید منور حسین شاہ بخاری، علامہ مفتی غلام سرور صاحب، علامہ حافظ نعمت علی چشتی صاحب، علامہ عبدالباری صاحب وغیرہ وغیرہ خصوصاً محبوب المشائخ والعلماء استاذ العلماء شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ صاحبزادہ والا جاہ پیر محمد حبیب الرحمن محبوبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف و عالمی مبلغ اسلام مخدوم اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر معروف حسین شاہ عارف نوشاہی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (بانی تبلیغ الاسلام و بانی ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ بریڈفورڈ) اور جماعت اہل سنت کے جملہ قائدین خصوصاً مفتی برطانیہ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی گل رحمن قادری دامت برکاتہم العالیہ ودیگر مشائخ اہل سنت وعلماء نے علیحدگی اختیار کر لی۔)

اس وقت سامنے حضرت علامہ مفتی پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب بخاری، مفکر ملت حضرت علامہ احمد نثار بیگ صاحب قادری، حضرت علامہ قاضی عبداللطیف قادری صاحب، علامہ پیر سید احمد حسین ترمذی شاہ صاحب، علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی صاحب اور یہ ناچیز حافظ فضل احمد قادری اور دیگر جماعتی قائدین کا مضبوط حصار ہوتا تھا، یہ سب ادب بھی کرتے

تھے اور محبت بھی۔ لیکن آپ کے نئے قبلہ حضرت صاحب کو وفاداروں کا لشکر جرار راس نہ آیا اور حضرت صاحب نے تکبر و غرور سے بھری اَنی کالی سیاہ کھنڈھی تلوار کا ایک ہی وار کر کے جماعت کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس وقت احساس ہوا جب علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب نے کھلی شیعیت، رافضیّت، لزومِ کفر اور التزامِ کفر کا وضاحتی فتویٰ پیر صاحب کے نام ان کے ایڈریس پر بھیج کر انٹرنیٹ پر بھی چڑھا دیا تو آپ کے پیر صاحب کو سب سے پہلے جس شخصیت کی یاد ستائی وہ استاذ العلماء علامہ پیر مفتی سید زاہد حسین شاہ صاحب تھے۔ صلح کے لئے سفارشی تلاش کئے لیکن حضرت صاحب کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس پل کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ چکا تھا جس کا واپس آنا بہت مشکل تھا۔

مجاہد صاحب! یہ بڑی لمبی کہانی ہے اور اس میں بڑے راز ہیں اور آپ کو پوری تفہیم نہیں ہے۔ مذکورہ بالا علماء کرام کا یہ جتھہ حضرت صاحب پر مخالفین کے برستے، تیروں، چمکتی تلواروں، اٹھتے بھالوں کے سامنے کبھی آگے کبھی پیچھے، کبھی دائیں کبھی بائیں ڈھال بن جاتے تھے، نہ صرف برطانیہ میں بلکہ پاکستان تک وقت آنے پر برطانیہ سے اپنے اپنے ٹکٹ اور خرچہ پر حضرت صاحب کے ساتھ راولپنڈی کے مناظرہ میں موجود تھے۔ آپ کے نئے پیر صاحب نے چند خود غرض چاپلوسوں کے جال میں پھنس کر اپنے ہی جانثاروں کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

مجاہد صاحب! یہ تو آپ کی حیلہ بازیوں کا جواب تھا اور پھر آپ اپنے آپ کو دیکھ لیں۔ اس وقت آپ کس پوزیشن میں تھے؟ یہ بات بھی آپ پر واضح کر دوں اور اس سے پہلے بھی آپ کو کہہ چکا ہوں کہ فقیر کے تحقیقی مضامین میں اگر کوئی تلخی ہے تو وہ صرف احقاقِ حق کی خاطر ہے۔ چونکہ حضرت صاحب کی تقاریر میں ایسے اشارے کنائے پائے گئے ہیں

جن سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت صاحب ایک سنی عالم شیخ طریقت کے طور پر شہرت رکھتے ہیں، ان کی یہ روش انتہائی خطرناک ہے۔

نوٹ نمبر:1

محترم مجاہد صاحب! آپ فقیر کے پہلے وضاحتی مضمون کو غور سے پھر پڑھ لیں۔ اور اسی پر اکتفا کر لیں اور بار بار نئی باتیں نہ بنائیں۔ جب فقیر تحقیقی مضمون لکھے گا تو آپ کے پیر صاحب کی آپ کی نظر میں توہین ہو گی اور آپ کو غصہ آجائے گا پھر آپ فقیر کے ساتھ ذاتیات پر اُتر آئیں گے۔ ویسے پہلے سے لکھے مضامین میں آپ کے سب اعتراضات کے جوابات موجود ہیں۔

نوٹ نمبر :2

اب صحابہ پاک رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا لیکن اہل بیت کا اجماع نہیں ہوا یہ کہ باغِ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو دیدیا اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے واپس اہل بیت کو لوٹا دیا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر جلد ہی ان سوالوں کا جواب بھی لکھے گا۔ اگر آپ نے الجھانے والی کوئی نئی بات نہ کی تو؟

نوٹ نمبر :3 انتہائی ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ فقیر کی کسی بھی بات سے آپ کو یا آپ کے حضرت صاحب کو دُکھ ہوا ہو یا بے ادبی ہو گئی ہو تو معذرت چاہتا ہوں۔

فقط والسلام

فضل احمد قادری، ڈربی۔ برطانیہ

15 نومبر 2015

مقالہ نمبر:4

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عزیز القدر محترم مولانا طارق مجاہد نوشاہی قادری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی طرف سے مسلسل خطوط موصول ہوئے۔فقیر معذرت خواہ ہے کہ آپ کو بر وقت جواب نہ دے سکا، اس لئے کہ مرکزی جماعت اہل سنت کی طرف سے سالانہ عالمی تاجدارِ ختم نبوت سنی کانفرنس جامع مسجد گھمکول شریف برمنگھم میں منعقد ہو رہی ہے۔کانفرنس کی تیاری میں جماعتی قائدین کے ساتھ مصروف رہا اور کانفرنس کے اختتام تک مصروفیت رہے گی

عزیز القدر مجاہد صاحب! آپ نے اپنے خطوط میں جی بھر کے گالیوں سے نوازا ہے اور رج رج کے دُشنام طرازی کے جوہر دکھائے ہیں، شکریہ۔

فقیر آپ کے لیول پر اُتر کر گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دے گا۔اس لئے کہ گالی دینا اخلاق باختگی ہے نیز فقیر کے مبنی برحق مضامین علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظروں سے گزرتے ہیں اور سنجیدہ فکر عوام اہل سنت بھی خصوصاً آپ کے نئے پیر صاحب کے مرید بھی پڑھتے ہوں گے۔آپ کے نئے پیر حضرت صاحب کے متعلق جو الفاظ لکھتا ہوں وہ آپ کے اُن سوالات کے جواب میں ہوتے ہیں جو آپ فقیر پر کرتے ہیں اگر فقیر کے جوابات میں بے ادبی یا گستاخی محسوس ہوتی ہے تو پیارے بھائی مجاہد صاحب یہ بے ادبی محض آپ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔اس بے ادبی کے ذمہ دار آپ ہی ہیں۔آپ کو پھر یاد کراتا ہوں کہ فقیر نے

جو خط پندرہ ستمبر کو وضاحت کے طور پر لکھا تھا اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی تھی اور کسی قسم کا کوئی نیا مضمون نہیں لکھا تھا آپ نے ازخود فقیر کو مخاطب کر لیا آپ سوال کرتے رہے فقیر تحقیقی جواب لکھتا رہا اِس میں غصہ کرنے والی کونسی بات ہے؟ طریقہ تو یہ تھا کہ آپ کے نئے پیر حضرت صاحب فقیر کے لکھے ہوئے مضمون کو پڑھنے کے بعد ان کا رد کرتے اور اپنی پوزیشن صاف کرتے مگر وہ کیا رد کرتے وہ اور ان کے سارے ساتھی مل کر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے فقیر کو لکھا تھا کہ آپ (فقیر) درمیان سے نکل جائیں ۔ پیارے بھائی مجاہد صاحب! فقیر تو نکل ہی چکا تھا لیکن آپ نے زبردستی فقیر کو درمیان میں گھسیٹ کر لا کھڑا کیا۔ اب آپ حوصلہ رکھیں، البتہ جس دن آپ درمیان سے نکل جائیں گے تو پھر سوچا جائے گا۔ آپ ایک بات میں کامیاب ہیں کہ فقیر آپ ہی کے پیدا کردہ سوالات کا جس انداز سے جواب دے رہا تھا اُس سے آپ کے نئے پیر حضرت صاحب کی تقیہ بازی کا پردہ چاک ہو رہا تھا اُس سے روکنے کے لئے آپ نے اِدھر اُدھر کی باتیں اور فقیر پر ذاتی الزامات اور گالی گلوچ کا سلسلہ جاری کر دیا۔ پیارے بھائی مجاہد صاحب اِن شاء اللہ تعالیٰ آپ کے سوالوں کا جواب ضرور لکھتا رہوں گا۔

آپ نے بار بار دو سوالوں کا جواب طلب کیا ہے، گیارہ دسمبر کے خط میں پھر مطالبہ دہرایا ہے۔ نمبر ایک : صفحہ نمبر دو پر کہ فقیر کو آپ نے لکھا ہے کہ آپ (فقیر) کی اس خواب کا کیا بنا؟ جس کی تعبیر پر عمل کر کے آپ نے دکھا دیا تھا، عزیز القدر مجاہد صاحب، فقیر نے پوری کوشش کی کہ اس سوال کا جواب نہ دوں لیکن آپ نے مجبور کر ہی دیا ہے تو اب دل تھام کر جواب بھی سن لیں ہاں تو آپ کے پیر صاحب اور مریدین سے پیشگی معذرت

کے ساتھ جواب حاضر ہے۔

سمعت ابا قتادة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم۔ قال: الرؤیا الصادقة من الله والحلم من الشیطان۔(بخاری شریف)

مفہوم : میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رؤیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حلم شیطان کی طرف سے ہے۔(بخاری شریف)

الرؤیا اور الحلم کا فرق:

واضافة الرؤیا الی الله للتشریف کما فی قوله تعالیٰ :(ناقة الله) والرؤیا المضافة الی لا یقال لها (حلم) والتی تضاف الی الشیطان لا یقال لها رؤیا (من الشیطان)۔اضیفت الیه لکونها علی هواه ومراده، وقیل :لانه الذی یخیل بها ولا حقیقة لها فی نفس الامر۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

مفہوم : خواب (الرؤیا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور خواب کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف و تعظیم کے لئے ہے جیسے (ناقة الله) یعنی جو خواب اللہ کی ذات کی طرف منسوب ہو اسے حلم نہیں کہا جاتا اور جو خواب شیطان کی طرف سے ہو تو اُسے رؤیا نہیں کہا جاتا (من الشیطان) اس کی اضافت شیطان کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ یہ خواب دیکھنے والے کی خواہش اور اس کی مراد کے مطابق ہوتا ہے۔(قیل) دوسرا قول یہ کہ اس خواب میں اس کے ذہن میں ایک خیال پیدا کیا جاتا ہے اور واقع میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔(نوٹ) فقیر کو بھی یہی صورت پیش آئی، وضاحت آگے آرہی ہے۔

نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ فرمایا۔ترجمہ : درباریوں نے کہا (اے بادشاہ) یہ خواب پریشاں ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں نجومیوں، عالموں اور ماہرین نے بادشاہ کو بتایا وہ خواب نہیں بلکہ افکارِ پریشاں

ہیں، ان کی تعبیر ہم نہیں بتا سکتے۔ احلام ان افکار پریشاں کو کہتے ہیں جو انسان نیند کی حالت میں دیکھتا ہے جن کی حقیقت کا اتا پتا نہیں ملتا۔ **شبه احلام المختلط التی لا یتبین حقائقها قالوا اضغاث احلام۔ حزم اخلاط من الاحلام۔** (امام راغب اصفہانی)

بخاری شریف کی اس حدیث سے اس میں فرق واضح ہو گیا کہ رؤیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور حلم شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس خواب کا آپ شور مچا رہے ہیں وہ (رؤیا) نہیں وہ حلم ہے۔ جس کی شرح علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے وضاحت فرمادی ہے کہ حلم شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

نتیجہ: فقیر کے اس خواب (جس کی تعبیر جاننے کے لئے آپ بے تاب ہیں) میں شیطان نے یہ خیال پیدا کیا کہ اس شیطان کے پاؤں چوموں، دراصل وہ شیطان تھا جو آپ کے نئے پیر صاحب کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب فقیر کو بہت ہی افسوس ہے کہ ایک شیطان کے بہکاوے میں آ کر دوسرے شیطان کے پاؤں چوم لئے۔ اب تو فقیر کو یقین ہونے لگا ہے کہ واقعی آپ کے نئے پیر صاحب پورے شیطان نہ سہی تو چھوٹے شیطان ضرور بن کر سامنے آ گئے۔ کیوں؟ وہ اس لئے کہ جو شخص خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت، ولایت اور مسلمانیت کا انکار کرنے اور باغِ فدک کے مسئلہ میں شیعہ کی طرح صغرے کبرے ملا کر ظالم اور غاصب ثابت کرے اور الزام خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر لگائے اور خلیفۂ دوم مرادِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو متشدد ثابت کرے، اس کے شیطان ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

فقیر نے یہ جو 3 باتیں اوپر لکھی ہیں ان کو ثابت کرنے کا پابند ہے وقت آنے پر ثبوت حاضر کر دیئے جائیں گے۔ ممکن ہے کہ آپ یہ اعتراض کریں کہ شیطان رجیم لعین میرے نئے پیر قبلہ حضرت صاحب کی شکل میں نہیں آسکتا، لہٰذا فقیر کا دعویٰ جھوٹا ہے کہ آپ کے نئے پیر حضرت صاحب کی شکل میں شیطان کے پاؤں چومنا ثابت نہیں ہوسکتا۔ چونکہ آپ اپنے پہلے پیر و مرشد جو کہ سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کے قابل فخر شیخ طریقت حضرت قبلہ پیر ابو الکمال حضرت برق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ایک نئے سلسلہ قادریہ جیلانیہ میں ضم ہو گئے ہیں تو مناسب ہے کہ اسی پاک ہستی یعنی پیران پیر، دارین میں دستگیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی پاک سیرت کا ایک واقعہ پیش کر دوں تا کہ آپ کی تسلی ہو جائے کہ شیطان رجیم نے آپ رضی اللہ عنہ پر کیسے حملہ کیا۔ ایک رات جبکہ آپ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے، شیطان آسمان پر ایک نور کی شکل میں نمودار ہوا اور بادل سے یہ آواز دی، اے عبدالقادر! تو نے میری بہت عبادت کر لی ہے۔ اب اس کے بدلے میں (اللہ تعالیٰ) نے آپ پر فجر کی نماز معاف کر دی ہے تو حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مردود! نماز تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہیں فرمائی، تو مجھے گمراہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ تو شیطان رجیم نے جواباً کہا اے عبدالقادر! تجھے تیرے علم نے بچا لیا ہے ورنہ میں نے اس سے پہلے بہت سارے ولیوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا مجھے میرے علم نے نہیں بچایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے بچایا ہے۔ (یہ مفہوم ہے اس واقعہ کا)

عزیز القدر مجاہد صاحب! دیکھا آپ نے، یہ ہے شیطان رجیم جس نے خواب میں آ کر اپنے پاؤں چومنے کی فقیر کو ترغیب دی۔ پھر بھی اگر آپ اس بات پر بضد ہیں کہ آپ کے نئے پیر صاحب کی شکل بننا شیطان کے لئے محال ہے تو پھر آپ کی تسلی کے لئے ایک حدیث

پیش کرتا ہوں کہ شیطان رجیم آپ کے پیر صاحب یا کسی بھی آدمی کی شکل وصورت اختیار کر سکتا ہے یا نہیں؟ مگر صرف ایک ہستی ایسی ہے جن کی شکل شیطان رجیم نہیں بن سکتا۔ وہ پاک ہستی کون ہیں؟

حدیث: ان اباھریرۃ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول :من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی۔ وعن انس بن مالک۔ بعینہٖ ..... قال ابو قتادہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من رانی فقد رأی الحق .. عن ابی سعید خدری ۔ بعینہٖ ۔آخری حصہ، فان الشیطان لایتکوننی۔

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (یہی ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی حدیث کا بھی ہے۔)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حق دیکھا (یعنی اس نے مجھے ہی دیکھا) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث کے آخری حصہ کا ترجمہ: اس لئے کہ شیطان میری طرح نہیں ہوسکتا۔

ان چاروں احادیث میں ایک ہی مضمون ہے کہ مجھے دیکھنے والا شک نہ کرے، کیوں؟ اس لئے کہ شیطان رجیم میری مثل بن ہی نہیں سکتا اور دوسری میں شیطان کو میری طرح بننے کی اللہ تعالیٰ نے طاقت ہی نہیں دی۔ ان احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثلیت کی بڑی بلند وبالاشان کا بیان ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، اس پر بحث پھر کبھی سہی۔

سردست اپنے پیارے بھائی مجاہد صاحب کی اُلجھن دور کرنا مقصود ہے۔

محترم مجاہد صاحب! صرف ایک ہی ذات ایسی ہے جس کی شکل وصورت اور مثل شیطان رجیم کے لئے محال ہے، وہ ذاتِ پاک صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے، باقی ہر انسان مرد وعورت کی شکل میں شیطان خواب میں آسکتا ہے۔ ان انسانوں یا آدمیوں میں آپ کے نئے پیر حضرت صاحب بھی ہیں۔ اب آپ کو مان لینا چاہئے کہ فقیر کی جو سوچ و خیال ہے وہ صحیح ہے۔ فقیر کی خواب میں آپ کے حضرت صاحب کی شکل میں شیطان ہی تھا۔ جس کے فقیر نے نیند میں پاؤں چومے، جس کا آپ فقیر کو بار بار طعنہ دے رہے ہیں۔

بہر حال جب آپ کے حضرت صاحب کو یہ موذی بیماری (خلفائے راشدین کی توہین) نہیں لگی تھی فقیر بھی اور باقی لوگ بھی ہاتھوں کو عقیدت سے چومتے تھے لیکن جب بابا جی صاحب کے عقیدہ میں خرابی دیکھی تو یہ مذکورہ بالا مضمون خوشی سے نہیں بلکہ جبراً لکھ رہا ہوں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے گالیاں دے دے کر حتی کہ خوک تک بنا ڈالا، فقیر نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا ذمہ دار فقیر نہیں بلکہ آپ ہیں۔ آپ نے وہ حدیث پاک تو سنی ہوگی

متفق علیہ حدیث: کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالیاں مت دو، صحابہ پاک رضی اللہ عنہم نے جواب میں عرض کی بھلا وہ کون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے گا آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے باپ کو گالیاں دیں گے تو وہ جواب میں آپ کے باپ کو گالیاں ہی دے گا۔ (مفہوم) (آیت قرآن) بلکہ قرآن میں بھی ہے کہ مشرکوں کے جھوٹے خداؤں کو گالی نہ دو کیونکہ وہ تمہارے سچے خدا کو جہالت سے گالیاں دیں گے۔ (مفہوم)

ابھی ابھی آپ کا ایک اور خط ملا ہے جس میں آپ نے سابق سفیر پاکستان کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی فتاویٰ رضویہ پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے۔ آپ کی تفہیم کے لئے عرض ہے کہ الحمدللہ! منکرین ختم نبوت کے متعلق جو عقیدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ فقیر کا اور ساری اُمتِ مسلمہ کا بھی وہی عقیدہ ہے۔ منکرین ختم نبوت اسلام سے خارج ہیں۔ تو بات ہو رہی تھی کہ کسی صحیح النّسب سید کی بے ادبی کرنے سے آدمی خارجی و ناصبی ہو جاتا ہے تو آپ کے نئے پیر صاحب نے سید واجد شمس الحسن کو دوبارہ کلمہ پڑھنے اور کسی عالم کے پاس جا کر توبہ کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔ سید واجد شمس الحسن بھی سید ہے۔ ان کی بے ادبی کرنے سے آپ کے نئے پیر صاحب خارجی و ناصبی ہوئے کہ نہیں؟ ممکن ہے کہ آپ یہ جواب دیں کہ چونکہ سید واجد شمس الحسن کا عقیدہ بدل گیا، اس لئے ایسے سید کی اِصلاح کے لئے جو بھی لکھا جائے اس سے بے ادبی نہیں ہوتی۔

تو محترم مجاہد صاحب اگر واجد صاحب نے ختم نبوۃ کا انکار کیا ہے تو آپ کے نئے پیر حضرت صاحب نے بھی خلیفۃ اوّل بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت، ولایت اور مسلمانیت کا انکار کیا ہے تو آپ کے بنائے ہوئے قاعدہ کے مطابق دونوں برابر ہیں، لہٰذا عبدالقادر شاہ صاحب کو بھی دوبارہ کلمہ پڑھنا چاہئے اور توبہ بھی کرنی چاہئے۔ آپ کے پیر صاحب کی اصلاح کی خاطر جو نشاندہی کی گئی ہے اس سے کوئی بے ادبی نہیں ہوئی۔ یہ بات بھی چند ماہ پہلے کی ہے جس پر برطانیہ بھر کے علمائے کرام و مشائخ عظام اور آپ کے نئے پیر صاحب کے مریدین بھی واقف و آگاہ ہیں کہ آپ کے نئے پیر صاحب نے بخاری سادات میں سے ایک صحیح النّسب سید زادے کی نہ صرف توہین و بے ادبی کی بلکہ ان کی سیادت کا بھی اِنکار کیا اور جھوٹے الزامات لگائے جن کا خود فقیر بھی گواہ ہے جن کے متعلق

بھرے مجمع میں یہ الفاظ فرمائے گئے کہ پیر بابے کی جوڑ کا اس وقت کوئی عالم نہیں ہے اور انہیں سید السادات کا خطاب بھی دیتے رہے اور یہ سخی سید ہیں۔

فقیر نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا جب دارالعلوم والتقم سٹولندن کی تعمیر شروع ہوئی تو انہوں نے ایک ہزار پونڈ دیئے، میلاد شریف کے موقع پر بھی کبھی پانچ سو اور کبھی ہزار پونڈ تک ان سید صاحب نے اپنی جیب سے دیئے، ایسے سید صاحب کو بخیلی کا طعنہ دینا یہ سفید جھوٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور پھر جس نے تیس سال تک سائے کی طرح ہر سرد و گرم مشکل وقت میں ساتھ دیا ہو اُس کے ساتھ ایسا سلوک؟ چہ معنی دارد؟

مجاہد صاحب، آپ کے نئے پیر صاحب نے ایک بخاری سید کی بے ادبی اور توہین کی تو کیا آپ کے نئے پیر صاحب پکے خارجی و ناصبی ہوئے یا نہ ہوئے؟ اور پھر وہی وِڈیو انٹرنیٹ پر بھی چڑھائی۔ جس جس نے ویڈیو دیکھی سب نے آپ کے پیر صاحب پر ہی لعن طعن کی اور پھر ایک ایسے عالم دین جو پہلا مرید، شاگرد اور خلیفہ بھی ہو، ساری دنیا سے اکیلا ہی اپنے پیر کی خاطر مقابلہ کرنے کی ہمت اور طاقت بھی رکھتا ہو اور لفظ مفکر اسلام کو عام کرنے اور پھر اپنوں اور بیگانوں سے منوانے کا حق بھی ادا کیا ہو، (فقیر ان کے جان پر کھیل کر مشکل وقت میں پیر صاحب کی مدد اور وفا کا حق ادا کرنے کا مکمل ذکر کرے تو ایک کتاب بن سکتی ہے)، ایسے باوفا شخص کے شجرۂ نسب پر جو مغل خاندان، زمیندار علاقہ کے چودھری کا بیٹا ہو جن کی تعریف آپ کے پیر صاحب منبر پر بیٹھ کر کرتے رہے ہوں، جن کے خاندان کے بائیس گاؤں ہوں، مغلوں کی راجدھانی ہو، اس کو کسی دوسری کمی برادری سے منسوب کرنا کیا یہ کام کسی سید صاحب، عالم دین، شیخ طریقت اور پیر صاحب کی شایانِ شان ہوسکتا ہے؟

پھر یہیں پر بس نہیں کی بلکہ آپ کے نئے پیر صاحب نے اپنے نانا پاک ولیؔ

کامل حضرت پیر سید عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حرم (بیوی) اپنی نانی اماں مرحومہ جو ماں کی ماں ہے، وہ بھی اسی خاندان سے ہے، اس کی بے ادبی کرنے والا خارجی و ناصبی ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے پیر صاحب کی نانی مرحومہ اسی عالم دین کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کے نسب پر آپ کے نئے پیر صاحب نے طعن کیا۔ یہ ہیں آپ کے پیر صاحب کے نیک اعمال۔

مجاہد صاحب، یہ تو آپ کے پیر صاحب کا پرانا محبوب مشغلہ ہے کہ لوگوں کے نسب ناموں کی پڑتال اور مذاق اڑانا۔ پھر برطانیہ اور پاکستان کے اندر سادات کو جعلی سید ہونے کا طعنہ دیتے ہیں اور پھر ظلم کی انتہا یہ ہے کہ یہ سارے کام گیارہویں شریف کی روحانی اور پاکیزہ محفل میں سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ گالی گلوچ بدخوئی غیبت جیسے گناہ ہائے کبیرہ، اور فحش گوئی حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کی محفل میں؟ استغفر اللہ العظیم۔ کیا اُس وقت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح مبارک اپنے روضۂ اطہر میں مضطرب نہ ہوتی ہوگی؟

مجاہد صاحب! یہ تو تھا آپ کے پہلے سوال کا جواب۔ اُمید ہے کہ خواب کی تعبیر کی تفہیم بہت اچھی طرح ہو گئی ہو گی۔ رہا آپ کا دوسرا سوال صفحہ نمبر دو والا، تو میں نے سوال کیا تھا کہ کس شخصیت کے دستخط سے کون مفتی اور کون مفتی اعظم بنا؟ اگر فقیر نے اس کا جواب دیا تو وہ پہلے سے سوا ہو گا جس کو برداشت کرنا آپ اور آپ کے نئے پیر صاحب کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ ہاں اگر آپ نے دوبارہ مطالبہ کیا تو پھر جواب ضرور ملے گا۔

نوٹ : فقیر نے جو کچھ بھی لکھا ہے اس کی ساری ذمہ داری محترم مجاہد صاحب،

آپ پر ہے۔ اور پھر مجاہد صاحب آپ کے بار بار اصرار کرنے پر لکھا گیا ہے لیکن پیر صاحب کی سیادت یا سید ہونا محل نزاع نہیں ہے۔ اس لئے کہ محض سید یا سیادت سمجھ کر بے ادبی کرنا محرومیٔ ایمان کی علامت ہے۔ جس سے بچنے کے لئے فقیر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہے۔ اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ موت دے دے۔ آمین ثم آمین

فقیر نے جو کچھ بھی لکھا ہے یہ قبلہ پیر صاحب کے عقائد اور اعمال کی بناء پر لکھا ہے لیکن مجاہد صاحب آپ نے فقیر پر ذاتی چڑھائی کی ہے۔ شعر و شاعری میں خنزیر تک لکھا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ فقیر کیا ہے۔

نصیحت : محترم مجاہد صاحب! آپ کے لئے ایک آیت لکھ رہا ہوں، اس کو غور سے پڑھنا۔

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ج فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط۔ (الاعراف 7/176)

آپ کو لفظ فقیر پر بھی طعن ہے اس کا جواب بھی ارشاد باری تعالیٰ کی روشنی میں سن لیں،

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ج۔ (فاطر 35/15)

الحمد للہ! (اَنَا فَقِيْرٌ اِلَى اللّٰهِ لَا اِلَى النَّاسِ)

نوٹ :

اب آپ کچھ بھی کریں یا مختلف قسم کے الزامات دُہرائیں یا جی بھر کر گالیاں دیں، فقیر ان گالیوں کا جواب نہیں دے گا۔

سوال نمبر 1: روایت اپنی جگہ درست ہے لیکن اس پر اہل بیت کا اجماع نہیں ہوا۔

سوال نمبر 2: اصل مسئلہ تفہیم کا ہے۔

سوال نمبر 3: باغ فدک، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو دیا اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو واپس کر دیا۔

نوٹ:

مندرجہ بالا مضمون میں اگر کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو دل سے معذرت خواہ ہوں۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری ڈربی

14/12/2015

مقالہ نمبر:5

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم ومکرم علمائے کرام ومشائخ عظام وصحیح العقیدہ سنی قارئین کرام:

فقیر کے ایک معاصر عالم دین شعلہ بار خطیب مزرع چشت اہل بہشت سے تعلق رکھنے والے چشتی صاحب نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ فقیر محترم طارق مجاہد صاحب کو نظر انداز کریں اور اس کو منہ نہ لگائیں، اوّل تو مذکورہ مسئلہ کو ہی رہنے دیں اور اگر عقیدۂ اہل سنت لکھنا ہی ہے تو صرف مسئلہ لکھیں۔ فقیر نے ان سے عرض کیا کہ آپ کی نصیحت پر اِن شاء اللہ تعالیٰ عمل کیا جائے گا۔

فقیر نے بارہا پوچھے گئے خواب والے واقعہ کا جواب لکھنے کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ مجاہد صاحب کے آئندہ کسی سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا لیکن مجاہد صاحب نے ہر حد کراس کر دی اور علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب کو سامنے رکھ کر فقیر پر ہر قسم کی گالیوں کی بوچھاڑ کی۔ نیز طارق مجاہد صاحب گھٹیا حرکتوں پر بھی اُتر آئے۔ ان گالیوں کا جواب دینا فقیر کی مجبوری بن گئی۔ محترم چشتی صاحب اور علمائے کرام سے معذرت خواہ ہوں، جو اصل سوالات تھے جن کا جواب دینا فقیر پر لازم ہو گیا تھا وہ اصل سوالات پیچھے رہ گئے۔ مجاہد صاحب کی بھی یہی کوشش رہی کہ اِنتہائی چالاکی سے فقیر کو اِدھر اُدھر کی باتوں میں الجھائے رکھے اور اصل سوالات کا جواب نہ دیا جا سکے۔ فقیر اپنے قابل قدر دوست سے وعدہ کرتا ہے کہ مجاہد صاحب کو حالیہ تازہ گالیوں کا جواب لکھنے کے بعد کچھ بھی ہو، مجاہد صاحب کی

گالیوں یا نئے سوالات کا جواب نہیں لکھا جائے گا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ

فقیر قارئین کرام سے معافی چاہتے ہوئے بالخصوص قبلہ پیر صاحب اور ان کے سب چاہنے والوں سے اِنتہائی معذرت خواہ ہے۔

(۱) مجاہد صاحب نے سب سے پہلے حضرت پیر مفتی سید نذیر حسین کاظمی صاحب کو لفظ ہندوستانی کو بگاڑتے ہوئے بار بار ہندو لکھا ہے۔ حالانکہ یہ بھی سید کاظمی سادات میں سے ہیں۔ دوسروں کی طرح ان کا احترام بھی لازمی ہے۔

(۲) علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب کی نسبت بندیال کو جو استاذِ کل حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے تعلق کی بنا پر ہے، لفظ بندیالوی کو کم از کم پانچ چھ مرتبہ بنڈیالوی دجالوی لکھا ہے۔ با قاعدہ انگلش میں (Bund) نمایاں کیا ہے

۔

(۳) فقیر ہی نہیں بلکہ اکثریت کے نزدیک علامہ ظفر محمود فراشوی صاحب کو محقق برطانیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اس کو بھی محکک لکھ کر مذاق اُڑایا گیا ہے۔

(۴) باقی جید علماء کرام و مشائخ عظام جو ان کے (بدقسمتی) سے شاگرد ہیں ان کے خلاف بھی بڑی گھٹیا زبان استعمال کی گئی ہے۔

(۵) فقیر کو تھوک کے حساب سے ہر قسم کی گالیوں سے نوازا گیا ہے۔ مثلاً منافق، فاجر، فاسق، خارجی، ناصبی، یہ تو عقیدہ کے طور پر گالیاں دی ہیں، رہیں باقی گالیاں، تو ان کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ جس میں سے چند موٹی موٹی گالیاں درج کی جاتی ہیں۔ اکثر شعرو ں کے پردہ میں فقیر کی خوب پردہ دری کی گئی ہے۔ (ادھر گالیاں تھیں انہیں کاٹ دیا گیا ہے)

مغلظات سے مجاہد صاحب نے فقیر کو نوازا ہے۔ اس کے پیچھے یقیناً مجاہد صاحب کے نئے پیر صاحب ہی ہو سکتے ہیں۔ یہاں جو کچھ فقیر نے تحریر کیا ہے یہ سب مجاہد صاحب کے لکھے ہوئے خطوط میں سے ہے جو فقیر کے پاس محفوظ ہیں، وقت آنے پر بطور ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

محترم قارئین کرام! فقیر اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ مشہور حدیث جو پہلے بھی پیش کی جا چکی ہے۔ (مفہوم) کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ فرمایا گیا (حدیث) کہ اپنے باپ کو گالی مت دیا کرو، صحابہ پاک رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خود اپنے باپ کو گالی دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب تم کسی کے باپ کو گالی دو گے تو وہ بھی جواب میں تمہارے باپ کو گالی دے گا۔

نیز قرآن مجید کی ایک آیت بھی اسی مفہوم کی موجود ہے۔

(آیت) ترجمہ :اور تم برا نہ کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی برا کہنے لگیں اللہ کو، زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔

محترم قارئین کرام! مذکورہ بالا لایعنی گالیاں مجاہد صاحب نے تو دی ہی ہیں بلکہ درحقیقت وہ سب قبلہ سید عبدالقادر شاہ صاحب کی حمایت میں بھی دی ہیں ورنہ فقیر کا مجاہد صاحب سے کوئی اختلاف تھا نہ ہے اور پھر مجاہد صاحب خود بخود فقیر کے گلے پڑے ہیں۔

(نوٹ) اوپر جتنی گالیاں فقیر کو نکالی تھیں وہ سب کو پیر صاحب پر منطبق کی تھیں لیکن فقیر نے وہ گالیاں حذف کر دی ہیں پیر صاحب کو نہیں دیں۔

اوپر جو کچھ بھی پیر صاحب کے متعلق لکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار صرف اور صرف مجاہد صاحب ہے۔ وہ اگر گالیاں دینا بند کر دیں تو پھر کوئی بھی پیر صاحب کے متعلق لب کشائی کی

جرأت نہ کر سکے گا۔ قبلہ پیر صاحب یا پیر صاحب کے ہمدرد مجاہد صاحب کو روکیں کہ وہ بے ہودگی سے باز آجائے۔ وہ گالیاں دے کر پیر صاحب کی عزت بڑھا نہیں رہا بلکہ پیر صاحب کی عزت کو خاک میں ملا رہا ہے۔ مجاہد صاحب نے اپنے ایک خط میں اقرار کیا ہے کہ قبلہ حضرت مفتی فیض رسول صاحب نے منع کیا ہے تو میں آئندہ کوئی خط نہیں لکھوں گا۔ (لیکن وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا)

قبلہ پیر صاحب کے سید یا سیادت پر کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ ہی ان پر کوئی تنقید ہے بلکہ بات صرف عقیدہ کی ہے۔ ورنہ سید آلِ رسول کی بے ادبی محرومیٔ ایمان ہے۔ یہ فقیر کا عقیدہ ہے۔

یہ بھی ساری گالیاں حذف کر دی ہیں جو طارق مجاہد نے فقیر کو نکالی تھیں۔

فقیر قبلہ پیر صاحب اور ان کے چاہنے والوں سے دلی طور پر معذرت خواہ ہے کہ یہ سب کچھ بامر مجبوری فقیر کو کرنا پڑ رہا ہے۔ مجاہد صاحب نے اور بھی ایک سوال بار بار کیا ہے، جس کا جواب اگر دیا گیا تو قبلہ پیر صاحب ہی کی توہین ہو گی، اس لئے کہ اُس مسئلہ میں فقیر اور پوری (پرانی) سنگت شامل رہی ہے۔ فقیر تمام تفصیلات سے آگاہ ہے۔

اب وہ سوالات جن کا جواب دینے کا فقیر نے وعدہ کیا ہوا ہے، ان کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

(۱) صحابہ (کرام) کا اجماع ہو گیا لیکن اہل بیت کا اجماع نہیں ہوا، خصوصاً حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس اجماع میں شامل نہیں ہیں۔

(۲) روایت اپنی جگہ درست ہے لیکن اصل بات تفہیم حدیث کی ہے۔

(۳) باغ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو دے دیا اور

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو واپس کر دیا۔

پہلے سوال کا جواب فقیر اپنے پہلے وضاحتی خط میں بڑی تفصیل سے دے چکا ہے بلکہ دوسرے مضمون میں جو دس اکتوبر 2015 کو لکھا گیا ہے اُس میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اور احادیثِ صحیحہ کے ذریعہ جواب دیا جاچکا ہے، جن میں اہل تشیع کی کتب سے بھی لکھا جاچکا ہے۔ یہ سب مضامین انٹرنیٹ پر موجود ہیں، وہاں پر دیکھے جاسکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ تاہم بخاری شریف کی ایک حدیث کا ترجمہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں جس سے مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے گا۔ یہ حدیث حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ حدیث بڑی طویل ہے، فقیر اتنی لکھنے پر اکتفا کرے گا جتنی ضروری ہے۔

ترجمہ: ''تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال (باغِ فدک وغیرہ) تم کو دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں یہ مال تقسیم کیا حتی کہ اُس میں سے یہ مال بچ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے تھے۔ اُسی مال میں سے گھر والوں کو ایک سال کا خرچہ دیتے تھے پھر اس میں سے جو مال بچ جاتا اُس کو اللہ کا مال قرار دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں اس مال میں اس طرح تصرف کرتے رہے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں تو اُس مال کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اختیار میں لے لیا اور اس مال میں وہی تصرف کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں تصرف کرتے تھے اور آپ لوگ بھی یہیں موجود تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ دونوں کو یاد ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال میں وہی تصرف

فرماتے تھے جیسا کہ آپ دونوں بھی اقرار کرتے ہیں اور اللہ کو خوب علم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس تصرف میں سچے تھے، نیکوکار تھے، ہدایت یافتہ تھے اور حق کے پیروکار تھے پھر اللہ عزوجل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات دے دی تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا ولی ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ولی ہوں، تو میں نے اپنی خلافت کے دوران دو سال اس مال پر قبضہ رکھا اور اس مال میں وہی تصرف کیا جو اس مال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تصرف کرتے تھے اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس تصرف میں میں سچا ہوں، نیکوکار ہوں، ہدایت یافتہ ہوں اور حق کا پیروکار ہوں۔

پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ دونوں کا مقصد بھی ایک ہی ہے پھر آپ میرے پاس آئے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ تو میں نے آپ دونوں سے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے پھر میری رائے یہ ہوئی کہ میں اس مال کا انتظام آپ دونوں کے حوالے کر دوں۔ میں نے کہا اگر آپ دونوں چاہیں تو میں اس مال کا انتظام آپ کے حوالے کر دیتا ہوں، اس شرط پر کہ آپ اللہ سے عہد کریں کہ آپ اس مال کو ان ہی مصارف میں خرچ کریں گے جن مصارف میں اس مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف کرتے تھے اور جب سے میں اس مال کا والی ہوا ہوں میں اس مال کو ان ہی مصارف میں صرف کرتا تھا اور اگر آپ یہ عہد و میثاق نہ کریں تو پھر آپ مجھ سے اس سلسلہ میں بات نہ کریں تو آپ دونوں نے کہا کہ آپ اس مال کو اس شرط پر ہمارے حوالے کر دیں سو میں نے یہ مال آپ کے حوالے کر دیا اب آپ دونوں نے مجھ سے کہا، اس کے سوا کوئی اور فیصلہ کرانا چاہتے ہیں؟ پس اللہ کی قسم! جس کے حکم سے

آسمان وزمین قائم ہیں میں اس مال میں قیامت تک اس کے سوا فیصلہ نہ کروں گا۔ اگر آپ دونوں اس کا انتظام کرنے سے عاجز ہیں تو یہ مال میرے حوالے کر دیں۔ میں آپ دونوں کی جگہ اس کا انتظام کروں گا۔''

اس طویل حدیث میں پہلی بات یہ واضح ہوگئی کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، یعنی اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ بلافصل ہوئے اور وہ مال جو دورِ رسالت مآب ﷺ میں تھا اس کے بھی آپ والی ہوئے اور اُس مال کو اسی طرح خرچ کیا جس طرح دورِ رسالت ﷺ میں خرچ ہوتا تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ رسول ﷺ اور خلیفۃ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تو آپ نے بھی کچھ عرصہ تک اپنے قبضہ میں رکھا اور پہلے کی طرح ہی اُس مال کو صرف کیا جس طرح دورِ رسالت مآب ﷺ اور دورِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں صرف ہوتا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی سخت شرائط کے ساتھ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو اُس مال کا متولی بنایا۔''

یہ طویل حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص حضرت مولیٰ علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما جو اہلِ بیت میں سے ہیں سب کا اجماع ثابت ہوگیا۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی)

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں :

ترجمہ : پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، ہمارا وارث نہیں بنایا جاتا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ

کی آل صرف اِس مال سے کھائے گی، یعنی اللہ کے مال سے اور اُن کے کھانے پینے کے اخراجات کے علاوہ اور کوئی حق نہیں ہوگا اور اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے ان صدقات میں جو آپ کے عہد میں تھے، میں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور میں وہی تبدیلی کروں گا جو اِن میں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا، اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہمیں آپ کی فضیلت کا اعتراف ہے۔ پھر انہوں نے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اور اپنے حق کا ذکر کیا پس حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کلام کیا اور کہا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک کرنا میرے نزدیک اپنے قرابت داروں سے حسن سلوک سے ضرور زیادہ پسندیدہ ہے۔'' (بخاری شریف، کتاب فضائل صحابہ)

اس حدیث پاک سے پہلا مضمون بھی ثابت ہوتا ہے اور بالخصوص حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا کلمہ شہادت پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا اعلان فرمانا اور اپنی مہر تصدیق ثبت فرمانا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفۃ برحق ہیں اور عادل اور منصف ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس اجماع میں اہل بیت پاک کلمہ شہادت پڑھ کر شامل ہیں جو شک کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں۔

قارئین کرام! پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب نے اُنیس دسمبر 2015 میں ڈربی میں اپنی ایک تقریر میں جو فرمایا ہے، یہ تقریر فقیر کے پاس ریکارڈ ڈ بھی اور تحریراً بھی موجود ہے۔ اس پر تبصرہ بعد میں کیا جائے گا ابھی صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجماع صحابہ کرام میں شامل ہیں۔

پیر عبدالقادر شاہ صاحب اپنی تقریر میں فرماتے ہیں:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔ (النساء)

کلیم تھا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس ایک حدیث مرفوع ہے جو درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی ہے۔

نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ۔

اے علی! (کرم اللہ وجہہ) تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انجمن انبیاء کسی چیز کو ترکہ نہیں چھوڑتے بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے، نہ کہ وارثین کو دیا جاتا ہے۔

مولیٰ علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں، فیصلہ یہ ہوا کہ جدی وارث کو دینا جائز نہیں ہے۔ اب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر الزام کیا ہے؟ الزام تو تب ہوتا جب وہ تعلیماتِ نبوی کے خلاف کرتے بلکہ انہوں نے سچی تعلیمات پر ثابت قدمی دکھائی۔ جملہ خلفاء حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سمیت کسی نے کوئی ترمیم نہ کی۔ معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ جملہ خلفاء راشدین اور اہل بیت کے نزدیک متفقہ اور حق تھا۔ ذرا اِس جملہ پر غور فرمائیں۔

اے علی! (رضی اللہ عنہ) تم یہ بات جانتے ہو یہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) فرما رہے ہیں مولیٰ علی (رضی اللہ عنہ) سے۔ حضرت علی نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ جواب: مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ) نے کہا: "ہاں مجھے یاد ہے میں سمجھ گیا ہوں"۔

پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کی لن ترانیاں:

قارئین کرام! ذرا دل تھام لو اور مجاہد صاحب آپ بھی اپنے پیر صاحب کی لن ترانیاں سنیں اور پھر فقیر کو خوب موٹی موٹی گالیوں سے نوازیں۔ پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی جس تقریر سے یہ سارا فساد پھیلا ہے اور برطانیہ اور پاکستان میں اہل تشیع بطورِ حوالہ پیر

صاحب کو پیش کر رہے ہیں۔ یہ کیسے اہل سنت کے عالم اور پیر ہیں، جو باغِ فدک کے مسئلہ کو اہل تشیع کے مؤقف کے مطابق بیان کر رہے ہیں۔ پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی وہ تقریر جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی برتری اور اہل تشیع کی کھلم کھلا تائید ہو رہی ہے۔

''باغِ فدک وہ تھا جو حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا گیا۔ اس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو قانونِ میراث تھا وہ حضرت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا کام تھا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم رکھنے والا صحابہ میں تو کوئی موجود نہیں تھا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں علم کا شہر ہوں علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساتھ لے کر گئے ہوں اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو قانونِ وراثت کا نہ پتہ ہو۔ سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا جا کر کلیم کریں اس کے اسباب کچھ بھی ہوں، اس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہوں گا جس سے کسی صحابی پر تنقید مقصود ہو لیکن وہ ان کے پاس رہا پھر اس کو نیشنلائز کر لیا گیا کہ یہ سرکاری پراپرٹی ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ہے وراثت پاتا بھی نہیں دیتا بھی نہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو علم ہو اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو علم نہ ہو۔ یہ عموم بلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم بلویٰ میں خبر واحد قابل قبول ہی نہیں ہے۔ علامہ بدرالدین عینی (رحمۃ اللہ علیہ)''

نوٹ: یہ پوری تقریر پیر صاحب کے ترجمان محترم قاری انعام قادری صاحب نے لکھ کر انٹرنیٹ پر چڑھائی ہوئی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو قانونِ میراث تھا وہ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا کام تھا۔ (کاش کہ اس کا آپ نے حوالہ بھی دیا ہوتا جو کہ کسی حدیث میں نہیں، یہ پیر صاحب اپنی طرف سے بات بنا رہے ہیں۔) دوسرا یہ کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساتھ لے کر گئے ہوں اور حضرت علی کرم

اللہ وجہہ کو قانونِ وراثت کا علم نہ ہو۔ یہ دونوں عبارتیں بتا رہی ہیں کہ علمِ وراثت کا کام بھی دورِ رسالت ﷺ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذمہ داری تھی اور آپ ہی علم وراثت کے ماہر بھی تھے۔ تیسرا یہ کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو علم ہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم نہ ہو۔ یہاں تین دعوے کئے گئے ہیں۔ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہر طرح سے برتری ظاہر ہوتی ہے۔

لیکن ڈربی میں کی گئی تقریر میں یہ تینوں دعوے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں۔ اے علی! (رضی اللہ عنہ) تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے انجمن انبیاء اپنی کسی چیز کو ترکہ نہیں چھوڑتے بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے نہ کہ وراثتی کو دیا جاتا ہے مولا علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہاں مجھے یاد ہے میں سمجھ گیا ہوں۔

مجاہد صاحب! اب بتائیں کہ اگر پیر صاحب کی پہلی بات (انعام قادری صاحب کی لکھی ہوئی تقریر) سچی ہے تو ڈربی والی تقریر غلط ہے اور اگر ڈربی والی تازہ تازہ تقریر سچی ہے تو لامحالہ پہلی غلط ہوئی، یعنی یہ پیر صاحب کی لن ترانیاں ہوئیں۔

اب آئیے! کہ یہ عموم بلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم بلویٰ میں خبر واحد قبول ہی نہیں ہے۔ یہ انعام قادری صاحب کی لکھی گئی تقریر کی عبارت ہے جس میں پیر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ عموم بلویٰ کا مسئلہ ہے اور اس میں خبر واحد قبول نہیں ہے جبکہ ڈربی والی تقریر میں پیر صاحب فرما رہے ہیں: کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس ایک حدیث مرفوع ہے جو درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی ہے۔ آگے ہے کہ اے علی! (کرم اللہ وجہہ) تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ، الیٰ آخرہٖ۔

اب بتائیے کہ پیر صاحب کی کون سی بات سچی ہے اور کون سی بات جھوٹی ہے؟؟؟

پہلی بات انعام قادری صاحب والی جس میں خبر واحد کو جھٹلا دیا ہے، وہ سچی یا ڈربی والی کہ

میرے پاس (ایک حدیثِ مرفوع ہے) جودرجہ شہرت تک پہنچی ہوئی ہے، جس کو پیر صاحب حدیث مرفوع کہہ رہے ہیں یہ پیر صاحب کی بے خبری ہے، یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بغیر کسی واسطہ کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر بیان فرمارہے ہیں (پیر صاحب کو دوبارہ اصول حدیث کا علم پڑھنا چاہیئے۔) اِن دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتی ہے دونوں نہیں اور ان دونوں میں سے ڈربی والی چونکہ تازہ تازہ ہے لہٰذا وہی صحیح بھی ہے۔ یہ ہیں پیر صاحب کی فضول گوئیاں۔

فقیر خبر واحد کا پوسٹ مارٹم پہلی دو قسطوں میں کر چکا ہے (جن کا جواب پیر صاحب آج تک نہیں دے سکے) جس کی وجہ سے پیر صاحب اپنی ہر نئی تقریر میں مؤقف بدل رہے ہیں اس سے کام نہیں چلے گا۔ سیدھا راستہ وہی ہے جو فقیر بار بار لکھ رہا ہے کہ پیر صاحب اپنی غلطی تسلیم کر کے سچے دل سے علانیہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر واپس اہل سنت میں آجائیں شاید انہیں اللہ تعالیٰ اور علماء اہل سنت معاف کر دیں۔

محترم قارئین! پیر صاحب ڈربی والی تقریر میں فرماتے ہیں جملہ خلفاء اور مولا علی کرم اللہ وجہہ سمیت کسی نے کوئی ترمیم نہ کی۔ معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ جملہ خلفاء اور اہل بیت کے نزدیک حق تھا۔

الحمد للہ! فقیر نے بخاری شریف کی احادیث اور قبلہ پیر صاحب کی اپنی تقاریر سے یہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی حدیث پر صحابہ کرام اور جمیع اہل بیت اطہار کا اجماع ثابت ہے۔ باقی سوالوں کے جوابات بھی جلد ہی دیئے جائیں گے۔

آخر میں پیر صاحب سے معذرت خواہ ہوں یہ سب آپ کے مرید خاص مجاہد صاحب کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی

12/01/2016

مقالہ نمبر:6

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

محترمُ المقام حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آپ نے 19 دسمبر 2015ء کو جامع مسجد اِسلامک سنٹر ڈربی میں میلاد شریف کے ایک جلسہ میں تقریر کا آغاز کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ دو چار منٹ اس بات پر خرچ کروں گا کہ کچھ لوگوں نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے، میرے خلاف وہ بہت گھٹیا باتیں کر رہے ہیں۔ وہ لوگ میرے پاس پڑھنے کے لئے آ جائیں اور 20 برس (تک) پڑھتے رہیں تو بھی میرے علم کا بیسواں حصہ بھی حاصل نہ کر پائیں۔ فقیر نے قبلہ پیر صاحب! آپ کی پوری تقریر سنی ہے، آپ نے بھی پیر سید مزمل حسین شاہ صاحب کی طرح پہلے فقیر کے متعلق ہی اپنے علمی جوہر دکھائے ہیں اور آپ خوب برسے ہیں۔ اگر آپ کے ہر جملہ کا فقیر جواب لکھنے لگ جائے تو ایک مکمل کتاب بن سکتی ہے، آپ نے اپنی علمی برتری کا اظہار فرمایا ہے اور پھر فقیر اور حضرت اُستاذ العلماء فخر سادات پیر سید زاہد حسین شاہ رضوی بخاری صاحب کا ذکر بڑے انجانے انداز میں کیا کہ مجھ سے سرٹیفکیٹ پر دستخط کرنے کا کہا میں نے اعتماد کرتے ہوئے سائن کر دیئے۔

قبلہ پیر صاحب! اس پر فقیر بہت کچھ کہہ اور لکھ سکتا ہے لیکن آپ کو معاف کرتا ہوں کہ آپ خود فقیر سے مخاطب ہیں اور آپ نے ڈربی میں آ کر فقیر کو اپنا مخاطب بنایا ہے۔ اس لئے فقیر حتی المقدور آپ کی عزت کا خیال رکھنے کی پوری کوشش کرے گا لیکن حقائق

بڑے کڑوے ہوتے ہیں۔ جب ان سے پردہ اُٹھایا جائے گا تو کوئی بات ہو ہی جائے گی۔ اُمید ہے کہ آپ برا محسوس نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ پہلے آپ کے ایک چہیتے نئے مرید آپ کے ترجمان تھے۔ اچھا ہوا کہ اب وہ نہیں بلکہ آپ خود سامنے آ گئے ہیں۔ فقیر کو اس بات کی خوشی ہے کہ اب جو مسئلہ یا بات ہوگی تو ڈائیریکٹ ہوگی اور جواب بھی آپ خود ہی دیں گے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ انہوں نے ایک آدمی کو اپنا امام سمجھ لیا ہے چونکہ آپ نے ان کا نام نہیں لیا، اس لئے فقیر بھی نام لئے بغیر عرض گزار ہے کہ حضرت صاحب یہ داستان دردناک بھی ہے اور بہت لمبی بھی۔ جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں اُسے ملنے اور اپنی گود میں لینے کے لئے آپ ہی کا دودھ اُترا ہوا تھا اور پھر جب آپ کا دودھ بہنے لگا تو آپ نے اپنی (اس وقت کی) پوری سنگت کو لندن ایک ہوٹل میں مدعو کیا اور ان کو بھی ہوٹل میں بلایا پھر میٹنگ ہوئی فقیر بھی اس میٹنگ میں شامل تھا۔ بات چیت ہوئی اور آپ اُن سے اور وہ آپ سے راضی ہو گئے اور آپ نے فرمایا اب ہم سب مل کر کام کریں گے پھر آپ نے ان کے اعزاز میں والتھم سٹو لندن میں جانبین کی طرف سے استقبالیہ دیا۔ محبت واُلفت کی باتیں ہوئیں اور پھر انہوں نے رام فورڈ لندن والے اپنے مرکز میں آپ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر چلنے کے وعدے ہوئے اور آپ نے یہاں تک فرمایا کہ پہلے میں اپنے آپ کو تنہا سمجھتا تھا آپ کے ملنے سے میری تنہائی ختم ہوگئی۔ پھر آپ پوری جماعت کو ساتھ لے کر ویمبلے کانفرنس لندن میں شامل ہوئے۔

شاید آپ کو یاد ہوگا کہ جب انہوں نے اسلام آباد ڈی چوک میں پہلی مرتبہ (بے

مثال) دھرنا دیا تھا تو آپ نے بریڈفورڈ میں ایک استقبالیہ مجلس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر وہ فرمائیں تو فقیر خود بھی پاکستان کا سفر کرلیں، دھرنے میں مع اپنے مریدوں اور جان نثاروں سمیت ڈی چوک اِسلام آباد دھرنے میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ قبلہ پیر صاحب لکھنے کو تو بہت کچھ ہے، اتنا بھی اگر آپ نے ہضم کرلیا تو کافی ہے۔ ہم (فقیر سمیت) نے اس کو اپنا امام خود نہیں بنایا بلکہ آپ کی قیادت میں امامت کے سارے ارکان طے ہوئے، آپ آج ان کی امامت کا ہم کو طعنہ دیتے ہیں ذرا خود بھی آئینے میں اپنا چہرہ مبارک دیکھ لیں ، قبلہ پیر صاحب! اب اگر یہ محبت واُلفت والی پینگ جو بڑے اُلارے لے رہی تھی اس کے ٹوٹنے کا ذکر کیا تو آپ بہت زیادہ رُسوا ہوں گے، فقیر نہیں چاہتا ہے کہ آپ اہل تشیع کو جواب۔۔۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کو یاد ہوگا کہ برطانیہ میں جب شیعہ ٹی وی چینلز نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کی ذوات پر تابڑ توڑ حملے شروع کئے اور شیخین کو غاصب، ظالم، منافق، مرتد تک کھلے عام گندے الفاظ کے ساتھ توہین کی گئی بلکہ باقی کئی صحابہ کی بھی گستاخی کی گئی، اپنے ٹی وی چینلز پر صحابہ کرام پر رکیک حملے کئے۔ برطانیہ کے علماء کرام ومشائخ عظام سخت پریشان تھے کہ کوئی سنی عالم یا پیر صاحب اہل تشیع کا منہ توڑ جواب دے، اُس وقت دو سنی عالم جو سید بھی تھے اور پیر بھی یعنی حضرت علامہ پیر سید محمد ظفر اللہ شاہ صاحب اور حضرت علامہ پیر سید حافظ محمد فاروق شاہ صاحب ہماری جماعت کے بہت بڑے مناظر حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ موسوی مشہدی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبلہ شاہ صاحب آپ تکبیر ٹی وی پر آکر اہل تشیع کا منہ بند کریں لیکن قبلہ عرفان شاہ صاحب نے یہ فرما کر معذرت کرلی کہ میں بہت مصروف ہوں۔ میرے پاس

وقت نہیں ہے۔

مگر دونوں شاہ صاحبان نے ہمت نہ ہاری اور انہوں نے علامہ محمد افضل سعیدی صاحب سے بریڈفورڈ میں بات کی، انہوں نے شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا کنیڈا کا فون نمبر لے کر پروفیسر صاحب سے رابطہ کیا اور تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا، شیخ الاسلام صاحب نے فرمایا کہ کوئی فکر والی بات نہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ شیخین کریمین کا دفاع میں کسی لالچ وطمع سے بالاتر ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ﷺ کی شفاعت کی اُمید میں کروں گا پھر دنیا نے دیکھا کہ پروفیسر صاحب نے شیخین کریمین پر اہل تشیع کو 48، اقساط یعنی 48 گھنٹوں پر مبنی تکبیر ٹی وی پر ایک سیریز ریکارڈ کر کے بھجوائی جس میں شیعوں کو منہ توڑ اور دندان شکن جواب دیا۔ باغِ فدک کے متعلقہ اعتراضات کے پرخچے اُڑا دیئے اور مسئلہ امامت شیعوں کی کتابوں سے ثابت کیا کہ ایک امام دوسرے امام کی امامت پر نہ صرف راضی نہ تھا بلکہ اپنی امامت ہی کو برحق سمجھتا تھا، وغیرہ

قبلہ پیر صاحب! آپ بھی اسی برطانیہ میں موجود تھے، آپ نے اس مسئلہ میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے یا کسی بھی عالم دین یا پیر صاحب نے شیعہ کا کیا جواب دیا؟؟؟ آپ تو صرف مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام بیچ کر نیازیں ہی کھاتے رہے منہ توڑ جواب شیخ الاسلام علامہ محمد طاہر القادری نے ہی دیا اور جب ڈاکٹر اسرار صاحب نے اپنے ایک درسِ قرآن کے دوران مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق یہ کہا کہ حضرت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے شراب پی کر نماز پڑھائی اور قرآن کی قراءت غلط پڑھی۔ اس وقت بھی پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہی تھے جنہوں نے 13 قسطوں میں ڈاکٹر اسرار کا ایسا ردّ کیا کہ جس کا جواب آج تک کوئی نہیں دے سکا۔ جامع مسجد گھمکول شریف برمنگھم میں کئی دن تک صحیح

بخاری اور صحیح مسلم کا درس دیا اور عقائد اہل سنت کے بخاری و مسلم سے ثبوت پیش کئے، پورے برطانیہ سے چیدہ چیدہ علمائے کرام بالعموم اور برمنگھم سے بڑی تعداد میں علماء نے شرکت کر کے بالخصوص علمائے کرام نے بخاری و مسلم کے نوٹس لئے (لکھے) اور پھر جب غیر مقلدین نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی تو بھی پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب نے ہی میدان میں آ کر وہابیوں کو امام اعظم کانفرنس مسجد گھمکول شریف برمنگھم میں دندان شکن جوابات دیئے۔

قبلہ پیر صاحب! پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب اس وقت تک تقریباً ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف کر چکے ہیں جن میں قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر، کتبِ احادیث، اُصولِ تفسیر، اُصولِ حدیث، فقہ، ادب، سیرت، الغرض ہر اس موضوع پر جس کی اُمت کو اور خصوصاً اہل سنت کو عقائد کے اعتبار سے ضرورت تھی، کتب تصنیف فرمائیں (لکھیں) دہشت گردی کے خلاف حالاتِ حاضرہ پر بھی بصورتِ فتویٰ ایک کتاب لکھی، جس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہو کر ملک کی کئی لائبریریوں کی زینت بن چکا ہے اور سلسلہ تصانیف کا یہ کام ابھی بھی جاری ہے۔ آپ نے تو ایک ہزار صفحہ بھی نہیں لکھا۔ لاکھوں پونڈ لے کر ایک چھوٹی سی کتاب لکھی جو تضادات کا مجموعہ ہے اور اہل سنت میں اختلاف کی سب سے بڑی وجہ بنی اور پروفیسر صاحب کی کیسٹیں ہزاروں کی تعداد میں انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے اُمت کو اور اہل سنت کو کیا دیا ہے، کیا خدمت کی ہے، صرف یہی ناں کہ اہل تشیع کی ترجمانی اور صحابہ کرام کی بے ادبی و گستاخی اور ہر وقت، ہر جگہ اپنی برتری اور سیادت کا چرچہ کیا، بھلا آپ کی سیادت کو کون چیلنج کر رہا ہے جو آپ اکثر و بیشتر مقامات پر اپنے آپ کو مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد ثابت کرتے رہتے ہیں گویا کہ

کوئی آپ کو اس اعزاز سے محروم کر رہا ہے جبکہ یہ سیادت والی عزت آپ سے کوئی نہیں چھین سکتا بشرطیکہ آپ خود ہی اس عزت کو ضائع کرنے کی کوشش سے باز آ جائیں۔ ہاں تو یہ ہیں پروفیسر صاحب جن کی امامت کا آپ ہمیں طعنہ دے رہے ہیں جو کام آج تک کوئی عالم یا پیر (آپ سمیت) یا گروپ نہیں کر سکا، وہ پروفیسر صاحب نے تنہا کر دیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں جو قابل فخر ہے، جن کے سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں پیروکار، مرید اور شاگرد موجود ہیں جو ایک اشارہ پر ہر میدان میں اُترنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے ڈربی والی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ میرے رسالے چھپے ہوئے ہیں تقریریں کمپیوٹر پر چڑھی ہوئی ہیں۔ بس یہ ہے آپ کا کل سرمایہ۔ گویا کہ آپ نے اپنا کرتہ مبارک اُٹھا کر صاف بتا دیا ہے کہ اے اُمتِ مسلمہ اور اے اہل سنت، پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی یہی کارکردگی ہے بلکہ آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ ہم کو شیخ الاسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا طعنہ دینے کا حق رکھتے ہیں اور یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں یا نہیں کہ "ہم نے ایک آدمی کو اپنا امام سمجھ لیا ہے پیر صاحب ہمیں چھوڑیں وہ لاکھوں مسلمانوں کے امام اور مقتداء ہیں۔"

قبلہ پیر صاحب! اُمید قوی ہے کہ اب آپ ہم فقیروں کو طعنہ دینے سے اجتناب برتیں گے اور سنبھل کر تقریریں کریں گے۔ رہی بات فتوؤں کی تو کون سی اہل سنت کی شخصیت ہے جس پر اہل زمانہ نے فتوے نہ لگائے ہوں مثلاً قائدِ اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، جو مفسر قرآن سیرت نگار محدث اور کتب کثیرہ کے مصنف ہزاروں علماء و مشائخ کے استاد اور لاکھوں مریدوں کے شیخ طریقت ہیں اور علامہ شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی، بریلی شریف والوں نے کچھوچھہ شریف والوں پر اور

کچھوچھہ شریف والوں نے بریلی شریف والوں پر فتوے لگائے ہوئے ہیں۔ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن جو کام پروفیسر صاحب نے اکیلے کر کے دکھایا ہے وہ آج کے دور کے کسی بڑے پیر خانہ یا بڑے دارالعلوم نے یا برطانیہ بھر کے علمائے کرام نے انفرادی طور پر ایسا کام اُمت مسلمہ کے لئے یا اہل سنت کے لئے مفید ہو اور مثالی ہو تو دکھائیں جو پروفیسر صاحب نے کیا ہے۔ یاد رہے کہ کوئی آدمی بھی خطا اور غلطی سے سوائے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے پاک نہیں ہے۔

قبلہ پیر صاحب! پہلے جو کچھ بھی آپ کی شان میں القابات، صفات لکھی گئی ہیں اُن پر فقیر معذرت خواہ ہے۔ اس لئے کہ وہ سب کچھ آپ کے نئے مریدِ خاص و ترجمان صاحب کے لئے الزامی جوابات تھے۔ اب چونکہ آپ خود میدان میں اُتر آئے ہیں، اس لئے فقیر اِن شاء اللہ تعالیٰ بہت محتاط ہو کر لکھے گا۔

پیر صاحب آپ نے ڈربی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اُن لوگوں کو جن کو اپنی مسجد میں اونچی بولنے کی بھی اجازت نہیں''، قبلہ پیر صاحب! ظاہری طور پر ڈربی میں فقیر کے سوا آپ کا نشانہ اور کون ہو سکتا ہے؟ حضرت صاحب، اس میں کوئی شک نہیں، کہ فقیر کا ڈربی میں مریدوں کا جتھہ نہیں اور نہ ہی کوئی برادری کی قوت ہے اور نہ ہی کوئی خاص حمایتی گروپ ہے جو فقیر کو آپ سے یا کسی اور قوت سے مشکل وقت میں کام آسکے، ہاں ایک طاقت قوت ایسی ضرور ہے، اگر وہ حمایت فرمادے تو پھر بڑی سے بڑی قوت بھی فقیر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ قوت صرف اور صرف اللہ ربّ العزت کی قوت ہے جو اس وقت تک فقیر کی مدد اور حفاظت فرما رہی ہے۔ فقیر ہر وقت اپنے مالکِ حقیقی کا شکر ادا کرتا ہے، اس بے سہارا کی حفاظت فقیر کا خالق حقیقی مالکِ دائمی فرما رہا ہے۔ البتہ جس قوم نے فقیر کو بطورِ امام و خطیب

کے پاکستان سے سپانسر کر کے بلایا تھا وہ جامع مسجد اہل سنت روز ہل سٹریٹ ڈربی کے نمازی تھے۔فقیر کے دکھ سکھ میں ہر وقت مددگار ہیں اور ہر طرح سے سپورٹ کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ فقیر 32 سال سے اپنی اسی قوم میں اپنی اوقات سے بڑھ کر عزت سے رہ رہا ہے۔یہ کوئی فخر یا غرور کی بات نہیں۔یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا احسانِ عظیم ہے اور بس اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فقیر اپنی نہیں (اللہ تعالیٰ کی) مسجد میں اونچی آواز سے بول سکتا ہے یا نہیں۔الحمدللہ! فقیر منبر پر بیٹھ کر ان لفظوں سے تقریر کرتا رہا ہے کہ فقیر کسی کو کمی نہیں سمجھتا لیکن اگر کوئی چودھری یا راجہ ہے تو ہوتا رہے۔فقیر بھی کسی سے کم نہیں۔فقیر بھی آپ سب کی طرح چودھری خاندان سے ہی تعلق رکھتا ہے،اس بات کے آپ بھی معترف ہیں، ہاں اکثر مشکلات جو آتی رہی ہیں،وہ بھی آپ ہی کی سنگت کی وجہ سے آتی رہی ہیں آپ بھی اس سے بخوبی آگاہ ہیں لیکن اس کے باوجود فقیر اپنے آپ کو پھنے خان نہیں سمجھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ذرہ،ناچیز سمجھتا ہے۔اسی کی مہربانی سے جی رہا ہوں۔ڈربی کے مسلمانوں نے جو عزت دی ہے اور خدمت کی ہے اس کی جزا فقیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور اب فقیر کا مرنا جینا بھی اسی قوم کے ساتھ ہے۔(ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن آپ اپنی پوزیشن کو دیکھ لیں کہ مرکزی جامع مسجد لی برج روڈ لندن سے آپ کو آپ کی جماعت سمیت کس طرح نکالا گیا اور آپ کئی سالوں سے دارالعلوم کے تہہ خانہ میں گزارہ کر رہے ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! فقیر ہر وقت توبہ استغفار کرتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فقیر پر کرم فرمایا ہوا ہے فقیر اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا یہ محض اُس بندہ نواز کی غریب نوازی ہے اور بس۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کی ڈربی والی تقریر کا پوسٹ مارٹم ہوتا رہے گا۔ان شاء اللہ

تعالیٰ، ہاں تو فقیر اس بات کا جواب لکھ چکا ہے کہ نہ صرف صحابہ پاک رضی اللہ عنہم بلکہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت پر اجماع ہو چکا ہے جو فقیر نے احادیثِ صحیحہ سے اور آپ کی تقاریر سے ثابت کر دیا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب کہ "روایت اپنی جگہ درست ہے، اصل بات تفہیم کی ہے" یہ سوال طارق مجاہد جہلمی صاحب نے فقیر پر کیا تھا۔ فقیر پہلے اس کی صرف صغیر پیش کرتا ہے تا کہ مسئلہ کھل کر سامنے آجائے۔

(ف.ہ.م). فهم الشيء بالكسر (فهماً) و (فهامة أي علمه وفلان (فهم) و (استفهمه) الشيء (فأفهمه) و (فهمه تفهيماً) و (تفهمه) الكلام فهمه شيئاً بعد شيء و (فهم) قبيلة. (مختار الصحاح ۲۴۴) (الفهم) تصور المعنى من لفظ المخاطب.

(التعریفات لسید شریف الجرجانی۔ ۱۷۱۔ باب الفا الفروق اللغویہ ص ۱۰۱)

مختصر یہ کہ فَهِمَ باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے ہے جس کا معنی ہے، کسی امر یا معنی کا جاننا سمجھنا جب اس کو بابِ تفعیل پر چڑھائیں تو (فَهَّمَ يُفَهِّمُ تَفْهِيمًا) پھر اس کا معنی سمجھانا ہے۔

طارق جہلمی صاحب! جہاں تک سمجھنے کی بات ہے تو وہ حدیثِ بخاری سے جمیع صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو سمجھ آچکی تھی اور کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں فرمایا رہی بات سمجھانے کی تو وہ بھی حدیثِ بخاری شریف نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں کو اچھی طرح سمجھا دی ہے اور ان دونوں ہستیوں نے بھی خوب سمجھ لیا تھا، اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ البتہ اصل بات تعمیل کی ہے کہ اس پر بعد میں آنے والوں نے عمل کس طرح کیا ہے۔ یہ بات

کس کو معلوم نہیں ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر قائم ہونی چاہئیے اور اس پر قائم رہ سکتی ہے لیکن اُمت نے اس پر پوری طرح عمل کب کیا ہے؟ یوں ہی سب کو معلوم ہے کہ پانچ وقت کی نماز ہر بالغ مرد و عورت پر فرض ہے لیکن اس پر عمل کتنے مسلمان کرتے ہیں، یوں ہی باقی فرائض کو بھی سمجھ لیں

اصل میں یہ سوال کہ بعد میں آنے والوں نے باغِ فدک کے سلسلہ میں مذکورہ روایت کے مطابق عمل کیا یا نہیں؟ اس میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک مروان (لعین) کو دے دیا تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو واپس کر دیا۔ یہاں اس امر کو واضح کیا جاتا ہے کہ باغِ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو دیا یا نہیں دیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام حقائق کی روشنی میں ثابت نہیں ہوتا جو تاریخی روایات سے ثابت کیا جاتا ہے، وہ احمد بن یحیی بن جابر بن الشہیر بلاذری المتوفی ۲۷۹ھ کے حوالہ سے اور اس کا ترجمہ معجم البلدان کے مصنف علامہ ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی بغدادی نے بھی کیا ہے۔

صاحبِ معجم البلدان حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

فلما ولی عمر بن عبدالعزیز خطب الناس وقصی قصة فدك و خلوصها لرسول الله صلی الله علیه و آله وسلم، وانه كان ینفق منها ویضع فضلها فی ابناء السبیل، و ذكر ان فاطمة سئلته ان یهبها لها فابی و قال: ماكان لك ان تسئلینی وما كان لی ان اعطیك، وكان یضع ما یأتیه منها فی ابناء السبیل، وانه علیه الصلوة والسلام لما قبض فعل ابوبكر و عمر و عثمان و علی مثله فلما ولی معاویه اقطعها مروان بن الحكم۔ الیٰ آخره۔ و انی اشهد كم انی رددتها علی ما كانت علیه فی ایام النبی صلی الله علیه وآله

وسلم وابی بکر و عمر وعثمان و علی فکان یأخذ مالها هو و من بعده فیخرجه فی ابناء السبیل۔

مفہوم: پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) والی بنائے گئے تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور باغِ فدک کا قصہ بیان کیا اور ساتھ یہ بھی کہ وہ فدک رسول اللہ ﷺ کے لئے ہی تھا اور آپ ﷺ اس میں سے خرچ کرتے اور جو باقی بچ جاتا اسے جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرتے اور خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ کہہ کر (فدک) مانگا کہ آپ ﷺ باغ فدک ہبہ فرما دیں۔ تو آپ علیہ السلام نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نہ ہی آپ کو مجھ سے مانگنے کا حق ہے اور نہ مجھے آپ کو دینے کا حق ہے اور جو کچھ اس کی آمدنی سے آتا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ فرماتے اور جب آپ ﷺ کا وصالِ مبارک ہو گیا تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہم بھی اُسی طرح خرچ کرتے جیسے آپ ﷺ خرچ کرتے تھے۔

پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی بنائے گئے تو ان کے زمانے میں مروان (لعین) بن حکم نے باغِ فدک پر قبضہ کر لیا اور اس نے وراثت بنا لیا۔ الیٰ آخرہ۔ اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں گواہ بناتا ہوں کہ باغِ فدک کو اسی طرح لوٹاتا ہوں جس طرح حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھا اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہ مال لیتے، اس کو اسی طرح ابناء السبیل کے لئے خرچ فرماتے۔"

فقیر نے عربی عبارت کا مفہوم عرض کر دیا ہے، یقیناً آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت عمر

بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ بات واضح فرمادی کہ باغِ فدک خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو ہر گز ہبہ نہیں کیا گیا۔قبلہ پیر صاحب! آپ ٹوک لگانے سے بعض نہیں آتے، ڈربی والی تقریر میں یہ تک کہہ دیا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دُرِّ منثور میں لکھا ہے کہ باغِ فدک خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا گیا تھا اور وہ خبر واحد ہے۔اس بات کی خبر فقیر بعد میں لے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(2) دوسری بات یہ واضح ہو گئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو باغِ فدک نہیں دیا بلکہ اس نے ازخود اس پر قبضہ کر لیا۔

(3) تیسری یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک اولادِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا بلکہ اس (باغِ فدک) کو دورِ رسالت اور خلفاء راشدین کے دور کے مطابق کر دیا۔

(4) چوتھی بات یہ ثابت ہو گئی کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی باغِ فدک میں ردو بدل نہیں کیا خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر گز ہر گز مروان (لعین) کو نہیں دیا آپ پر یہ جھوٹا الزام ہے۔ ہاں قبلہ پیر صاحب! یہ جھوٹا الزام آپ نے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگایا ہے، ملاحظہ فرمائیں، آپ کی ایک تقریر انٹرنیٹ پر موجود ہے جس میں آپ پہلے سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی توہین آمیز انداز میں کلاس لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

حضرت عثمان پر الزام: ''اُس (مروان) کو بیٹی بھی دی اور وہ باغِ فدک بھی، جو سیدہ خاتونِ جنت (سلام اللہ علیہا) کو نہ دیا گیا اُس (مروان) کو دیا گیا، خاتونِ جنت (سلام اللہ علیہا) کو نہ دیا گیا اس کی کوئی قانونی وجہ بھی ہو گی، اس (مروان) کو دینے کی کیا وجہ ہوئی ہو گی۔''

فقیر کے پاس یہ کلپ محفوظ ہے۔آپ کو جب بھی موقع ہاتھ آیا آپ نے ضرور شیعہ کی طرح کسی نہ کسی صحابی کی توہین کی ہے۔

قبلہ پیر صاحب! اب بتائیں کہ اس بات میں آپ کہاں تک سچے ہیں کہ ”میں نے کبھی بھی کسی صحابی کی توہین نہیں کی۔“ آپ تو ہیر پھیر کر کے باغِ فدک کا قصہ چھیڑ کر کبھی سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں، ظالم، غاصب ہونا ثابت کرتے ہیں اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹا الزام جڑ دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پہلے علمائے اہل سنت و مشائخ اہل سنت آپ کو شک کی نظر سے دیکھتے تھے، اب شک سے نہیں بلکہ یقین سے کہتے ہیں کہ آپ کھلے شیعہ رافضی ہیں کسی نہ کسی طریقہ سے باغِ فدک کا ذکر کر کے صحابہ کبار کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاوجہ مجھ پر علماء طعن کرتے ہیں، آج بھی وقت ہے، اپنی اصلاح کر لیں۔

علامہ بلاذری کے حوالہ سے فدک کی حقیقت:

اب علامہ بلاذری کی فتوح البلدان کے حوالہ سے مسئلہ باغِ فدک لکھا جاتا ہے۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے کہا، اُن سے جریر بن عبدالحمید نے اور ان سے مغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنی اُمیہ کو جمع کر کے کہا (اصل حدیث بعد میں لکھی جائے گی) باغِ فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمدنی، خورد و نوش کے اخراجات اور فقراء، بنی ہاشم کی ضروریات اور ان کی بیواؤں کی شادیوں پر خرچ فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس (فدک) کو اپنے نام ہبہ کرانا چاہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہی عمل جاری رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طریقہ کار پر عامل رہے۔ اب میں (حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ) تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اس (فدک) کو پھر اسی حالت پر قائم کرتا ہوں کہ جس

حالت پر پہلے تھا۔

علامہ بلاذری کی اس روایت سے وہی پہلی باتیں ثابت ہوتی ہیں جن کا ذکر پہلے تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔

(2) دوسری روایت : مجھ سے عمر الناقد نے کہا، ان سے حجاج بن ابی منیع الروصافی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابی درمان نے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفۃ بنے تو انہوں نے خطبہ دیا اور اس میں کہا، فدک ان زمینوں میں سے تھا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھیں کیونکہ مسلمانوں نے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (فدک) کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ مجھ سے مانگو اور نہ مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ تمہیں دوں۔ یہاں کی آمدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسافروں پر خرچ فرماتے تھے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے زمانے میں یہی عمل جاری رکھا لیکن جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی بنے تو انہوں نے فدک مروان بن الحکم کو جاگیر میں دے دیا۔ تم گواہ رہو کہ میں اس (فدک) کو پھر اسی پہلے والی حالت پر قائم کرتا ہوں۔

اس روایت میں بھی وہی پہلا مضمون بیان ہوا ہے۔ صرف اضافہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو دے دیا کا ہے۔

آپ علامہ حموی صاحب معجم البلدان کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ مروان (لعین) نے از خود فدک پر قبضہ کر لیا تھا نہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود مروان کو دیا۔

خلیفۃ مامون : آگے علامہ بلاذری عباسی خلیفۃ مامون رشید کے زمانے کا ذکر

کرتے ہیں جس کی تفصیل یوں ہے۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے متعلق تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کچھ لکھا ہے کہ وہ غالی شیعہ تھا۔ اس نے اپنے دور میں متعہ جائز قرار دے دیا تھا پھر بڑی مشکل سے اسے سمجھایا گیا کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ حرام کر دیا ہے۔ تب اس نے اپنا حکم واپس لے لیا اور پھر مسئلہ خلق قرآن میں بھی مامون الرشید نے علماء وفقہاء کرام کو کس قدر ظلم وستم کا نشانہ بنایا ۔ یہ سب تاریخ کا حصہ ہے اور اس نے عباسی شاہی خاندان کو سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس پہننے کا حکم دے دیا، سبز لباس جو اس دور کے اہل بیت اطہار کا شعار تھا اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دیا اور اپنا ولی عہد بھی قرار دیا (فقیر کو اس کا یہ عمل بہت محبوب ہے) یہ چیدہ چیدہ باتیں ہیں جو مامون الرشید کے متعلق تاریخ کا حصہ ہیں۔ علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قثم بن جعفر اس وقت مدینہ طیبہ میں اس کی طرف سے عامل تھا اس کو لکھا کہ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو واپس لوٹا دیا جائے اور یہ بھی اس نے لکھا کہ باغِ فدک وہ ہے جو کہ جو خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو پہلے سے دیا ہوا تھا یعنی ہبہ کیا ہوا تھا ۔اس بات سے اس کا شیعہ ہونا صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ہبہ والی بات محض افسانہ ہے۔ جو روایات پہلے لکھی جا چکی ہیں، اُن کی روشنی میں ہبہ والی بات بالکل غلط ہے۔ اس پر علیحدہ مضمون بھی لکھا جائے گا۔ (اِن شاء اللہ تعالیٰ) تاہم ہبہ والی بات کا بھی ساتھ ساتھ پوسٹ مارٹم ہوتا رہے گا۔

علامہ بلاذری تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے اپنے آزاد کردہ غلام مبارک الطبری کو حکم دیا کہ فدک اپنی اصلی حالت میں حدود کے ساتھ مع اُن تمام حقوق کے جو اُسے حاصل ہیں اور مع اُن (آباد کار) غلاموں اور آمدنیوں کے حضرت فاطمہ بنت رسول

اللہ ﷺ کے ورثا : محمد بن یحیی بن الحسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو دے دیا جائے کیونکہ امیر المؤمنین نے ان دونوں کو اہل فدک کے لئے قیامِ امور کا متولی بنا دیا ہے۔.....الیٰ آخرہٖ۔

یہ فرمان بدھ کے دن ذی قعدہ ۲۱۰ھ کی دو تاریخ کو لکھا گیا، لیکن جب (خلیفۃ جعفر) المتوکل علی اللہ رحمہ اللہ خلیفۃ بنا تو اُس نے فدک کا پھر وہی انتظام کر دیا جو مامون الرشید رحمہ اللہ سے پہلے تھا یعنی جو رسول اللہ ﷺ اور خلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا۔ یہاں پر علامہ بلاذری کی عبارت ختم ہوئی۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مامون نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کو واپس کر دیا۔ علامہ بلاذری کے ان الفاظ پر غور کریں کہ کیونکہ امیر المؤمنین نے ان دونوں کو اہل فدک کے لئے قیام اُمور کا متولی بنا دیا ہے۔

علامہ بلاذری کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں کو متولی بنایا نہ کہ مالک ووارث بنایا، یہ وہی کام ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما کو متولی بنا کر کیا تھا جو کہ حدیث بخاری کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے ہیں۔ وہ علماء کرام ومشائخ عظام جو اس غلط فہمی کا شکار ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ کہ ان دونوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بطور میراث نہیں بلکہ بطور تولیت سپرد کیا تھا۔ (یہی حدیث کی صحیح تفہیم ہے)

ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم: تحریر وترتیب: الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، جلد ہفتم صفحہ ۲۶۷ پر لکھتے ہیں:

''سب سے اہم معاملہ فدک کا تھا جو مدتوں سے خلفاء اور اہل بیت کے درمیان

متنازعہ فیہ چلا آتا تھا اور اب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھا اور اُسی پر اُن کی اور اُن کے اہل وعیال کی معاش کا دارومدار تھا۔ اس کے متعلق انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کی تحقیقات کر کے آلِ مروان سے کہا کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا جس کی آمدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اور بنی ہاشم کی ضروریات میں صرف فرماتے تھے۔ خود سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کو مانگا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اِسی پر عمل ہوتا رہا، آخر میں مروان نے اس (فدک) کو جاگیر بنالیا اور اب وراثتاً میرے قبضہ میں ہے لیکن جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نہیں دی، اس پر میرا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اس کو اسی حالت پر لوٹا تا ہوں۔

(بحوالہ ابوداؤد، کتاب الخراج والامارہ۔ وطبقات ابن سعد، تذکرہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ)

سیر الصحابہ کی اس روایت سے جو ابوداؤد شریف کے حوالے سے اور طبقات ابن سعد کے حوالہ سے ہے، اس نے بالکل صفائی کر دی ہے کہ جو روایت علامہ بلاذری نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو فدک دیا۔ اس بات کی تردید ہوگئی بلکہ مروان نے ازخود فدک پر قبضہ کرلیا اور اپنی وراثت میں شامل کر لیا تھا اور ساتھ ہی اس بات کی بھی تردید ہوگئی کہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو باغِ فدک ہبہ کر دیا گیا تھا۔

اہل تشیع کی طرف سے ثبوت:

ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ صفحہ ۵۴۳ اور علامہ ابن ابی الحدید اپنی کتاب

حدیدی شرح نہج البلاغہ جلد دوم جز شانز دہم صفحہ ۲۵۶ میں لکھتے ہیں:

کان ابوبکر یاخذ غلتها فیدفع الیهم منهامایکفیهم ویقسم الباقی وکان عمر کذالك ثم کان عثمان کذالك ثم کان علی کذلك فلما ولی الامیر معاویه بن ابی سفیان اقطع مروان بن الحکم ثلثها ....الی آخرہ

مفہوم: اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) فدک کی آمدنی لے کر اہل بیت رضی اللہ عنہم کو حسب ضرورت دیتے تھے اور بچا ہوا مال تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کرتے تھے پھر حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کرتے تھے پھر حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) بھی اسی طرح کرتے تھے پھر جب حکومت حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) کے قبضہ میں آ گئی تو مروان بن حکم نے ایک تہائی فدک اپنے قبضہ میں لے لیا... الی آخرہ

اہل تشیع کی اس روایت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر باغِ فدک کا انتظام وانصرام خلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم کے پاس ہی رہا اور اُسی طرح خرچ ہوتا رہا جس طرح دورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف ہوتا تھا۔ دوسری یہ بات کہ اہل تشیع اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک مروان (لعین) کو ہرگز نہیں دیا اور تیسرا یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مروان بن حکم کو فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا بلکہ اس ملعون نے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے از خود قبضہ کرلیا۔

و قد روی انه کان نقش خاتمة لا اله الا الله وحده لا شریك له و فی روایة آمنت بالله وفی روایة الوفاء عزیز وقد جمع رؤس الناس فخطبهم فقال : ان فدك کانت بید رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یضعها حیث اراه الله ثم ولیها ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کذالك قال الاصمعی وما ادری فی عثمان

(رضی اللہ عنہ) قال ثم ان مروان اقطعها فحصل لی منها نصیب و وهبنی الولید وسلیمان نصیبهما ولم یکن من مالی شیء اردو علی منها وقد رددتها فی بیت المال علی ما کانت علیه فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: فیئس الناس عند ذالك من المظالم ثم اخذا اموال جماعة من بنی امیه فردها الی بیت ۔ (البدایہ والنہایہ، لابن کثیر)

اسی سے ملتی جلتی عبارت علامہ جزری نے بھی اپنی تاریخ الکامل میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کے اندر لکھی ہے،

مفہوم: مروی ہے کہ (حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش لا الہ اللہ وحدہ لا شریك له اور ایک روایت میں آمنت باللہ لکھا ہے اور ایک میں الوفاء عزیز لکھا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ایک خطبہ دیا اور پھر کہا باغِ فدک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ اسے اسی طرح استعمال فرماتے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح استعمال فرماتے رہے۔

اصمعی (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فرمایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر مروان (لعین) نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اسی سے مجھے حصہ ملا، ولید اور سلیمان نے اپنے حصے مجھے ہبہ کر دیئے۔ اس کے سوا میرا کوئی مال نہ تھا اور میں نے اسے بیت المال میں اُسی طرح واپس کر دیا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھا پھر وہ اموال جو بنی اُمیہ نے ظلماً لوگوں سے لئے ہوئے تھے وہ بھی بیت المال میں واپس لوٹا دیئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں سے یہی ظاہر ہورہا ہے کہ باغِ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو نہیں دیا بلکہ اس نے خود فدک پر قبضہ کرلیا اور یہ بھی کہ فدک اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا بلکہ بیت المال میں

جمع کرا دیا اور یہ بھی کہ فدک خاتونِ جنت کو ہبہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ ہیں تاریخی حقائق جن کو کوئی صحیح العقیدہ سنی نہیں جھٹلا سکتا۔ ہاں اگر شیعہ (رافضی) ہو جائے تو جو چاہے کہہ سکتا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! جو تقریر آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگائی ہے وہ کہیں ثابت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آپ پر پاک و ہند اور برطانیہ کے علماء اور مفتیان کرام نے کفر کا فتوی لگایا ہوا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر بعد میں تفصیل سے لکھا جائے گا۔

اب آخری فیصلہ اہل سنت کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب صحیح بخاری شریف کی روشنی میں میں دیکھتے ہیں۔

ترجمہ : حضرت مالک بن اوس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مالِ فئے عطا فرمایا ہے، اُس میں سے اُن کی وراثت کا آٹھواں حصہ اُن کو دیا جائے تو میں اُن ازواج کو منع کرتی تھی، میں نے ان سے کہا، کیا آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتی نہیں ہیں کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا، ہم نے جو بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ اس سے مراد آپ کی اپنی ذات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، اس مال سے کھائے گی، پھر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ازواجِ مطہرات کے پاس گئے اور اُن کو بتایا جو میں نے اُن کو حدیث سنائی تھی پھر یہ صدقات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تصرف میں آ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن صدقات میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کچھ دینے سے منع کیا اور اُن پر غالب رہے پھر یہ اموال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے تصرف میں آئے پھر یہ اموال

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں آئے پھر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں اور پھر حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں رہے اور اور یہ اموال باری باری ان کے تصرف میں آتے رہے، پھر یہ مال حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہما کے پاس رہا اور یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برحق صدقہ تھا۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی)

اس حدیث سے جو مسائل ثابت ہوئے، وہ درج ذیل ہیں۔

1: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہوتا ہے۔ اُس سے نہ تو اولاد کو وراثت ملتی ہے اور نہ ہی بیویوں کو اور نہ چچاؤں کو وراثت ملتی ہے۔

2: یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ خلفائے ثلاثہ کے بعد مسلسل یہ اموال حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور ان کی اولاد (رضی اللہ عنہم) کے تصرف میں ہی رہے حتی کہ حضرت زید بن حضرت حسن رضی اللہ عنہما تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہی میں رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا ناخلف بیٹا یزید پلید لعین بھی اور اس کا بیٹا معاویہ ثانی چند ماہ حاکم رہا اور فدک کا تصرف صرف اور صرف اہل بیت کے تصرف ہی میں رہا اور جو تولیت حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو عطا فرمائی تھی، وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہی میں رہی۔ ثابت یہ ہوا کہ حضرت عثمان غنی یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے مروان (لعین) کو باغ فدک ہر گز نہیں دیا بلکہ اس لعین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں از خود ایک تہائی پر قبضہ کر لیا تھا اور جب وہ لعین مروان خود خلافت پر قابض ہوا تو اس نے فدک کو اپنی وراثت بنا لیا۔

قبلہ پیر صاحب! آپ اور آپ کے ترجمان کی پھیلائی ہوئی گمراہی کو فقیر نے احادیثِ صحیحہ اور تاریخی روایات کی تحقیقات کے ذریعہ جملہ علمائے کرام و مشائخ عظام اہل

سنت اور صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے سامنے ننگا کر دیا ہے۔ اب بھی پیر صاحب آپ کے لئے اور سادہ لوح علماء و مشائخ کے لئے جنہوں نے آپ کی علمی وجاہت پر آپ کے صحیح العقیدہ سنی ہونے پر اعتماد کیا ہوا ہے، سیدھا اور صاف راستہ وہی ہے جو رئیس المجدد دین حضورِ اعلیٰ تاجدارِ گولڑا شریف پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لیں اور جملہ علماء و مشائخ سے معافی مانگ لیں۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کے تضادات پر بھی فقیر روشنی ضرور ڈالے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور ساتھ ہی آپ تک یہ بات بھی پہنچانا چاہتا ہے کہ آپ اپنی وہ تقریر جس پر حضرت علامہ مفتی حافظ محمد اسلم بندیالوی صاحب اور حضرت علامہ مفتی انصر القادری صاحب اور دیگر علماء و مفتیانِ برطانیہ نے فتوے کی شکل میں آپ کو بذریعہ پوسٹ اور بذریعہ انٹرنیٹ وضاحتی خط بھیجا ہوا ہے۔ اس کا جواب بھی جلد دیں۔

3: قبلہ پیر صاحب! آپ اور آپ کے دونوں ترجمانوں نے جو تقریر (قابل اعتراض انتہائی بے ادبی پر مبنی) انٹرنیٹ پر جاری کی اور تحریری صورت میں پھیلائی ہے اور اعتراض کرنے والے علمائے کرام و مشائخ عظام اور صحیح العقیدہ سنی عوام کو یہ جواب دیا ہے کہ یہ ساری تقریر خصوصاً یہ الفاظ "کیا خلافت، کیا ولایت اور کیا مسلمانیت ہے؟" یہ تقریر اور اس میں بولے گئے گستاخانہ الفاظ آپ کے نہیں بلکہ یہ ساری تقریر اور انتہائی بے ادبی والے الفاظ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) کے ہیں۔ آپ صرف ناقل ہیں۔ مہربانی کر کے اس کا مستند حوالہ پیش کریں۔ ورنہ قرآن و سنت کی روشنی میں اس پر فتویٰ جاری کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) جبکہ چار ماہ گزر گئے ہیں، لیکن ابھی تک آپ مذکورہ بالا الفاظ کا حوالہ

پیش نہیں کر سکے۔اب آپ کو ایک اور ہفتہ کا ٹائم دیا جاتا ہے۔اگر آپ نے ایک ہفتہ تک حوالہ پیش کر دیا تو آپ اس الزام سے بری سمجھے جائیں گے ورنہ ان الفاظ کی ذمہ داری آپ کی گردن پر ہوگی

نوٹ: آئندہ آپ کے شجرہ طریقت پر لکھا جائے گا نہ کہ آپ کے شجرہ نسب پر۔ اور آپ کے شیخ طریقت کا بھی پتہ لگایا جائے گا کہ کس نے آپ کو بیعت کی اجازت دی۔

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ ،

پیر صاحب فقیر کی جو اچھی باتیں ہیں، وہ قبول کر لیں اور جو اچھی نہ لگیں انہیں چھوڑ دیں۔فقیر نے پوری کوشش کی ہے کہ آپ تک اچھی بات ہی پہنچائی جائے۔

فقیر نے پوری کوشش کی ہے کہ آپ کے ترجمان کی طرح آپ کی شان میں کوئی گھٹیا لفظ استعمال نہ کیا جائے پھر بھی اگر کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو فقیر دل سے معذرت خواہ ہے

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری۔ڈربی

رات بارہ بجکر بیس منٹ پر 16/01/2016

مقالہ نمبر: 7

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

محترم ومکرم قبلہ پیر سید عبد القادر شاہ جیلانی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبلہ پیر صاحب! 16/01/16 کو لکھا ہوا میرا مضمون یقیناً آپ تک پہنچ چکا ہے اس لئے کہ آپ کے دامادِ محترم سید مظہر حسین شاہ صاحب اور آپ کے خادمِ خاص محترم انعام قادری صاحب کے فون پر بھیجا جا چکا ہے جس میں فقیر نے آپ کے طعنوں کا جواب دیا ہے اور اصل مسائل لکھے ہیں۔

ا: روایت اپنی جگہ درست ہے لیکن اصل بات تفہیم کی ہے۔

۲: باغِ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو اپنے دورِ حکومت میں دے دیا تھا جس کو بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کو واپس کر دیا۔ ان دونوں سوالوں کا جواب الحمد للہ فقیر پوری وضاحت کے ساتھ لکھ چکا ہے۔ آپ نے پڑھ بھی لیا ہوگا اور آپ کے اُس بیان پر، جس میں آپ نے خلیفۃ اوّل بلا فصل افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بڑی بے رحمی اور دیدہ دلیری کے ساتھ حملہ کیا ہے اور اہلِ تشیع کے مسلک کی حمایت فرمائی ہے۔ اس پر برطانیہ بھر کے علمائے کرام اور مفتیانِ اسلام نے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے، اس کی تصدیق کرنی تھی اور ساتھ ہی آپ کے شجرۂ طریقت پر کہ آپ نے کس بزرگ کے فرمانے پر بیعت کا سلسلہ شروع کیا، لیکن کچھ احباب نے یہ مشورہ دیا ہے کہ اس بات سے صرفِ نظر کریں اگرچہ پوری تفصیلات

ثقہ راویوں کے ذریعہ فقیر کے پاس محفوظ ہیں کہ آپ کے نانک داد ک سلسلہ نوشاہیہ قادریہ میں مرید تھے مگر آپ نے خود دربارِ عالیہ ڈھانگری شریف سے فیض حاصل کیا اور آپ کا شجرہ طریقت محدثِ ہزاروی حویلیاں والی سرکار سے ملتا ہے لیکن آپ اپنے مریدوں کو وہ شجرۂ طریقت پڑھنے کے لئے نہیں دیتے۔

پیر صاحب کا دعویٰ:

اب آپ کی وہ تقریر جس میں آپ نے بڑے طمطراق سے فرمایا ہے کہ وہ لوگ میرے پاس پڑھنے کے لئے آجائیں اور بیس برس تک پڑھتے رہیں تو پھر بھی میرے علم کا بیسواں حصہ بھی حاصل نہ کرسکیں گے، مفتی لکھنے سے مفتی نہیں ہو جاتا۔

قبلہ پیر صاحب! سب سے پہلے آپ کے مذکورہ بالا فرمان پر کچھ گزارشات عرض کرنی ہیں۔ بعدازاں آپ کے بار بار باغِ فدک کے ہبہ کرنے کے دعویٰ کے بارے تحقیقی مضمون لکھنا ہے اور فتویٰ کی تصدیق کو مؤخر کیا جاتا ہے اس لئے کہ آپ کو سوچنے سمجھنے اور توبہ کرنے کا موقع دینا ہے۔ قبلہ پیر صاحب! جہاں تک آپ سے پڑھنے کا تعلق ہے، معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ جن علمائے کرام یا مشائخ عظام نے (بدقسمتی) سے آپ سے کچھ پڑھا، آج وہ آپ کو آپ کے بدعقیدہ ہو جانے کی وجہ سے چھوڑ چکے ہیں، اس بات کا آپ کو بھی علم ہے اور برطانیہ و پاکستان میں رہنے والے بھی خوب جانتے ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! جب آپ نے ان علمائے کرام کو پڑھایا تھا اُس وقت آپ صحیح العقیدہ سنی تھے۔ پھر آہستہ آہستہ آپ نے اپنا اصل عقیدہ (شیعوں والا) ظاہر کرنا شروع کیا تو وہ بھی آپ سے دور ہوتے گئے، آج آپ بلاشبہ تنہا ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ڈربی مفتی گر شہر ہے، دو مفتیوں کو تو میں نے مفتی بنایا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ بتا سکتے ہیں کہ بقول آپ کے جن دو کو آپ نے مفتی بنایا ہے کیا وہ جاہل مطلق تھے۔ اگر وہ جاہل تھے تو جو شخص اپنے علم کا اتنا بڑا دعویٰ کرتا ہے، اس کی علمی اپروچ یہ ہے کہ وہ جاہلوں کو مفتی کا سرٹیفکیٹ دیتا پھرتا ہے۔ پھر اپنے دارالعلوم لندن میں اُنہی مفتیوں سے اپنے مریدوں اور مریدنیوں کے نکاح طلاق کے شرعی فیصلے بھی کراتا ہے اور ان فیصلوں کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! سنی حنفی شرعی کونسل پہلے سے برطانیہ کے اندر شرعی مسائل کا حل پیش کررہی تھی اور آپ کے علم میں یہ امر موجود تھا، یہ تو مفکر اہل سنت حضرت علامہ احمد نثار بیگ قادری صاحب کا ایسا عمل تھا کہ جس سے آپ کی عزت وعظمت اور بڑھائی کو ظاہر کرنا اور یہ بتانا تھا کہ اس عظیم جماعت کے آپ مرکزی رہنما ہیں۔ محض اس شو بازی کے لئے مفتیوں کے ایوارڈ کا عمل دہرایا گیا تھا تا کہ آپ کی عزت اور عظمت ظاہر ہو ورنہ سنی حنفی شرعی کونسل کے پلیٹ فارم سے کام تو ہو رہا تھا لیکن آپ نے اس شخصیت کے ساتھ جس نے زندگی بھر آپ کی عزت وعظمت کا جھنڈا لہرانے کا ذِمہ لیا تھا اور آپ کو مفکر اسلام بنایا اور پھر پوری دنیا سے منوایا اس کے ساتھ محقق اسلام، مفتی اعظم برطانیہ، فخر سادات علامہ پیر سید زاہد حسین شاہ رضوی کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اور ان کی ہرزہ سرائی کی ہے، جس جس پیر صاحب اور عالم صاحب نے وہ ویڈیو دیکھی اور سنی ہے، اس نے آپ ہی کو لعن طعن کی ہے۔ کیا اتنا بڑا شخص اتنا نیچے بھی اُتر سکتا ہے؟ جن کو آپ نے مفتی اعظم بنایا اور کہا ہے، آپ خود ان کی برتری کو مجمع عام میں بیان فرمایا کرتے تھے، وہ ہیں محقق اسلام مفتیٔ برطانیہ حضرت علامہ پیر سید زاہد حسین شاہ رضوی صاحب۔ بقول آپ کے جن کے برابر کا پورے یورپ میں کوئی دوسرا عالم نہیں ہے۔

رہی بات فقیر کی تو عرضِ خدمت ہے کہ اوّل تو فقیر کو اپنے علمی رُعب و دبدبہ کا ہرگز دعویٰ نہیں، فقیر تو آج بھی اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھتا ہے لیکن آپ خود فقیر کے متعلق جو کچھ ازراہِ شفقت فرماتے رہے ہیں، وہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ یہ بالکل سچ ہے اور حق ہے کہ فقیر کو اپنے علم پر فخر یا ناز نہیں ہے البتہ آج سے تقریباً 40/45 سال پہلے فقیر نے مروّجہ درسِ نظامی پڑھا ضرور تھا، کاش کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ پڑھایا بھی ہوتا تو آج صورتِ حال بہتر ہوتی۔ فقیر سیالکوٹ سے فقط صرف گھوٹوی پڑھنے کے لئے دار العلوم قطبیہ رضویہ چک جوتیاں والا ضلع جھنگ میں صدر المرسلین حضرت علامہ پیر مفتی حافظ عبدالرشید رضوی جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تھا۔ صرف گھوٹوی پڑھنے کے بعد نحو بھی وہیں پر پڑھی اور فارسی حضرت یوسف (علیہ السلام) وزلیخا تک پڑھی۔

اُس دوران جامعہ قطبیہ رضویہ سے چند سینئر طلباء جامعہ اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی میں چلے گئے، انہوں نے بعد میں فقیر کو بھی بہاولپور بلا لیا۔ یونیورسٹی میں اس وقت داخلہ بند ہو چکا تھا۔ قبلہ غزالی دوراں حضور کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب، قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے خادم خاص اور فقیر کے جامعہ قطبیہ رضویہ میں ہم درس ساتھیوں میں سے تھے، نے قبلہ کاظمی صاحب سے عرض کیا۔ آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے علامہ حسن دین ہاشمی صاحب غالباً آجکل امریکہ میں ہوتے ہیں، ان کو اور ان کے ساتھ ایک دیوبندی عالم علامہ نعمانی صاحب کو ممتحن بنا کر فقیر کا امتحان لیا، مزے کی بات یہ ہے کہ نعمانی صاحب فقیر پر سخت سے سخت سوال کرتے اور حضرت ہاشمی صاحب آسان۔ یوں فقیر کو اس امتحان میں کامیابی حاصل ہوئی اور دونوں حضرات نے متفقہ طور پر فقیر کو پاس کر دیا اور یہ بھی کہا کہ جامعہ میں ایسے ہی طلباء ہونے چاہئیں اس طرح جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھائی شروع ہو گئی۔

لطیفہ:

جامعہ اسلامیہ میں جو پروفیسر صاحب کلاس انچارج تھے، وہ فقیر کو کلاس میں چھوڑ کر واپس چلے گئے، اس کلاس کو (سابقہ شیخ الجامعہ حضرت علامہ گھوٹوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے قابل فخر صاحبزادہ حضرت علامہ عبدالحی صاحب پڑھاتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد استاذ صاحب نے فقیر کو دیکھا اور فرمایا: ''اوئے توں کون ایں، کیتھوں آیاں ایں'' ٹھیٹھ پنجابی میں فقیر نے جواباً عرض کیا: ''حضور سیالکوٹوں آیا واں''۔ فرمایا: ''توں کتھے پڑھدا رِیہا ایں،'' عرض کی:

''حضور جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ وچ''۔ فرمایا، نکل جا میری کلاس وچوں، فقیر اُٹھ کر کلاس روم سے باہر آ گیا۔

فقیر نے پروفیسر صاحب سے صورتِ حال عرض کی، کہنے لگے کوئی بات نہیں، کل دوبارہ کلاس میں چھوڑ آؤں گا۔ پروفیسر صاحب دوسرے دن پھر کلاس میں چھوڑ آئے لیکن حضرت صاحب نے پہلے کی طرح کلاس سے پھر نکال دیا۔ تیسرے دن پروفیسر صاحب نے ذرا سختی کے ساتھ کہا، حضرت صاحب آپ کیا کرتے ہیں، یہ یونیورسٹی کا سٹوڈینٹ ہے۔ تو فرمانے لگے: ''اچھا اوتھے بیہ جا''، سب سے آخری لائن میں جو کرسیاں تھیں وہاں بیٹھنے کا حکم دیا۔ استاذ صاحب کے سامنے یعنی فرنٹ لائن میں جو طلباء بیٹھے ہوتے، ان میں سے کوئی ایک شرح جامی کی عبارت پڑھتا اور استاذ صاحب اس پر بڑی مدلل تقریر فرماتے۔ اس طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔

ایک دن استاذ صاحب نے سامنے بیٹھے ہوئے ایک طالب علم سے فرمایا'' عبارت پڑھو، اس نے عبارت پڑھی، لیکن استاد صاحب مطمئن نہ ہوئے، آپ نے دوسرے

طالب علم کو پڑھنے کو کہا، اس نے عبارت پڑھی، استاد صاحب پھر بھی مطمئن نہ ہوئے حتی کہ یہ سلسلہ چلتے چلتے فقیر تک پہنچ گیا، فقیر نے عبارت پڑھی تو استاذ صاحب فرمانے لگے (پہلے کی طرح) اوئے توں کتھوں آئیاں ایں۔ فقیر نے عرض کی، سیالکوٹ سے، فرمایا، کتھے پڑھدا رہیا ایں، عرض کی جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ میں، فرمایا "اچھا تو پھر اُگے آجا"، آپ نے شفقت سے اپنے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

انہی دنوں فقیر کی حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد اشرف صاحب قادری نیک آباد (مراڑیاں شریف) گجرات سے ملاقات ہوئی۔ مفتی صاحب ان دنوں ایک سپیشل کلاس پڑھتے تھے اور غالباً وہ فارغ التحصیل علمائے کرام کے لئے خصوصی کورس تھا، جسے آپ پڑھتے تھے۔ آجکل قبلہ مفتی صاحب اپنے دارالعلوم گجرات میں صدرالمدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں لیکن فقیر سخت گرمی اور یونیورسٹی کے ہوسٹل سے کافی دور ہونے کی وجہ سے سخت بیمار پڑ گیا، جس کی وجہ سے واپس سیالکوٹ آ گیا۔ چھ سات ماہ اپنے گاؤں میں رہا۔ جب فقیر جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ میں تھا، اس وقت فقیر کے کلاس فیلو حضرت قبلہ صاحبزادہ فضل احمد غازی صاحب مرحوم جگر گوشہ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فیصل آباد، علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب، علامہ قاری حافظ غلام یاسین رضوی، حال نیو جرسی امریکہ وغیرہ تھے۔

بعد ازاں فقیر نے درسِ نظامی کی تکمیل مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ میں شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی پیر حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہٗ کی مکمل شفقت و سرپرستی میں کی۔ وہیں پر فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا اور تنظیم المدارس کا تخصص کا امتحان بھی پاس کیا۔ اس وقت فقیر کے ہم درس استاذ

العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ والا جاہ محمد حبیب الرحمن محبوبی سجادہ نشین ڈھانگری شریف حال مقیم بریڈ فورڈ برطانیہ، پاکستان کے نامور، پنجابی اردو کے زبردست خطیب صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل صاحب، مناظر اسلام حضرت علامہ محمد ضیاء اللہ قادری مرحوم کئی کتابوں کے مصنف اور دیگر جلیل القدر علمائے کرام و پیرانِ عظام بھی ہم درس تھے۔

فقیر کو یہ سب تفصیلات مجبوراً لکھنا پڑیں، اس لئے کہ قبلہ پیر صاحب! آپ نے ڈربی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ لوگ مجھ سے بیس سال تک پڑھتے رہیں تو بھی میرے علم کا بیسواں حصہ بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔ پیر صاحب جھگڑا علم کا نہیں ہے بلکہ جھگڑا آپ کے بدلتے ہوئے عقائد سے ہے۔ رہی علم کی بات تو علم تو مرزا قادیانی کے پاس بھی بہت تھا۔ خوارج اور معتزلہ اور روافض میں بھی بڑے بڑے نامور علماء ہوئے ہیں لیکن جس طرح آپ اپنے علم پر تکبر و غرور کرتے ہیں، یہ صرف آپ ہی کا خاصہ ہے۔ بہر حال پیر صاحب یاد رکھیں! مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . او کما قال علیہ السلام

کفر و غرور کرنا ابلیس لعین کا خصوصی وصف ہے۔ آپ کو اس سے ہر حال میں بچنا چاہئے۔

الحمد للہ! فقیر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ جس نے آپ کی شاگردی سے بچائے رکھا بھلا کیا فائدہ ہے ایسے استاد سے پڑھنے کا کہ طالب علم بیس سال تک پڑھتا بھی رہے اور پھر بھی کچھ حاصل نہ کر پائے۔ الحمد للہ! فقیر نے جن اساتذہ کا ذکر کیا ہے اور جن سے اکتساب فیض کرنے کا موقع ملا ہے، قبلہ پیر صاحب، وہ آپ سے بہت سینئر بزرگ ہیں۔ یہ اساتذہ حافظ الحدیث اور کتبِ درسیات کے بھی حافظ اور ماہر تھے۔ آپ خود بھی گواہ ہیں کہ محدث سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ یونیورسٹی کے پروفیسر کو مسئلہ استویٰ علی العرش پر کس

طرح لاجواب کر دیا تھا۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کو یاد ہوگا کہ جب برمنگھم میں عالمی تاجدارِ ختم نبوۃ کانفرنس ہوا کرتی تھی تو آپ خود فقیر کو اپنے پاس بلاتے اور فرماتے کہ میں عبارت پڑھنے لگا ہوں تم سنتے جاؤ کہ کیا میں صحیح پڑھ رہا ہوں یا نہیں؟ یہ وہی کتاب ہے جس کا میں نے حوالہ پیش کیا ہے وغیرہ۔ فقیر کو تو اس وقت بھی آپ کی علمی وجاہت کا اعتراف تھا اور آج بھی اقرار ہے لیکن آپ بھی ذرہ سوچیں اور سمجھیں کہ جن کو کل تک آپ عالم سمجھ کر عبارت سنانے کا رعب جماتے تھے آج وہ اچانک جاہل کیسے ہو گئے؟

پرانی سنگت کا اعتراض:

یہاں ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فقیر کو دو باتیں پرانی سنگت والے دوستوں نے کہی ہیں۔ نمبر ایک یہ کہ جس عبارت پر تم کو آج اعتراض ہے، یہ وہی تقریر ہے جس میں تم بھی موجود تھے۔ فقیر نے ان صاحب کو جواب دیا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر قبلہ پیر صاحب کی اکثر و بیشتر تقاریر کے موقع پر موجود ہوتا تھا لیکن سچ یہ ہے کہ اس وقت فقیر پیر صاحب کی زلفِ زنجیر کا اسیر تھا اور اس حدیث کا مصداق تھا۔

حدیث کا مفہوم : آدمی محبوب کا عیب دیکھنے سے اندھا اور عیب سننے سے بہرہ ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں بیان کو سحر بھی فرمایا گیا ہے۔ اس وقت ہم سب قبلہ پیر صاحب کے مرقع مسجع اور درسیات کے نکات استعمال کرنے کی وجہ سے سحر میں جکڑے ہوئے تھے، کم از کم فقیر تو اس کا ضرور شکار تھا۔ البتہ دھیمے دھیمے انداز میں علامہ فراشوی صاحب اور ایک بہت بڑی علمی شخصیت بھی فقیر کو جگانے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن

فقیر پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اپنے بیگانے کہتے تھے کہ قبلہ پیر صاحب سے دور ہو جاؤ لیکن آنکھیں اس وقت کھلیں جب پیر صاحب نے خود اندھی کالی سیاہ تلوار سے اپنی ہی سنگت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر ان تقاریر پر خالی ذہن ہو کر غور کیا اور بار بار پڑھا اور ویڈیو ریکارڈنگز سنیں تو یہ راز کھلا، کہ آپ سنی بن کر شیعہ والے عقائد کی باتیں خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے سننے والے قبول کر لیتے، انہی مغالطوں پر فقیر مسلسل لکھ رہا ہے

(2) اس دوست نے دوسری بات یہ کہی کہ تم نے لندن کے ایک جلسہ میں اپنی تقریر کے دوران ایک حدیث کے اعراب غلط پڑھے تھے، تو ایک مولانا صاحب نے تصحیح کی تھی، محترم دوست پہلی بات یہ ہے کہ فقیر نے کبھی بھی اپنے علم پر نہ تو غرور کیا ہے اور نہ ہی بڑے عالم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اِس وقت بھی یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ فقیر تو محض طالب علم ہے اور اِن شاء اللہ تعالیٰ طالب علم ہی رہے گا۔ رہی یہ بات کہ دورانِ تقریر فقیر نے اعراب کی غلطی کی تھی تو عرضِ خدمت ہے کہ فقیر تو اپنے آپ کو لاشئ سمجھتا ہے لیکن فقیر اگر آپ کے حضرت صاحب کی غلطیاں گننے اور نکالنے لگ گیا تو پیارے دوست آپ کے حضرت صاحب بچ نہیں سکیں گے وہ بھی شرمسار ہوں گے بلکہ آپ ان سے بھی زیادہ شرمسار ہوں گے۔

پردہ رہنے دو، پردہ میں خیر ہے۔

فقیر نے جن نامور اساتذہ کرام سے فیض حاصل کیا ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ 40/45 سال پہلے جو کچھ درسِ نظامی میں پڑھا تھا (کاش کہ پڑھایا بھی ہوتا) آج بھی اس کی برکت سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ کسی بھی تفسیر، حدیث یا فقہ کی کتاب سے کوئی مسئلہ سمجھنا ہو تو کوشش کر کے مطلب تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر پھر بھی پوری طرح مسئلہ حل نہ ہو

سکے تو اپنے بڑے علمائے کرام سے پوچھنے اور مشورہ کرنے میں ذرہ بھر بھی عار نہیں سمجھتا۔

قبلہ پیر صاحب! یہ ضروری گزارشات آپ سے بھی اور دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام کی خدمت میں بھی اس لئے پیش کی ہیں کہ الحمد للہ! فقیر نے درسِ نظامی پڑھا ہوا ہے تاکہ کوئی چیز پوشیدہ نہ رہ جائے۔ فقیر مضمون کے طویل ہو جانے پر معذرت کا طلبگار ہے۔ آئندہ آپ کا پیدا کردہ اور بار بار اسی کو بیان کرنا یعنی وراثت اور ہبہ کا مسئلہ بیان کیا جائے گا۔ وراثت پر تو فقیر بہت کچھ لکھ چکا ہے، جو آپ نے یقیناً پڑھ لیا ہوگا۔ اب صرف ہبہ پر تفصیل سے لکھا جائے گا اور پھر آخر میں اگر قبلہ پیر صاحب نے اپنے اس بیان سے، جس میں خلیفۂ اوّل بلافصل، افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھلی بے ادبی اور سخت توہین کی بلکہ جس سے اُن کے ایمان و اسلام کا انکار پایا جاتا ہے، سے رجوع نہ کیا اور علانیہ توبہ نہ کی تو فتویٰ مرتب کیا جائے گا۔ (اِن شاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ: ایک پرانے دوست اور مہربان کے ساتھ فقیر کا اس بات پر فیصلہ ہوا ہے کہ دو ہفتہ تک فقیر فتویٰ مرتب نہیں کرے گا کہ ممکن ہے قبلہ پیر صاحب اپنے بیان سے باقاعدہ طور پر رجوع فرمالیں اور معاملہ صاف ہو جائے اور قبلہ پیر صاحب ہر طرح سے بری ہو جائیں اور پہلے کی طرح قبلہ پیر صاحب کی عزت و احترام قائم ہو جائے۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری ڈربی

21/02/16

مقالہ نمبر: 8

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یاد دِہانی :

فقیر نے 27 فروری کو جو خط قبلہ پیر صاحب اور دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام اور دیگر قارئین کرام کو لکھا تھا وہ جب منظر عام پر آیا تو اکثریت نے اس کو سراہا۔ بہر حال اُسی دن یعنی 27 فروری کو ہی برمنگھم میں برٹش مسلم فورم کا مشاورتی بورڈ کا اجلاس بھی تھا، وہاں کھانے کی میز پر فقیر کی ملاقات حضرت علامہ حافظ محمد فاروق چشتی صاحب اور علامہ قاری واجد حسین چشتی صاحب سے ہوئی، ان دونوں حضرات نے خط کی پہلے تحسین فرمائی (پھر فرمایا) ''تاہم آپ کے الفاظ ذرہ سخت ہیں،، اور پھر ساتھ ہی دو باتیں بھی فرمائیں، نمبر ایک یہ کہ اب آپ قبلہ پیر صاحب کے متعلق دوسری قسط نہ لکھیں اور دوسرا یہ کہ طارق مجاہد جہلمی صاحب کے کسی خط کا جواب بھی نہیں لکھنا۔ ہم قبلہ پیر صاحب سے اور طارق مجاہد جہلمی صاحب سے خود بات کرلیں گے۔

فقیر نے اِن دوستوں کی بات کو قبول کرلیا اور یہ وعدہ کیا کہ دوسری قسط میں قبلہ پیر صاحب کی ذاتی زندگی اور تعلیمی و روحانی سلسلہ (شجرہ طریقت) پر جو لکھنا تھا وہ نہیں لکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، البتہ جو مسئلہ فدک چل رہا ہے اور فقیر اس پر بہت کچھ لکھ چکا ہے، علمائے کرام و مشائخ عظام و سنجیدہ قارئین کرام نے زور دیا ہے کہ اس مسئلہ کو ضرور مکمل کیا جائے۔ اب فقیر، قبلہ پیر صاحب کی ذاتی زندگی کے متعلق نہیں لکھے گا اور طارق مجاہد جہلمی

صاحب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور بس۔

قبلہ پیر صاحب سے فقیر معذرت خواہ ہے کہ ان کو فقیر کی پچھلی تحریر سے دکھ پہنچا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین سے نہ صرف پوری امتِ مسلمہ کو بلکہ حضور پرنور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو سب سے زیادہ یقیناً دکھ پہنچا ہوگا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وہ ذات پاک ہے، جن کے متعلق محسن کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

حدیث: ''جس کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے، میں نے اس کا بدلہ ادا کر دیا ہے لیکن ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) وہ شخصیت ہیں کہ جن کے احسانات کا بدلہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔'' (مفہوم)

ایسی ذات کی توہین کسی شکل میں بھی قابل قبول نہیں ہے۔ فقیر کو مذکورہ دونوں دوستوں نے 28 فروری کو لندن سے فون کر کے اس بات کا بھی پابند کیا تھا کہ ہم قبلہ پیر صاحب سے ملاقات کر کے مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کریں گے۔ آپ ابھی تک مسئلہ فدک اور ہبہ پر جو تازہ مضمون لکھ چکے ہیں، اُسے مؤخر کر دیں، فقیر نے یہ بھی مان لیا لیکن آج کئی دن گزر چکے ہیں، ابھی تک ان حضرات نے فقیر کو کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ اور ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ لندن میں ایک میٹنگ 28 فروری کو ہوئی، جس میں قبلہ پیر صاحب نے اپنے خصوصی احباب یا اپنے صاحبزادوں کو (غالباً جن کو وہ اپنی جائداد سے عاق کر چکے ہیں) بلا کر فقیر کا خط دکھایا ہے لیکن ابھی تک میرے ان دوستوں نے مجھے نہیں بتایا کہ مسئلہ سلجھانے میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں، بہر حال فقیر ان کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہے۔

جہاں تک فقیر کے خط سے پیر صاحب، ان کے صاحبزادوں اور ان کے دوستوں کو جو آج

دکھ پہنچا ہے، فقیر کے بیٹے بیٹیوں کو یہ دکھ اور عذاب تو کئی مہینوں سے طارق جہلمی صاحب کی گالیوں اور جھوٹے الزامات سے مسلسل پہنچ رہا ہے۔ کاش کہ قبلہ پیر صاحب آج کی طرح میٹنگ بلانے سے پہلے طارق جہلمی صاحب کو صرف اِتنا فرمادیتے کہ میری وجہ سے تم گالی گلوچ کا سلسلہ بند کردو۔ یقینی طور پر طارق جہلمی صاحب اس بات سے ضرور رُک جاتے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

فقیر آئندہ حضرت امام حسن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خطبہ یا ہدایت نامہ لکھ دے گا جس میں امام صاحب نے اہل بیت اطہار کی عظمت وشان کو بیان فرمایا ہے اور ان کی ذمہ داریوں کا بھی احساس دلایا ہے۔ اس سے سادات علماء کرام ومشائخ عظام کی بہت ساری غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔

فقط والسلام

فضل احمد قادری۔ ڈربی

4/3/16

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم علماء کرام وقارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کو یاد ہوگا کہ فقیر نے ایک خط پیر عبدالقادر شاہ صاحب کو اس ضمن میں لکھا تھا کہ ڈربی میں شاہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا تھا کہ" وہ لوگ میرے پاس پڑھنے کے لیے آجائیں اور بیس برس تک پڑھتے رہیں تو پھر بھی میرے علم کا بیسواں حصہ بھی حاصل نہ کرسکیں، مفتی لکھنے سے مفتی نہیں ہوجاتا۔"

فقیر نے جواب میں 21/02/2016 کو کچھ گزارشات واقعی قلم بند کر کے شاہ صاحب اور دیگر علمائے کرام ومشائخ عظام وقارئین کرام کی خدمت میں ارسال کی تھیں جو اکثر نے پڑھ کر جواباً تحسین بھی فرمائی تھی (ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں) جس میں فقیر نے مہذب انداز میں اپنا مافی الضمیر مختصر طور پر بے کم وکاست تحریر کردیا تھا اور شاہ صاحب اور اپنی پرانی سنگت کو باور کرایا تھا کہ اعراب کی غلطی پر بغلیں نہ بجائیں اس سے کوئی نہیں بچتا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ اگر فقیر نے شاہ صاحب کی اعرابی غلطیوں کا پردہ فاش کیا تو خود شاہ صاحب بھی اور پرانی سنگت والے دوست بھی بہت ہی شرمسار ہوں گے۔

(پردہ ہی رہنے دو پردہ میں خیر ہے)

اسے محض بھڑک نہ سمجھیں بلکہ شاہ صاحب کی تحریری وتقریری (صرفی ونحوی)

اعرابی غلطیوں کے ثبوت فقیر کے پاس موجود ہیں لیکن فقیر کے اس خط کے جواب میں انتہائی بیہودگی اور غلیظ زبان میں طارق جہلمی نے خط لکھ مارا۔ لیکن افسوس کے ساتھ، اس لئے کہ فقیر نے جتنا احترام اس طارق جہلمی کو اپنی جملہ تحریرات میں دیا ہے وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔

(نوٹ) یہاں بھی فقیر نے بہت کچھ لکھا تھا لیکن سب کو حذف کر دیا ہے۔

نمبر :1 پہلے کتابت کی ایک غلطی کی تصحیح کر دی جائے۔ 21 فروری کے خط میں بہاول پور یونیورسٹی میں حضرت علامہ مفتی محمد اشرف القادری کا ذکر ہے کہ وہ۔۔۔ پڑھاتے تھے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ مفتی صاحب وہاں پڑھتے رہے ہیں۔

نمبر:2 اس طارق جہلمی صاحب نے فقیر کی اس بات پر تمسخر اڑایا تو فقیر نے 21 فروری کو جو خط شاہ صاحب کو لکھا تھا دس (10) صفحات پر مشتمل تھا، اس میں فقیر نے شاہ صاحب پر واضح کر دیا تھا کہ فقیر مندرجہ ذیل دو سوالوں کا جواب دے چکا ہے۔

(1) روایت اپنی جگہ درست ہے لیکن اصل بات تفہیم کی ہے۔

(2) باغ فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو اپنے دور حکومت میں دے دیا تھا جس کو بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی اولاد کو واپس کر دیا۔ الحمد للہ فقیر پوری وضاحت کے ساتھ جواب دے چکا ہے۔

اب اس طارق صاحب نے کمال بددیانتی کرتے ہوئے ان الفاظ کو کہ ”ان دونوں سوالوں کا جواب الحمد للہ فقیر پوری وضاحت کے ساتھ لکھ چکا ہے،، اس کو کاٹ کر یہ تاثر دیا کہ پہلے یہ کہا کہ مروان (لعین) کو فدک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں بلکہ اس ملعون نے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ازخود قبضہ کر لیا اور بعد میں کہا کہ دے دیا۔ پھر یہ کہا

کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا۔

اب قارئین کرام خود اندازہ لگائیں کہ کس طرح یہ طارق جھوٹ بولتا ہی نہیں بلکہ جھوٹ گھڑتا بھی ہے۔ اسی طرح اس نے فقیر کی طالب علمی کی روئیداد کی بھی بڑی ڈھٹائی سے مذاق اڑانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

بہاول پور اسلامی یونیورسٹی میں جب فقیر پڑھتا تھا اس میں لطیفے کے طور پہ ایک بات لکھی تھی جس کا اس طارق جہلمی نے بہت ہی بھونڈے الفاظ میں مزے لے لے کر دار کشی کی ہے۔ اے طارق صاحب! پھر دیکھنا اس خط کے بعد فقیر جب دوسری قسط لکھے گا تو تیرے پیر عبدالقادر شاہ کا مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونا اور برمنگھم (Selly oak) سلی اوک کالج سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے جو کچھ ڈھونگ رچایا تھا اور جھوٹ بولے تھے اور پھر ناکامی کے بعد پاکستان سے اسی مسودے پر لاکھوں روپے رشوت دے کر ڈگری لی ہے۔ اس کا پول کھولوں گا۔ ان شاء اللہ تعالی

الحمدللہ فقیر کے جتنے بھی تحقیقی مضامین علمائے کرام ومشائخ عظام نے پڑھے یا سنے سب نے تحسین فرمائی ہے بلکہ اسی طارق جہلمی صاحب نے بھی فقیر کے مضامین کو سراہا ہے خصوصاً جو ''تصفیہ ما بین سنی وشیعہ،، کے حوالے اور'' تحفہ اثنا عشریہ،، کے حوالے سے لکھا ہے۔ اب تک فقیر نے جتنے مسائل لکھے ہیں اس کا پیر عبدالقادر شاہ جواب دینے یا تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ (اس لئے کہ فقیر نے جملہ مسائل مذکورہ با حوالہ لکھے ہیں، اس جعلی پیر کی طرح اپنے طرف سے کوئی جعل سازی نہیں کی ہے) اس لئے کوئی بھی سنی صحیح العقیدہ عالم دین شیخ طریقت فقیر کے لکھے ہوئے مضامین کی ان شاء اللہ تردید نہیں کرے گا۔ البتہ جو شیعہ رافضی ہوگا وہی فقیر کے مضامین کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ۔(الحجر 15/34)

(مفہوم) فرمایا نکل جا یہاں (جنت) سے تو رجیم راندۂ درگاہ لعنتی ہے۔

جب شیطان لعنتی کو جنت سے لعنتی قرار دے کر نکال دیا تو اس مردود نے جنت میں کسی طرح دوبارہ داخل ہونے کی ترکیب سوچی کہ کس طرح ایک مرتبہ جنت میں جاؤں اور حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو ورغلا کر ان سے بدلہ لوں۔ کئی مفسرین نے لکھا ہے کہ شیطان سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا اور حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو ورغلا کر ممنوعہ پھل کھلا دیا۔ (بحوالہ ابن کثیر) بالکل ویسے ہی طارق۔۔۔

اور اولاد آدم (اہل سنت) کو صحیح عقیدہ سے ہٹا کر شیعہ رافضی بنانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سیدھے سادے سنی بھائیوں کو اس جعلی پیر کے پیچھے لگ کر شیعہ ہونے سے بچا لے۔

فقیر عبدالقادر شاہ کو جعلی پیر اس لئے کہتا ہے کہ میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ اس کے والد رحمۃ اللہ علیہ اور نانا رحمۃ اللہ علیہ دونوں نوشاہی سلسلہ میں بیعت تھے اور یہ خود اور اس کا چھوٹا بھائی صابر حسین شاہ دونوں حویلیاں والے محمود شاہ ہزاروی کے مرید ہیں۔ چونکہ ان کا پیر محمود شاہ ہزاروی صحابہ پاک کا گستاخ بے ادب تھا، خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا کی رافضیوں کی طرح کھلے عام توہین کرتا تھا اور ننگی گالیاں نکالتا تھا۔ اس لئے عبدالقادر شاہ نے اس کا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اس نے اپنے مریدوں کو شجرہ طریقت نہیں دیا بلکہ شجرہ نسب دے کر ٹرخا دیا اور وہ بھی صحیح ثابت نہ ہوا۔ اس لئے اسے اپنی محفلوں میں پڑھنا بند کر دیا اور اپنے اصلی پیر سے اس لئے منحرف ہو گیا کہ علماء و مشائخ اہل سنت میں بہت بدنام ہو چکا تھا۔

اس بات کے یوں تو اکثر و بیشتر علمائے کرام و مشائخ عظام اہل سنت شاہد ہیں لیکن ہماری پرانی سنگت کے ایک شخص علامہ سید احمد حسین شاہ ترمذی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیلی فیکس والے گواہ ہیں کہ محمود شاہ ہزاروی صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ بریڈفورڈ میں مرکزی جماعت اہل سنت کے ایک اجلاس جس میں صاحبزادہ حبیب الرحمن محبوبی دامت برکاتہم العالیہ کو جماعت کا صدر منتخب کیا گیا تھا، میں ترمذی شاہ صاحب کے بیان کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ محمود شاہ ہزاروی کے بیٹے پیر محی الدین محبوب جو کہ برطانیہ کے دورے پر آتے ہیں ان کو جماعت کی کسی بھی سالانہ کانفرنس میں دعوت نہیں دی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس جعلی پیر نے اپنے مریدوں کو اپنا شجرہ طریقت نہیں دیا تا کہ یہ راز نہ کھلے کہ اس کا پیر صحابہ پاک رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے۔

اس کے علاوہ اس جعلی پیر عبدالقادر شاہ کے والد سید ولایت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود پیر نہیں تھے اور نہ ان کے خاندان میں کوئی مرید کرتا تھا بلکہ وہ مشہور نعت خواں قاضی عبدالواحد کے ماموں صاحب جونوروسلہ میں سلسلہ نوشاہیہ کے گدی نشین تھے، یہ ان کے مرید تھے لیکن بعد میں ایک خاص وجہ سے (اگر ضرورت پڑی تو میں اس سے بھی پردہ اٹھا دوں گا) پاگل پن کا شکار ہو گئے۔ اس کی ساری تفصیل بریڈفورڈ کے نوشاہی حضرات اچھی طرح جانتے اور بیان کرتے ہیں۔ یہ جعلی پیر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے اباجی مرحوم کا مرید ہوں تو کالانہیں بلکہ سفید جھوٹ ہے کہ ایک پاگل بزرگ کسی کو بیعت کرنے کا مجاز ہی نہیں ہوتا اور اگر وہ بیعت کرتے تو سلسلہ نوشاہیہ کے سلسلہ طریقت میں بیعت کرتے۔

اگر انہوں نے طارق جہلمی کو لگام نہ دی تو پھر ابھی بہت کچھ باقی ہے، فقیر پورا راز کھول دے گا اور اس جعلی پیر کو منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

رہی بات مجھے کتا کہلوانے کی تو اصل وہ شخص ہے جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہتا ہے۔ اس نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہا اور ان کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جنہیں خود نبی اکرم ﷺ نے ان کو صدیق کہا۔ اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ ان کو (خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کو) ورثے میں ملا ہوا باغ فدک تھا جو حضرت خاتون جنت پاک کو نہیں دیا گیا تھا، اس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی۔ یہ عبدالقادر شاہ کی اپنی تقریر ہے۔

طارق جہلمی صاحب بتاؤ! یہ تیرا جعلی پیر عبدالقادر شاہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کس طرح جھوٹے الزام لگا رہا ہے کہ معاذ اللہ بقول تمام شیعہ علماء کے بالخصوص ملا باقر مجلسی کے یہی وجہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) غاصب ہے جس نے نہ صرف خلافت چھینی بلکہ خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کو باغ فدک جو وراثت میں ملا ہوا تھا اس سے بھی محروم کر دیا تھا۔

طارق جہلمی صاحب! یہ تیرا جعلی پیر عبدالقادر شاہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر دوسرا حملہ کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں جو قانون میراث ہے وہ حضرت حیدر کرار (کرم اللہ وجہہ الکریم) کا کام تھا۔ حیدر کرار سے زیادہ علم رکھنے والا اصحاب میں تو کوئی موجود نہ تھا۔ (ترجمہ حدیث) میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر گئے ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو قانون وراثت کا نہ پتہ ہو۔ خاتون جنت سلام اللہ علیہا جا کے (Claim) کلیم کریں، اس کے اسباب کچھ ہوں، اس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہوں گا (جس سے کسی صحابی پر تنقید مقصود ہو) لیکن وہ ان کے پاس رہا وہ نیشنلائز کیا گیا کہ یہ سرکاری پراپرٹی ہے، نبی جو

ہے پہلے وراثت پاتا نہیں دیتا بھی نہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو علم ہو اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو۔ یہ عموم البلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم البلویٰ میں خبر واحد قابل قبول نہیں علامہ بدرالدین عینی نے۔۔۔۔

یہ پوری عبارت فقیر نے اس لئے لکھی ہے کہ یہ کہیں یہ نہ کہہ دے کہ درمیان سے عبارت کاٹ کر اپنے مطلب کا جملہ لکھ دیا گیا۔ طارق جہلمی! یوں تو یہ ساری عبارت ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے لیکن یہ جملہ کہ "نبی جو ہے پہلے وراثت پاتا بھی نہیں دیتا بھی نہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو علم ہو اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو،، طارق صاحب! بتاؤ اس میں صاف یہ جملہ کہا گیا ہے کہ مذکورہ حدیث معاذ اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے ہی گھڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگادی، جبکہ ایسا کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمی قرار دیا ہے (مفہوم حدیث)۔

اب بتا تیرا جعلی شیعہ رافضی پیر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا معاذ اللہ جھوٹا اور جہنمی نہیں ثابت کر رہا ہے؟ اس سے بڑھ کر یار غار رسول اور یارِ مزارِ رسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور کیا توہین ہو گی؟ کیا یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی نافرمانی نہیں ہے کہ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔ (خبردار میرے کسی صحابی کو گالی مت دو) تیرا جعلی پیر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا معاذ باللہ جھوٹا اور جہنمی نہیں ثابت کر رہا ہے؟ اس سے بڑھ کر یار غار رسول اور یار مزار رسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور کیا توہین ہو گی؟ کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی نافرمانی نہیں ہے؟ کہ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔ (خبردار میرے کسی صحابی کو گالی مت دو۔) تیرا جعلی پیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہہ رہا ہے۔ اور تو اس کو کہتا ہے یہ ڈاکٹر ہے، یہ جامع معقول و منقول، یہ فلاں ہے، یہ کیوں نہیں کہتا کہ یہ صحابہ پاک کو

برے القاب دینے والا ہے۔

یادرکھ! یہ پہلی قسط ہے ابھی دوسری کی انتظار کر۔

قارئین کرام! فقیر آپ سے اور شاہ صاحب کے ہمدردوں سے معذرت خواہ ہے کہ آپ کو یہ سب کچھ اس کی وجہ سے سننا پڑھا۔ واللہ مجبوری سے یہ سب کچھ کہا ہے۔

اب جو ہبہ کے مسئلے پر فقیر لکھ رہا ہے اس میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ وہ خالص مسئلے پر لکھا جائے گا اور اس میں کوشش کی جائے گی کہ شاہ صاحب کو اچھے انداز میں مخاطب کیا جائے۔

(نوٹ) شاہ صاحب اگر چاہتے ہیں تو پہلے اپنے ترجمانوں کے ذریعے گالی دینا بند کریں، اس کے بعد ہماری طرف سے ایک بھی جملہ نہیں سنیں گے۔

آخر میں عرض ہے کہ فقیر بہت کمزور آدمی ہے۔ یہ بڑے بڑے القاب کا بوجھ فقیر نہیں اٹھا سکتا، ان کو کوئی بڑی پہلوان شخصیت ہی اٹھا سکتی ہے، اور وہ بڑی شخصیت شاہ صاحب کی ہے جن کی شان میں صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

رباعی کو حذف کر دیا ہے۔

(نوٹ)

سادات حضرات کے متعلق آئندہ مراسلے میں حضرت امام حسن مثنیٰ بن امام حسن بن امام علی رضی اللہ عنہم کا خصوصی ہدایت نامہ بھی شائع کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) جس سے بہت سے شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی

25 /02/2016

رات ایک بج کر تیس منٹ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم انعام قادری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فقیر نے 4 فروری کو ایک مختصر خط لکھا تھا وہ آپ نے یقیناً پڑھا ہوگا، فقیر نے کوئی بھی ایسی بات نہیں لکھی جس سے قبلہ پیر صاحب کی توہین لازم آتی ہو، جیسے ہی فقیر کا مثبت خط منظر عام پر آیا تو آپ کی طرف سے کافی طویل خط پڑھنے کو ملا جس میں آپ نے کوئی گالی اور ایسے جھوٹے الزامات نہیں چھوڑے جو آپ سے پہلے محترم طارق جہلمی صاحب نے نہ لگائے ہوں، جبکہ فقیر تو پیر صاحب قبلہ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر توہین پر مبنی تقریر کا جواب دے رہا تھا، اور اب عنقریب ہبہ پر لکھا ہوا مضمون قبلہ پیر صاحب، علمائے کرام ومشائخ عظام اور دیگر قارئین کرام کو پڑھنے کو مل جائے گا۔ اسی وجہ سے آپ نے پیر صاحب کی ہدایت پر فوراً عمل کرتے ہوئے یہ گھٹیا حرکت کی تاکہ فقیر کو الجھادو اور اصل مسئلہ پر نہ لکھا جاسکے۔

جہاں تک محترم طارق جہلمی صاحب کا تعلق ہے ان کے کسی بھی لیٹر کا چاہے اس میں کیسی ہی نئی نویلی تازہ گالیاں ہوں اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اس لئے کہ اس کا وعدہ فقیر اپنے دوستوں سے کرچکا ہے۔ رہی آپ کے خط کی بات تو اگر فقیر سارے خط کا جواب لکھے تو ایک کتاب بن سکتی ہے، اس کا علمائے کرام ومشائخ عظام و قارئین کرام کو بلکہ قبلہ پیر صاحب کو بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

کچھ باتوں کا تھوڑا سا جواب حاضر خدمت ہے۔

آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے:

اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

(مفہوم) جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔

ناراض نہ ہونا یہ بات قبلہ حضرت صاحب پر پوری فٹ آتی ہے۔ اگر قبلہ پیر صاحب کو حیا ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین نہ کرتے، وہ تقریر جو آپ نے خود لکھ کر انٹرنیٹ پر چڑھائی ہوئی ہے اور فقیر نے 25 فروری کے لیٹر میں لکھا ہوا ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ بریڈفورڈ کی مسجد کمیٹی اور نمازیوں نے تمہیں گالیاں بھی دیں مارا پیٹا بھی اور ٹوپی بھی اُتاری، یہ کیسے ممکن ہے کہ خود کمیٹی والے فقیر کو دعوت دے کر کہیں کہ یہاں آ کر تقریر کرے وہی پھر تماشا بھی کریں، یہ سفید جھوٹ اور کذب صریح ہے۔ جہاں تک ٹوپی والی بات ہے وہ تو خود فقیر کے پاس جو آدمی کھڑا تھا اس نے کہا کہ حافظ صاحب ایک شرارتی آدمی آ گیا ہے آپ کی ٹوپی گر نہ جائے اسے میں سنبھال لیتا ہوں۔ اس آدمی کے آنے سے تھوڑی دیر تک شور رہا، پھر قبلہ خطیب اہل سنت حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نے کافی دیر تک تقریر فرمائی۔

اُس مسجد کی کمیٹی والے حضرات الحمدللہ آج بھی موجود ہیں۔ کمیٹی کے کسی شخص نے کوئی بدتمیزی نہیں کی۔ یہ افسانہ آپ نے اُسی طرح گھڑ لیا جس طرح آپ کے پیر صاحب پہلے صحابہ پاک کی ہرزہ سرائی کرتے ہیں پھر بعد میں صفائیاں پیش کرتے ہیں۔ اگر اس بات کے پس منظر کی طرف گیا تو آپ ہی کے حضرت صاحب کی توہین ہو گی۔ اس کو رہنے دیں پھر کبھی سہی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ فقیر کی والدہ مرحومہ نے فرمایا کہ وہ شاہ صاحب جنہیں تم نے

دعوت دی تھی اگر وہ نہیں آئے تو اپنی گلی والے شاہ صاحب سابق پولیس افسر ہی کو بلالو، یہ بات بچی ہے۔ فقیر خود جا کر شاہ صاحب کو بلا کر لایا تھا، پھر حضور قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی تھی۔ اتنی بات تو سچی ہے لیکن آگے یہ جو جھوٹ کی پچر لگائی کہ وہ شاہ صاحب معاذ اللہ شیعہ تھے، یہ آپ کو غالباً مرزا قادیانی کی طرح جھوٹا اور کذب پر مبنی الہام ہوا ہے۔ ورنہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور پھر یہ نتیجہ نکالا کہ فقیر کی والدہ اور باقی شیعہ تھے، یہ بھی کذب صریح ہے جو آپ کے قبلہ پیر صاحب ہی کا فیض ہے ،جس طرح انہوں نے افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام خلیفۃ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہ کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو علم ہو اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو علم نہ ہو، الخ

انعام قادری صاحب! کیا اس (مذکورہ) جملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جھوٹا ، اپنے پاس سے روایت گھڑنے والا غاصب اور (معاذ اللہ) ظالم ہونا نہیں ثابت کیا؟ یہی جھوٹ اور الزام اہل تشیع روافض ، جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لگاتے ہیں اور اہل سنت کے تمام علماء کرام اور مشائخ عظام اس کی تردید فرماتے ہیں۔ بالخصوص تاجدار گولڑہ شریف رئیس المجددین حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے (تصفیہ مابین سنی وشیعہ) میں رد بلیغ فرمایا ہے اور آپ کے حضرت صاحب بڑی ڈھٹائی سے الزام لگا رہے ہیں۔ چونکہ فقیر نے یہ وعدہ کرلیا ہے کہ قبلہ پیر صاحب کی ذاتی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھنا، ورنہ فقیر کے پاس کافی مواد موجود ہے۔ صرف اتنا پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ قبلہ پیر صاحب کے نانک دادک رحمۃ اللہ علیہم تو نوشاہی قادری تھے، قبلہ پیر صاحب اپنے کو نوشاہی کہلانے سے کیوں انکاری ہیں؟ (پوری تفصیل فقیر کے 25 فروری والے خط کے اندر موجود ہے)

انعام صاحب جو باتیں آپ نے اس خط میں لکھی ہیں، جن بزرگوں کے نام لکھے ہیں اُس وقت تو آپ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس پورے خط کو اگرچہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے (جو آپ نے حلف اٹھایا ہے، فقیر اس کا فائدہ دے رہا ہے) لکھا ہے یہ سچ ہوگا، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ یہ حوالہ جات اور مضمون سب آپ کے پیر صاحب کے ہیں، آپ کی اتنی اوقات نہیں ہے۔ کاش کہ آپ کا پیر خود سامنے آئے اور فقیر کے مضامین کا رد کرے جو بہت سے لکھے جا چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

آپ نے یہاں دو حدیثیں الاستیعاب، تاریخ دمشق، حلیۃ الاولیاء، اسد الغابۃ کے حوالہ جات سے درج کی ہیں:

عن علقمة عن عبداللہ قال : کنت عند النبی ﷺ فسئل عن علی فقال: قسمت الحکمة عشرة اجزاء و اعطی علی تسعة اجزاء والناس جزءا واحدا۔ ابو نعیم وغیرہ۔

دوسری روایت جو ابن عباس سے مروی ہے اُس میں حکمت کے بجائے علما کا لفظ ہے اور اُسی مفہوم کی ایک روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُس میں حکمت کے بجائے علما ہی ہے لیکن دس کے بجائے پانچ مرتبہ کا ذکر ہے۔

علمائے جرح وتعدیل:

علمائے جرح وتعدیل نے شدید جرح فرمائی ہے۔

اقول: هذا حديث موضوع قبح الله واضعه والمتهم فيه احمد بن عمران بن سلمة۔

قال الازدی: مجهول ، منكر الحديث ۔ و قال ابن الجوزی : هذا حديث لا يصح و فيه مجاهيل۔ حافظ ذہبی: فهذا كذب امام ابن كثير و هو

منکر بل موضوع مرکب علی سفیان الثوری بأسنادہ قبح اللہ واضعہ و من افتراہ واختلفہ۔

و فی الاسناد ایضاً ابو الحسین صالح بن احمد بن ابی مقاتل، قال: ابن حبان یسرق الحدیث یقلبہ اہلہ قد قلب اکثر من عشرۃ الاف حدیث الی الآخرہ۔ لا یجوز الاحتجاج بہ بحال۔ و قال البرقانی ذاہب الحدیث و قال ابن عدی: یسرق الحدیث و یلزق الحدیث الی آخرہ و قال الدار قطنی: کذاب دجال یحدث بما لم یسمع و متروک۔

حافظ حجر نے حافظ ذہبی کا تعاقب کرتے ہوئے آخر میں کہا:

لان فی الاسناد ابن ابی مقاتل و ھو کذاب کما عرفت۔

انعام قادری صاحب! اب خود فیصلہ کرلو یہ جعلی من گھڑت جھوٹی حدیث سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان بڑھانے سے کیا آپ کا مقصد پورا ہوتا ہے؟ آپ تو اس جھوٹی روایت سے یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ آپ کے پیر صاحب چونکہ مولا مرتضیٰ کی نسل سے ہیں تو لامحالہ دس حکمتوں میں سے نو حکمتوں کا فیض آپ کے پیر صاحب کو حاصل ہے۔ فقیر تو یہ سمجھتا ہے کہ اگر آپ کے پیر صاحب کو دسویں حصے سے ہی کچھ ملا ہوتا تو وہ کبھی خواب میں بھی سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید نہ بناتے اس لیے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرام کو سختی سے یہ فرمایا:

فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ ؟ (بخاری)

انعام قادری صاحب! آپ بتائیں کہ آپ کے پیر صاحب ملا باقر مجلسی شیعہ رافضی کی کاپی کرتے ہوئے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر الزامات لگائیں تو پھر بھی پیر صاحب دودھ سے دھلے ہوئے ہیں۔ ان کی بے ادبی گستاخی کا نوٹس لینا قابل جرم ہے؟

رہی بات سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کی، وہ آپ کے اور فقیر کے وہم وگمان سے بھی بہت بلند و بالا ہے۔ مثلاً سابقون الاولون والمہاجرون، جمیع صحابہ کرام واہل بیت اطہار کی شان میں جتنی آیاتِ قرآنی ہیں ان سب میں آپ برابر کے شریک ہیں اور وہ آیات جو انفرادی طور پر صرف آپ کی شان میں نازل شدہ ہیں سب سے زیادہ ہیں اور جہادِ صفین میں تو آپ کا کوئی مماثل ہی نہیں۔ یہ دس حکمتوں والی جھوٹے کذاب، دجال اور چور قسم کے راویوں والی روایت کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ مشہور صحیح حدیث اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا، آپ کے علم وحکمت کا بین ثبوت نہیں ہے؟

ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی موقع ملا تو مولا مرتضیٰ حیدر کرار امام علی علیہ السلام کی سیرت پر کتاب لکھوں گا۔ لیکن اس سب کے باوجود مسئلہ افضلیت متفق علیہ یہی ہے کہ افضل الخلق بعد الانبیاء والمرسلین علیہم السلام، حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور افضلیت بترتیب خلافت ہے۔

دوسری حدیث بحوالہ فتاوی رضویہ:

من لم یعرف حق عترتی من الانصار والعرب فھو لاحد ثلاث:

اما منافق واما ولد زنیة واما حملته امه علی غیر طھر۔

ثم این الشاھد علی مثل ھذا الحدیث من کتاب اللہ؟ وحاشا رسول اللہ ﷺ ان یتھم الناس بالزنا من دون آیة بینة۔

علمائے جرح وتعدیل، حکم الحدیث: فیه زید بن جبیرة ذکر من جرحه ما یرویه لا یتابعه علیه احد۔ امام بیھقی، فیه زید بن جبیرة غیر قوی فی الروایة۔ ابن قیسرانی: زید بن جبیرة منکر الحدیث۔ قال ابو بکر بن ابی خیثمة عن یحیٰی بن معین لا شیٔ۔ و قال البخاری: منکر الحدیث و

قال فی موضع آخر۔ و ھو متروک الحدیث۔ و قال النسائی:لیس بثقة۔ و قال ابو حاتم: ضعیف الحدیث منکر الحدیث جدا متروک الحدیث لا یکتب حدیثه۔ و قال ابو احمد بن عدی: عامة ما یروی عن من روی عنه لا یتابعه علیه احد۔ابو الفتح الازدی: متروک ابو حاتم بن حبان البستی ، منکر یروی المناکیر عن المشاهیر فاستحق التنکب عن روایته۔ ابو نعیم الاصبهانی ، منکر الحدیث متروک۔ ابن حجر العسقلانی متروک الحدیث۔ابن عبدالبر الاندلسی اجمعُ علی انه ضعیف۔ الدار قطنی ضعیف، الذهبی ترک۔

انعام قادری صاحب یہ ہے آپ کی پیش کردہ حدیث جو علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک شدید ضعیف، منکر، متروک، غیر ثقہ، لکھے جانے کے قابل نہیں، جس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔آپ اس حدیث کو فقیر پر چسپاں کرر ہے ہیں۔ یہ کام صرف آپ ہی نہیں بلکہ آپ کے پیر صاحب بھی اکثر وبیشتر ایسی ہی روایات لا کر صغرے کبرے ملا کر جاہل مریدوں وعقیدت مندوں کو گمراہ کرر ہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے فقیر آپ کے جھوٹے الزامات سے بری ہے۔ رہی خلوت کی بات تو فقیر نے اگر پوری ڈیٹیل کے ساتھ آپ کے پیر صاحب کے متعلق لکھا تو پھر بڑی بدنامی اور خرابی ہوگی۔ الحمدللہ جو کچھ لکھ چکا ہوں اس کے شواہد موجود ہیں اور پھر فقیر کو شرم آتی ہے، لیکن آپ نے تو بے شرمی کی سب حدود پھلانگ دی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت میں ابن شاذان ہے جو کہ دجال کذاب راوی ہے۔حافظ ذہبی نے بالوضع کہہ کر اُسے وضاع یعنی اپنے پاس سے گھڑنے والا قرار دیا خطیب بغدادی نے کہا کہ اخطب خوارزم من طریق هذا الدجال ابن

شاذان احادیث کثیرۃ باطلۃ سمجۃ رکیکۃ فی مناقب السید علی۔

ایک اور راوی ابوبکر بن ابی دارم ہے۔

قال ابو عبداللہ الحاکم رافضی غیر ثقۃ و قال: ذھبی الرافضی الکذاب۔

آپ نے دوسری حدیث فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے لکھی ہے (ترجمہ) جو میری عترت اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی ہے یا حیضی بچہ۔ آپ نے تو یہ حدیث فقیر پر فٹ کی ہے جو کہ جھوٹ اور محض الزام ہے، الحمد للہ فقیر اہل بیت اطہار کی توہین اور بے ادبی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اس کا جواب آگے آرہا ہے۔

اس حدیث میں تین باتیں ہیں: (1) عترت (2) انصار (3) عرب۔ پہلی دو کو چھوڑ کر نمبر (3) عرب ہے۔ کیا فقیر آپ سے اور آپ کے پیر صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم عرب میں شامل ہیں یا نہیں۔ اس کا انکار تو انعام قادری صاحب نہ آپ کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کے پیر صاحب۔ جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ یقیناً یہ تینوں ہستیاں صرف عرب ہی نہیں بلکہ تمام عرب بلکہ تمام انسانوں سے انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل و اعلیٰ ہیں (اور پھر مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تو جو شخص ان کا حق نہ پہچانے ان کی توہین اور بے ادبی کا مرتکب ہو کیا وہ اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا؟ ہاں آپ کے پیر صاحب نے ان تینوں ہستیوں کی توہین و بے ادبی کی ہے۔ فقیر جب فتویٰ مرتب کرے گا تو سب باتیں با حوالہ لکھے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

غور طلب امر یہ ہے کہ پھر کیا اس حدیث کا صحیح مصداق آپ کا پیر عبدالقادر شاہ

صاحب نہیں ہے؟ کیا وہ منافق ہے، یا حرامی ہے، یا حیضی بچہ ہے یا ان تینوں احتمالات کا مرکب ہے؟ خود قبلہ پیر صاحب سے آپ تخلیہ میں پوچھ لیں (کیونکہ آپ نے تخلیہ کی بات لکھی ہے) اگر فقیر آپ کے پیر صاحب کے تخلیہ کی باتیں لکھے گا، بچپن کی اور پھر موجودہ سادات پیران کرام کے متعلق آپ کے پیر صاحب کے کیا کیا ملفوظات ہیں تو پھر آپ اور آپ کے پیر صاحب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔

پردہ ہی رہنے دو پردہ میں بہتری ہے

آپ نے جو کچھ بھی گالیاں دیں اور جھوٹے الزامات لگائے ہیں یہی جھوٹ اور الزامات اگر واپس آپ کے پیر صاحب کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو حساب برابر ہو جائے گا۔ آپ اور محترم طارق جہلمی صاحب جس انداز سے گالیاں دے رہے ہیں فقیر تو صرف اُن کو واپس حضرت صاحب کی طرف بھیج دیتا ہے کہ یہ بڑے بڑے القاب کسی بڑی شخصیت پر ہی سجتے ہیں اور وہ بڑی شخصیت آپ کے نزدیک قبلہ پیر صاحب ہی ہیں۔ فقیر تو ایک گناہگار، جاہل اور نکما آدمی ہے بھلا وہ کیسے ان القاب کا متحمل ہو سکتا ہے؟ اسی طرح کی تخلیہ کی بات آپ کے پیر صاحب نے پاکستان کے بہت بڑے عالم پیر قائد کے متعلق کہی تو انہوں نے جواب میں ہنستے ہوئے یہ فرمایا کہ آپ جا کر عبدالقادر شاہ سے یہ پوچھ لیں کہ اُس وقت تم ریفری لگے ہوئے تھے؟ بلکہ ایک بہت بڑی نابغہ روزگار ہستی بھی نہ بچ سکی جو آنجہانی ہو گئے ہیں۔ آپ کے حضرت صاحب اکثر و بیشتر نہ صرف نجی مجلسوں میں بلکہ کبھی کبھی جلسہ عام میں بھی استنجوں کی باتیں مزے لے لے کر کرتے اور ایسی باتیں کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے تھے۔ ایک مرید نے کہا کہ حضرت صاحب بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ دوسرے مرید نے کہا کہ صرف جھوٹ ہی نہیں بولتے بلکہ فحش گوئی بھی بہت کرتے ہیں (وقت آنے پر نام

بھی بتائے جاسکتے ہیں)

آپ نے فقیر کو تو بنی امیہ کا بہت کچھ کہا اور یزیدی بھی لیکن کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ باقی علمائے کرام ومشائخ عظام نے آپ کے پیر صاحب کا کیا بگاڑا ہے کہ آپ نے سب کو بنواُمیہ کی اولاد بنادیا؟

رہی بات چیرٹی کی تو الحمدللہ فقیر ابھی بھی نیکی کا یہ کام کررہا ہے اور پوری صفائی کے ساتھ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ انعام صاحب! اگر آپ کے پیر صاحب کی ایک چیرٹی نہیں کئی چیرٹیوں کا بھانڈا پھوڑا تو آپ کے پیر صاحب کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ فقیر سے ساری پردہ دری نہ کراؤ۔ ابھی قبلہ پیر سید مزمل حسین شاہ صاحب جماعتی حیات ہیں جو متحدہ مرکزی جماعت اہل سنت سے کئی دفعہ مطالبہ کرچکے ہیں کہ،

''پیر عبدالقادر شاہ صاحب! پیسیاں داحساب دے۔،،

اور یہ بات تو تازہ ہے کہ مانچسٹر میں ایک پروگرام میں علمائے کرام اور عوام کے سامنے قبلہ پیر سید مزمل حسین شاہ جماعتی صاحب نے آدھے گھنٹے کی تقریر میں آپ کے پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی چیرٹی میں بددیانتی فرمائی ہے اور یہ تقریر انٹرنیٹ پر ابھی تک موجود ہے۔ سن لیں اور اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرلیں۔

آپ سے ایک درخواست ہے کہ اگر آپ پیر صاحب کے سچے محب اور باوفا ہیں تو فقیر کو گالیاں دینا بند کردیں، جس گالی پر آپ کو بہت غصہ آیا ہے اس کا ذمہ دار فقیر کا پرانا دوست طارق جہلمی صاحب ہے۔ اگر وہ فقیر کو قبلہ پیر صاحب کے پیدا کردہ مسائل کا جواب لکھنے دیتا اور قبلہ پیر صاحب خود فقیر کے لکھے مسائل کا رد کرتے تو یہ اُن کا حق تھا، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ فقیر لاوارث ہے اس کو جو چاہو بکواس کرتے رہو یہ سب جائز ہے؟ اور پیر

صاحب اللہ تعالیٰ کی ایسی مقدس گائے ہے کہ اس کو کچھ نہ کہو؟

اب آپ کی اس بات کا جواب کہ فقیر اہل بیت کا بے ادب ہے اس لئے کہ فقیر نے پیر عبدالقادر شاہ کو برا بھلا کہا اس لئے کہ شاہ صاحب سید ہیں اور سید کا بے ادب ایسے ہی القاب کا مستحق ہے۔ کیا یہ قاعدہ صرف عبدالقادر شاہ صاحب کے لئے ہی ہے یا سب سادات کے لئے ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ بات سب سادات کے لئے برابر ہے تو انعام قادری صاحب جب آپ کے پیر صاحب نے ایک صحیح النسب بخاری سید صاحب کو جو بڑی عزتوں کے مالک تھے اور ہیں اور آپ کے پیر صاحب خود اُن کی عزت و احترام کا بہت اہتمام کرتے تھے پھر جب خود پیر صاحب کی اپنی غلطی کی وجہ سے وہ سید صاحب اور باقی جماعتی دوست چھوڑ گئے تو آپ کے پیر صاحب نے اُن کو کیا کیا برے القاب دیئے اور کتنی دریدہ دہنی کی۔

اور انعام قادری صاحب کیا آپ کے پیر صاحب بنو اُمیہ اور یزیدی نہ ہوئے؟ پیر صاحب کا کارنامہ کیا ہے، زبدۃ التحقیق کہ بہت علماء کرام نے جس کا آپریشن اور رد بلیغ فرمایا ہے۔ لیکن جوہر شیر اہل سنت موسوی مشہدی صاحب نے فرمایا ہے مَا قَلَّ وَ دَلَّ کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: زبدۃ التحقیق، زبدۃ الفضلہ کتاب ہے۔ اور پھر آپ کے پیر صاحب نے سید واجد شمس الحسن کو کافر قرار دے کر توبہ اور تجدید اسلام کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا تھا؟ یہاں تک کہ ان کو (معاذ اللہ) مسلمانی ہی سے نکال دیا، کیا یہ اہل بیت کی توہین اور بے ادبی نہیں ہے؟ اب بتائیں کہ پیر صاحب اہل بیت اطہار کے بے ادب اور ان کی توہین کرنے کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟ لہذا جو حدیث آپ نے لکھی ہے کہ جو میری عترت کا حق نہ پہچانے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں، دو سیدوں کی توہین کرنے کی وجہ سے کیا آپ کے پیر صاحب منافق، حرامی اور حیضی بچہ ثابت نہیں ہو گئے؟

انعام قادری صاحب! اگر آپ اتنے ہی سَچے اور سُچے ہیں تو پھر اپنے پیر صاحب پر بڑی بڑی گالیوں کے پھول برساؤ اور اُن کو بنو اُمیہ کے خطیب کا لقب دو اور لکھو کہ بنی اُمیہ کے خطیب اعظم آج لندن میں خطاب فرمائیں گے۔

رہی یہ بات کہ پیر صاحب کی بڑی کرامتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے، کاش کہ اپنے گھر میں ہونے والی خرابی بھی دور کر سکتے۔ فقیر اس کی وضاحت کرنے سے شرم محسوس کرتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فلاں آدمی کی حکایت جو پیر صاحب نے بیان کی ہے تو وہ اِس قسم کی حکایتیں گھڑنے کے ماسٹر ہیں۔

انعام قادری صاحب! آپ نے فقیر کو رج رج کے گالی گلوچ اور جھوٹے الزامات کا نشانہ بنایا ہے ذرا نظر انصاف سے یہ بھی بتائیں کہ سادات اطہار کی اصل (سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد) سیدنا علی شیر خدا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم اور دیگر اہل بیت اطہار کے اماموں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضور غوث الاعظم، حضور داتا علی ہجویری، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور دیگر سادات اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ایسے جس طرح آپ کے پیر صاحب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا ہے کسی نے بھی ایسی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے؟ الحمد للہ کسی نے بھی ایسی گھٹیا حرکت کا نہ صرف ارتکاب نہیں کیا بلکہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنہوں نے ہمیشہ جمیع صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دفاع فرمایا ہے۔

حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبہ یا ہدایت نامہ

اے علمائے کرام و مشائخ عظام و قارئین کرام! (اب انعام قادری صاحب یا پیر صاحب کے حمایتی علماء سے نہیں) بلکہ فقیر آپ سے عرض پرداز ہے کہ حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبہ سماعت فرمائیں اور انصاف بھی فرمائیں۔

حضرت امام حسن مثنیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: (خطبہ کافی طویل ہے، فقیر آخری حصہ لکھ رہا ہے)۔

''اگر قرابت سے کسی کو بلا عمل نفع پہنچ سکتا تو اس کے ماں باپ کو نفع پہنچ سکتا تھا۔ کاش تم لوگ ہمارے بارے میں حق بات کہتے، خدا کی قسم! مجھے خوف ہے کہ ہم میں (سے) گناہگار کو دگنا عذاب ہوگا، اور ہم میں سے جو نیکوکار ہیں، اُمید ہے انہیں ثواب اور اجر بھی دگنا ملے گا، ہم سے محبت کرو اگر ہم خدا کے مطیع و فرمابردار بندے ہوں اور ہم سے دشمنی رکھو اگر ہم اُس (اللہ تعالیٰ) کی نافرمانی کریں۔'' (البدایہ والنہایہ)

محترم و محتشم علمائے کرام و مشائخ عظام و قارئین کرام! یہ پوری تقریر غیر مبہم اور واضح ہے، اس کی کسی قسم کی تشریح یا تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ بالخصوص وہ علمائے کرام و مشائخ عظام جن کا خوش نصیبی سے اہل بیت اطہار سے نسبت اور تعلق ہے خصوصاً حسنی سادات، اس ہدایت نامہ کو بار بار پڑھیں اور پوری اُمت کی صحیح رہنمائی فرمائیں کہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے جہاں اہل بیت کا مقام و مرتبہ ہے وہیں پر اُن یاران باوفا جن کے بازوؤں نے اپنی تلواروں سے حضور سرور عالم ﷺ کے مشن کو کامیاب کرنے کے لئے ساتھ دیا، وہ بھی عزت و احترام میں کسی سے کم نہیں۔ اور یہ حدیث صحیح بھی پیش نظر رہنی چاہیے، ومن بطّأ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ۔ (صحیح مسلم)

اور ملا جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اگرچہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتوں بلوں کی جگہ تو تھی مگر ان کے صلبی کافر بیٹے کنعان کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ (العیاذ باللہ)

فقیر حلفاً کہتا ہی نہیں بلکہ اس بات کا اقرار کرتا ہے قبلہ پیر صاحب سے کوئی ذاتی رنجش نہ تھی اور نہ ہے۔ بات صرف عقیدے کی ہے اور بس۔

جن دوستوں کا خیال ہے کہ فقیر نے لفظ بڑے سخت لکھے ہیں وہ مذکورہ بالا خطبہ بھی سامنے رکھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ الفاظ سخت ہیں یا آیت اور حدیث کی رو سے بہت نرم ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ ذی شان کو اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اس حدیث کو بھی، لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ خبردار! میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: اُن کے قلوب (دل) اعین (آنکھیں) اذان (کان) ہیں لیکن سمجھنے دیکھنے اور حق بات سن کر قبول کرنے سے عاری ہیں۔ پھر فیصلہ یہ فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ. (الاعراف 179:7)

ابھی ابھی کسی نے پوچھا ہے کہ ضلّ آف دربی کا کیا مطلب ہے؟ تو عرض ہے اس کی محذوف عبارت یوں ہے،

جَاءَ عَبْدُالْقَادِرِ (ضَالٌّ مُضِلٌّ) فِیْ بَلَدِ دَرْبِیْ وَ خَاطَبَ النَّاسَ

لِيُضِلَّهُمْ فَضَلَّ دَرْبِيْ عِنْدَالْبَعْضِ وَ لٰكِنْ سَلَّمَ اللّٰهُ (مِنْ ضَلَالَةِ عَبْدِالْقَادِرِ) اَكْثَرَ اُنَاسِ دَرْبِيْ وَ هُوَ خَاسِرٌ فِيْ اَمْرِهٖ وَ مَقْصَدِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ۔

اللہ تعالیٰ نے عبدالقادر کی اس کوشش کو ناکام فرمادیا جس کے ذریعہ وہ ڈربی کے عوام کو گمراہ کرنا چاہتا تھا اور وہ گمراہی عبدالقادر شاہ کی طرف لوٹادی اور بس۔

نوٹ: فقیر نے انعام قادری کی کچھ گالیوں کا جواب دے دیا ہے۔ آج کے بعد انعام صاحب کچھ بھی کہتے رہیں چونکہ فقیر اس کا جواب دے چکا ہے اس لئے کہ فقیر نہیں چاہتا کہ قبلہ پیر صاحب کی خواہ مخواہ بے عزتی ہو۔

اور محترم طارق جہلمی صاحب کو بھی جواب نہیں دیا جائے گا، وجہ واضح ہے اور قبلہ پیر صاحب سے بھی معذرت خواہ ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ہبہ پر جو مضمون میں نے لکھا ہے وہ بہت جلد آپ کو پڑھنے کے لئے مل جائے گا۔

فقیر فضل احمد قادری (ڈربی)

6-3-2016

رات 8-00

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

محترم حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی صاحب!

قبلہ پیر صاحب! گذشتہ 17 فروری کو لکھے گئے مضمون میں فقیر نے چند حقائق پیش کئے ہیں، یقیناً آپ تک پہنچ گئے ہونگے اور یہ بھی کہ فی الحال فتویٰ کو مزید مؤخر کیا جاتا ہے کہ

شاید اُتر جائے تیرے دل میں فقیر یا کسی اور صحیح العقیدہ سنی عالم دین کی بات

اب حسبِ وعدہ ہبہ پر کچھ لکھا جائے گا۔

باغ فدک

سب سے پہلے فدک کا لغوی معنی، جغرافیائی محل وقوع اور تاریخ بیان کی جائے گی۔

فدك محركة بخيبر فيها نخل وعين افاء الله على نبيه ﷺ ۔

(تاج العروس جلد 7 صفحہ 166)

(مفہوم) فدک خیبر کا ایک علاقہ ہے اس میں کھجور کے باغ اور چشمے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس کو بطور فئی عطا فرمایا تھا۔

فدك قرية بخيبر و قيل بناحية الحجاز فيها عين و نخل افاءها الله على نبيه ﷺ ۔ (لسان العرب، جلد 10 صفحہ 473)

فدک خیبر کی ایک بستی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حجاز کی سمت میں ہے، اس میں چشمے اور کھجور کے باغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بستی اپنے پیارے نبی پاک ﷺ کو

بطورفَیٔ عطافرمائی تھی۔

فدك ،اسم قرية بخيبر ۔(الصحاح،جلد 4 صفحہ 162)

فدک،خیبر کی ایک بستی کا نام ہے۔

معجم البلدان میں علامہ حموی لکھتے ہیں: فدک کا معنی روئی دھکنا ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں :فَدَكْتُ الْقُطْنَ۔

فدک،حجاز (مقدس) کی ایک بستی ہے اور یہ مدینۃ المنورہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ تین دن کی دوری پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو سات ہجری میں فدک صلح سے بطورِ فَیٔ عطا فرمایا تھا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ جب نبی پاک ﷺ خیبر میں پہنچے اور تین قلعوں کے سوا تمام قلعوں کو فتح کرلیا اور اُن تین قلعوں کا بڑا سخت محاصرہ کیا تو اُن قلعے والوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ انہیں یہاں سے جلاوطن ہونے دیں تو وہ قلعہ کے دروازے کھول دیں گے، نبی پاک ﷺ نے اس سے اتفاق فرمالیا۔ جب اہل فدک کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ فدک کے پھلوں اور دیگر اموال کا نصف دے کر صلح پر تیار ہیں، تو نبی پاک ﷺ نے اس پیشکش کو قبول فرمالیا۔

فدک کا علاقہ اُن علاقوں میں سے تھا جس کو فتح کرنے کے لئے مسلمان مجاہدین نے اپنے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے تھے، اُس میں بکثرت کھجور کے درخت اور بہتے ہوئے چشمے تھے۔ اور یہ خاص رسول اللہ ﷺ کے تصرف میں تھا۔

امین اللہ دثیر لکھتے ہیں: فدک شمالی حجاز (مقدس) میں خیبر کے قریب ایک قدیم قصبہ جو یاقوت کے بیان کے مطابق مدینہ منورہ سے دو یا تین دن کی مسافت پر واقع تھا،

بظاہر اس نام کی کوئی بستی اب موجود نہیں ہے۔

البتہ حافظ وہبہ نے بیان کیا ہے کہ

''الحویط کا گاؤں جو کہ حرہ خیبر کے آخری سرے پر واقع ہے، فدک ہی کی پرانی بستی کی جگہ آباد ہوا ہے، خیبر کی طرح فدک بھی یہودی کاشتکاروں کی ایک آبادی تھی۔ یہاں پانی کے چشمے تھے اور کھجور اور اناج کی پیداوار ہوتی تھی۔ یہ قصبہ دستکاری کے لئے بھی مشہور تھا یہاں کمبل بننے کا کام کیا جاتا تھا۔،، (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 15 صفحہ 210)

قبلہ پیر صاحب یہ تو تھی باغ فدک کی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت، اُمید ہے کہ آپ کو سمجھنے میں دقت پیش نہ آئے گی۔

لیکن اہل تشیع نے فدک کو ایک افسانوی رنگ دیا ہوا ہے، ملاحظہ فرمائیں!

(ترجمہ) ''خلیفۃ مہدی نے امام ابوالحسن سے کہا: اے ابوالحسن! فدک کی حدود بیان کیجئے، امام ابوالحسن نے کہا: اس کی ایک حد اُحد پہاڑ ہے، ایک حد عریش مصر ہے، ایک حد سمندر کا کنارہ ہے اور ایک حد دومۃ الجندل ہے۔ مہدی نے کہا: کیا یہ سب فدک ہے؟ امام ابوالحسن نے کہا: ہاں! اے امیر المؤمنین! یہ تمام وہ علاقے ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ مہدی نے کہا: یہ تو بہت ہے میں اس پر غور کروں گا۔،،

(الاصول من الکافی، جلد 1 صفحہ 543)

علمائے شیعہ کے نزدیک باغِ فدک کا حدود اربعہ مبالغے کی حد سے بھی آگے نکل گیا ہے۔

ملا باقر مجلسی نے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہاں تک لکھا ہے:

''کہ فدک کی ایک حد عدن ہے اور دوسری سمرقند، تیسری افریقہ اور چوتھی حد سمندر کا وہ کنارہ ہے جو آرمینیہ سے ملا ہوا ہے۔،، (بحارالانوار)

اہل تشیع کے دیگر خلافِ واقع دعاوی کی طرح یہ بھی ایک افسانوی دعویٰ ہے جس کا تاریخ اور جغرافیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اہل تشیع کے دعوے تضاد کا شکار ہیں

باغِ فدک کے بارے اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا نے حضور ﷺ کی وراثت سے حصہ مانگا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دینے سے انکار فرما دیا تھا۔ (جس کی تفاصیل پہلے گزر چکی ہیں) ظاہر ہے وراثت اُسی مال سے مانگی جاتی ہے جو پہلے سے ہبہ میں نہ ہو، تو ثابت ہو گیا کہ باغِ فدک، حضور ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں حضرت فاطمہ پاک رضی اللہ عنہا کو ہبہ میں نہیں دیا تھا۔ اس لئے کہ اگر زندگی میں باغِ فدک ہبہ کر دیا تھا تو بعد از وصال اس کی وراثت کا مطالبہ کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ پھر شیعہ علماء یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہبہ کا مطالبہ کیا کہ ان کو ورثہ میں ملا ہوا باغ (اور امام سیوطی کے حوالہ سے بھی دعوی کیا ہوا ہے) کہ باغِ فدک حضور سرور عالم ﷺ اپنی زندگی مبارک میں ہبہ میں دے چکے ہیں۔ جو چیز ہبہ میں پہلے سے موجود ہے اُس سے وراثت کا مطالبہ چہ معنی دارد۔ مختصر یہ کہ اگر مطالبہ میراث کا دعویٰ صحیح ہے تو ہبہ کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اور اگر ہبہ کا دعویٰ صحیح ہے تو مطالبہ کا دعویٰ صحیح نہیں ہے، یہ دونوں دعوے آپس میں متصادم اور ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

عقل مند را اشارہ کافیست۔

قبلہ پیر صاحب! آپ بھی جس طرح پہلے وراثت کے قائل تھے کہ خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کا حق وراثت تھا اور پھر فقیر کے مسلسل اس موضوع پر مضامین آپ تک پہنچتے رہے اور آپ ترقی معکوس کرتے ہوئے یہاں تک اُتر آئے کہ سرکار دو عالم ﷺ حیات حقیقیہ اور حکمیہ کے مطابق زندہ ہیں اور زندہ شخص کی وراثت کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس لئے پہلے ڈیتھ سرٹیفکیٹ لینا ضروری ہے تب وراثت کا دعویٰ درست ہوگا۔لہٰذا خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کا یہ دعویٰ ہی غلط اور نادرست ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کا جب دعویٰ وراثت خود آپ نے غلط ثابت کر دیا ہے اور آپ نے یہاں لِدھ کر دی ہے تو پھر ہبہ کا دعویٰ صرف اہل تشیع کا ہے آپ براہ مہربانی اس دعویٰ سے بھی رجوع فرمالیں یہی صحیح عقیدہ اہل سنت ہے۔رہیں وہ روایات جو کتب اہل سنت میں موجود ہیں ان کی تنقیح ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب پیش کر دی جائے گی۔

فقیر پہلے یہ واضح کر چکا ہے کہ باغ فدک اُن اموال میں سے ہے جو بغیر جنگ کے حاصل ہوا ہے اور جو علاقہ جہاد و قتال کے بغیر حاصل ہو وہ فئی ہوتا ہے۔اور سورہ حشر کی آیات کی روشنی میں یہ تصریح موجود ہے کہ جو علاقہ فئی ہو وہ کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ وقف ہوتا ہے اور وقف میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ مال کسی کو ہبہ کے طور پر دیا جاسکتا ہے۔ اہل تشیع نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ باغ فدک فئی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قرآن حکیم کی یہ آیت

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔(الحشر 7/59)

کفار کی بستیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔یہ بستیاں قریظہ اور بنو نضیر کی بستیاں

ہیں جو مدینہ (طیبہ) میں تھیں اور فدک یہ مدینہ (طیبہ) سے تین دن کے فاصلہ پر ہے اور خیبر اور عرینہ کی بستی اور ینبع ہے۔ ان سب بستیوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کر دیا۔ آپ ﷺ اُن میں سے جو چاہتے وہ تصرف فرماتے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ یہ تمام بستیاں آپ کے تصرف میں ہیں۔ (مجمع البیان) یہ کتاب فقیر کے کتبخانہ میں موجود ہے۔

دوسری روایت: و فی التھذیب باسنادہ الی آخر، عربی عبارت

(ترجمہ) تہذیب الاحکام میں اپنی سند کے ساتھ حلبی سے روایت ہے کہ امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی اس آیت **مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى** کی تفسیر میں فرمایا: فئی ان اموال کو کہتے ہیں جن کے حصول کے لئے جنگ کی گئی ہو اور نہ خون بہایا گیا ہو۔ (المیزان، شیخ طباطبائی)

تیسری روایت: (ترجمہ) لغت میں فئی کا معنی واپس کرنا ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کا معنی ہے جو چیز کفار سے بغیر جنگ کے حاصل کی گئی ہو۔

(فقیہ الامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ، جلد 2 صفحہ 276)

شیعہ علماء یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ فئی اُس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ و جدل کے حاصل ہو۔ تو پھر اس میں نہ وراثت ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو ہبہ میں دیا جا سکتا ہے، (سورۃ الحشر) ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فدک کو شخصی ملکیت میں نہیں دیا بلکہ اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ، آپ کے قرابت داروں اور آپ کے دَور اور بعد میں آنے والے اہل ایمان مسلمانوں کی ضروریات کے لئے اس کے خرچ کو متعین فرما دیا۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک میں آپ کی وراثت جاری نہیں فرمائی اور اُس کی آمدنی کو اہل

بیت ازواج مطہرات اور عام مسلمانوں پر خرچ فرماتے رہے۔

اور پھر حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی بعینہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریق کو برقرار رکھا اور فدک کی آمدنی اہل بیت، ازواج مطہرات اور عامۃ المسلمین کی ضروریات پر خرچ ہوتی رہی۔

باغ فدک اور پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی

سب سے پہلے فقیر یہ واضح کرے گا کہ قبلہ پیر صاحب باغ فدک کے متعلق کیا مؤقف (عقیدہ) رکھتے ہیں:

(1) قبلہ پیر صاحب آپ کی اُسی تقریر کا متن پیش خدمت ہے جو شدید اختلاف و انتشار کا باعث بنی ہوئی ہے۔

"ان کو ورثے میں ملا ہوا باغ تھا باغ فدک وہ تھا جو خاتون جنت کو نہیں دیا گیا تھا اس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی الخ۔"

(2) قبلہ پیر صاحب آپ کی وہ تقریر جو آپ نے فقیر کے رد میں اسلامک سینٹر ڈربی کی مسجد میں کی ہے اس کا متن پیش خدمت ہے،

قبلہ پیر صاحب کا بیان:

"کچھ لوگ باغ فدک پر اعتراض کر رہے ہیں، میرا پہلا مناظرہ شیعہ سے اسی بات پر ہوا تھا۔ اُس (یعنی شیعہ) کا کہنا تھا کہ باغ فدک نہ دینا غاصبانہ اقدام ہے، میں نے کہا: تمہارا عقیدہ اہل بیت کے عقیدہ سے متصادم ہے، اگرچہ امام سیوطی نے **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی** کے ضمن میں لکھا ہے کہ حضور پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے باغ فدک سیدہ رضی اللہ عنہا کو دے

دیا لیکن یہ خبر واحد تھی۔،،

یہ دونوں تقریروں کے متن من وعن لکھے گئے ہیں تا کہ پیر صاحب یہ نہ فرمائیں کہ میری تقریر کو کٹ وڈ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

پہلی تقریر میں پیر صاحب صاف لفظوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ (اُن کو ورثہ میں ملا ہوا باغ تھا، وہ تھا جو حضرت خاتون جنت کو نہیں دیا گیا تھا اس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی۔) یہ جملہ کہ (اُن کو ورثہ میں ملا ہوا باغ تھا) اس کی پوری تفصیل فقیر کے پہلے مضامین میں گزر چکی ہے۔قبلہ پیر صاحب آپ بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کا حق ہی نہیں بنتا تھا کہ وہ وراثت کا دعویٰ کریں، اپنی تقریر خود سن لیں یا اپنے ترجمان سے پوچھ لیں یا پھر فقیر کو پڑھ لیں، بات اس پر ہے کہ اُن کو ورثے میں ملا ہوا باغ تھا۔ یہ دعویٰ اور عقیدہ صرف اہل تشیع کا ہے۔اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ نہ تو خاتون جنت پاک کا حق تھا اور نہ ہی باغ فدک آپ کو دیا گیا تھا۔(ان شاء اللہ اس پر تفصیل سے لکھا جائے گا)۔آپ کی یہ تقریر شیعہ کی ترجمانی ہے اس لئے آپ پر علمائے کرام مفتیان اسلام نے یہ فتویٰ لگایا ہے کہ یہ کھلی شیعیت اور رافضیت ہے۔(فتویٰ فی الحال مؤخر ہے)

بلا شبہ یہ اہل تشیع کا دعویٰ ہے اور چھوٹی کتاب سے لے کر حدیث، تفسیر اور کتب تاریخ سب کے اندر موجود ہے۔

قبلہ پیر صاحب! نمبر 2 ڈربی والی تقریر میں آپ نے فرمایا ہے کہ" میرا سب سے پہلا مناظرہ شیعہ سے اسی بات پر ہوا تھا،، قبلہ پیر صاحب برا نہ مانیں تو آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ شیعہ سے کب اور کہاں مناظرہ ہوا تھا؟ کیا اس کا کوئی گواہ موجود ہے اور اہل تشیع کی طرف سے کونسا شیعہ عالم آپ کے مد مقابل تھا ؟ اس کا نام بتائیں۔جہاں تک فقیر کی

معلومات ہیں مناظرے والی بات بھی محض افسانہ ہے لوگوں پر رعب قائم کرنے کے لئے۔

آپ نے ڈربی والی اپنی تقریر میں دعویٰ کیا ہے کہ اگرچہ امام سیوطی نے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی کے ضمن میں لکھا ہے کہ حضور پاک (ﷺ) نے باغِ فدک سیدہ کو دے دیا لیکن یہ خبر واحد تھی۔ قبلہ پیر صاحب ایک شیعہ سے مناظرہ کی بات فرماتے ہیں اور پھر ساتھ ہی اپنی اندر کی چھپی شیعیت کا اظہار کسی نہ کسی انداز میں ضرور کر دیتے ہیں جیسا کہ امام سیوطی کے حوالہ سے آپ نے اظہار کیا ہے۔ قبلہ پیر صاحب کا یہ انداز غلطی نہیں غلطان ہے۔ جس طرح پیر سید مزمل حسین شاہ صاحب جماعتی سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں جو فروگذاشت ہوئی تھی اس سے انہوں نے برسر عام بریت کا اظہار فرما دیا لیکن پیر عبدالقادر شاہ صاحب! آپ کو بھی چاہیے کہ علانیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی توہین سے بریت اور توبہ کا اعلان کر دیں ورنہ قیامت والے دن بھی آپ کی جان نہیں چھوٹے گی۔

اب آپ کے اس دعویٰ پر لکھا جائے گا کہ امام سیوطی نے سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت کے تحت کہا: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ کے ضمن میں لکھا ہے حضور پاک ﷺ نے باغ فدک، سیدہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا لیکن یہ خبر واحد تھی۔

پہلے ہبہ کا جو اصل مادہ اور لغوی معنی ہے وہ پیش خدمت ہے:

(و ہ ب) وَهَبَ يَهَبُ وَهْبًا وَ وَهَبًا وَ هِبَةً. الْمَالَ فُلَانًا وَلِفُلَانٍ۔ مال بخشنا، ہبہ کرنا، کسی کو مال دینا۔

وَهِبَ يَهِبُ الرَّجُلُ۔ فیاضی میں بڑھنا۔

اِتَّهَبَ اِتِّهَابًا الْهِبَةَ، ہبہ قبول کرنا،

اِسْتَوْهَبَ اِسْتِيْهَابًا الْهِبَةَ۔ ہبہ طلب کرنا، فُلَانٌ مِنْ فُلَانٍ ہبہ مانگنا وغیرہ

اب وہ حدیث جس کو قبلہ پیر صاحب نے خبر واحد فرمایا ہے وہ خبر واحد نہیں بلکہ خبر کاذب ہے۔

پہلے وہ حدیث جس کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں لکھا ہے پیش خدمت ہے:

و اخرج البزار و ابو یعلی وابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال :لما نزلت ھذہ الآیۃ (وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ) دعا رسول اللہ ﷺ فاطمۃ فاعطاھا فدك۔

(مفہوم) بزار، ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ (وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلا کر (باغ) فدک دیدیا۔ حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت مذکورہ بالا کتب اہل سنت کے حوالے سے بیان کی ہے۔ اہل تشیع یہ دعوی کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا روایت اہل سنت و اہل تشیع کی متفق علیہ روایت ہے جس سے یہ بات ثابت ہے کہ باغ فدک حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو ہبہ کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک زندگی میں عطا فرما گئے تھے۔

یہی روایت بعینہ کتب شیعہ میں موجود ہے۔ صاحب مجمع البیان نے سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت کی تفسیر میں پوری سند کے ساتھ لکھا ہے۔

دوسری روایت طبرانی کی ہے جس سے اہل تشیع مزید زور دیتے ہیں کہ یہاں بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن ابی سعید قال :لما نزلت (وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ فاعطاھا فدك۔ رواہ الطبرانی و فیہ عطیۃ العوفی و ھو

ضعیف متروک

(مفہوم) ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جب (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر (باغِ) فدک دیدیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس (روایت) میں عطیہ عوفی ہے جو ضعیف اور متروک ہے۔

درمنثور میں امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی روایت کو لکھا ہے، کسی بھی روایت یا حدیث کو صحیح ،ضعیف یا موضوع کہنے سے پہلے اُس کی سند کو دیکھا جاتا ہے پھر صحیح یا ضعیف یا موضوع کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کی اس روایت کی سند پر بات ہوگی تاکہ آپ کی اچھی تسلی ہو جائے کہ جس کو آپ خبر واحد کہہ رہے ہیں اور اہل سنت کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغِ فدک دیدیا گیا ،مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) فدک نہ دے کر خاتون جنت سلام اللہ علیہا کا حق غصب کیا۔ یہی واویلا شیعہ رافضی بھی کر کے شیخین کریمین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو غاصب اور ظالم ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں اور قبلہ پیر صاحب آپ (سنی بن کر) اُن کے وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہیں جو انتہائی قابل افسوس ہی نہیں بلکہ قابل مذمت ہے (ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور) اور کسی نہ کسی انداز یا بہانے سے باغِ فدک کا قصہ چھیڑ دیتے ہیں جو آپ کی اندر کی شیعیت کا کھلا اظہار ہے۔

اس روایت کی سند:

حدثنا عباد بن یعقوب ثنا ابو یحییٰ تمیمی ثنا فضیل بن مرزوق

ثنا عطیۃ عن ابی سعید قال:...الخ

اس روایت کا پہلا راوی عباد بن یعقوب ہے۔ عباد بن یعقوب رواجنی متروک ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو خود یہ حدیث اپنی تفسیر میں لکھنے والے ہیں) فرماتے ہیں کہ بڑے روافض میں سے ہے اور منکر روایت کو بیان کرتا ہے۔

(کشف الاحوال فی نقد الرجال، ص 57)

یہ غالی شیعہ تھا اور سلف (خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیتا تھا۔ رفض کی دعوت دیتا تھا وغیرہ۔ (میزان الاعتدال، جلد 2 صفحہ 15) اور تقریباً یہی بات تہذیب التہذیب (جلد 5 صفحہ 110-109) میں بھی ہے۔

دوسرا راوی ابو یحییٰ تیمی ہے۔ اس کا نام اسماعیل بن ابراہیم الاحول ابو یحییٰ تیمی کوفی ہے۔ اس کے متعلق ابو حاتم، ابن نمیر، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن مدینی، امام مسلم اور ابو داؤد نے فرمایا یہ شیعہ ہے۔ (تہذیب التہذیب، جلد 1 صفحہ 281)

تیسرا راوی فضیل بن مرزوق کوفی ہے۔ یہ بھی ضعیف اور منکر الحدیث تھا اور ثقات کی روایت بیان کرنے میں خطا کرتا تھا۔ عطیہ (کوفی) سے موضوع احادیث بیان کرتا تھا۔ امام حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ عطیہ (کوفی) اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور امام ابن معین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث بھی اس نے عطیہ کوفی سے بیان کی ہے

اس حدیث کا چوتھا راوی عطیہ عوفی کوفی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں ضعیف ہے۔ نیز امام احمد کہتے ہیں کہ یہ (ابو سعید) کلبی کے پاس جاتا اور اُس سے تفسیر کی روایات لے کر ابو سعید کی روایت سے لکھ لیتا اور کہتا کہ مجھے یہ حدیث ابو سعید نے بیان کی ہے اور سننے والوں کو یہ وہم ڈالتا کہ یہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس کوضعیف قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال، جلد 2 صفحہ 181)

امام احمد فرماتے تھے کہ میں ابو احمد زبیری سے سنا وہ کہتے تھے کہ کلبی نے کہا کہ عطیہ نے میری کنیت ابوسعید رکھ دی ہے۔ میں کہتا ہوں حدثنا ابو سعید (زیر بحث حدیث بھی) عطیہ نے ابوسعید یعنی کلبی سے ہی روایت کی ہے۔

جرح وتعدیل کے اکثر ائمہ نے عطیہ کو ضعیف بھی لکھا ہے اور بالوضاحت اس کو شیعہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب، جلد 7 صفحہ 226)

اس حدیث کا پانچواں راوی ابوسعید ہے۔ اس کا نام محمد بن سائب کلبی ہے۔ اس کے متعلق امام ابوسفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو تفسیر کی روایات بیان کرتا ہے وہ جھوٹ ہے۔ اُس کو روایت نہ کرو۔ قرہ بن خالد نے کہا کلبی جھوٹ بولتا ہے۔

مروان بن محمد نے کہا کلبی کی تفسیر باطل ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ کلبی کی کچھ حیثیت نہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل، ج 2 ص 271)

امام ابوسفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے کلبی نے خود کہا جب میں ابو صالح سے حدیث بیان کروں تو وہ جھوٹ ہے۔

کلبی سبائی تھا۔ (شیعہ فرقہ کا بانی عبداللہ بن سبا یہودالنسل تھا)

ابوعوانہ فرماتے ہیں کہ کلبی نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی لکھواتا تھا۔ جب حضور علیہ السلام بیت الخلاء چلے جاتے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وحی لکھواتا تھا۔

جوزجانی نے فرمایا کلبی کذاب ہے۔

امام ابن حبان نے کہا: اس کا مذہب دین میں جھوٹ پھیلانا ہے۔

(میزان الاعتدال، جلد 2 صفحہ 382)

معتمر بن سلیمان نے فرمایا کوفہ میں دو کذاب تھے، اُن میں سے ایک کلبی ہے۔

لیث بن ابی سُلیم نے کہا کہ کوفہ میں دو کذاب ہیں، اُن میں ایک کلبی اور دوسرا سدی ہے۔

امام ابوعوانہ کہتے ہیں میں نے کلبی سے ایسی روایات سنی ہیں جن کا کہنا کفر ہے۔

ابوجزء نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔

امام ابو حاتم نے فرمایا کہ اس کی احادیث کے ترک پر تمام لوگوں کا اجماع ہے اور یہ شخص کوفہ میں 146 ہجری میں مر گیا۔

امام حاکم ابوعبداللہ فرماتے ہیں یہ ابو صالح سے موضوع احادیث روایت کرتا تھا۔ (اپنے پاس سے حدیث گھڑ کر آگے پہنچاتا تھا)

قبلہ پیر صاحب! وہ حدیث جس کو آپ نے خبر واحد قرار دیا تھا فقیر نے اِس کے جواب میں لکھا تھا کہ یہ خبر واحد نہیں بلکہ خبر کاذب ہے۔ جس حدیث کے راوی اپنے پاس سے حدیثیں گھڑنے والے (وضاع) جھوٹی روایت کرنے والے اور کذاب (جھوٹے) اور جن کو ائمہ جرح وتعدیل بالاتفاق ضعیف اور شیعہ، رافضی، سبائی، صحابہ پاک کو گالیاں دینے والے اور کافر قرار دیئے گئے اور وحی میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شامل کرنے والے ہوں۔

قبلہ پیر صاحب ایسے جھوٹوں کذابوں کافروں کی روایت کو کس طرح آپ صحیح مان کرامت کو (اہل سنت کو) گمراہ کر رہے ہیں کہ (باغِ) فدک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو عطا فرمایا ہوا تھا؟ گویا کہ آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فدک نہ دے کر خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا حق غصب کیا ہے؟ یہ تو شیعہ روافض کا عقیدہ ہے آپ ان کے سپوٹر بن کر اُمت (اہل سنت) کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ پھر اس شان کے ساتھ کہ مجھ سے یہ لوگ بیس سال پڑھتے رہیں تو بھی میرے علم کا بیسواں حصہ حاصل نہ کر سکیں۔ آپ ڈاکٹر بھی ہیں، آپ جامع معقول و منقول بھی ہیں اور تمام علوم قدیمہ و جدیدہ کے ماہر بھی۔ لیکن ایک جھوٹی روایت کو خبر واحد کا درجہ دے رہے ہیں، افسوس صد افسوس۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم یا پھر اندر کی شیعیت کا اظہار۔

فقیر نے سند کے اعتبار سے جو کچھ لکھا ہے کتابوں کے حوالہ جات بھی ساتھ درج کر دیئے ہیں۔ نتیجہ یہ ثابت ہو گیا کہ ہبہ کا دعویٰ پیر صاحب کا ایک جھوٹا افسانہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری قسط میں مزید حقائق پیش کئے جائیں گے۔

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی

7-3-2016 رات 12-40

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبلہ پیر صاحب آپ کی طرف سے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ کی تفسیر میں من مانی تعبیر اور ثبوت کے لئے ایک جعلی من گھڑت روایت کا بطلان آپ نے یقیناً پڑھ لیا ہوگا جس کی فقیر نے سند کے اعتبار سے بحث لکھی ہے اور یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ روایت متن کے لحاظ سے اس لئے بھی مردود ہے کہ خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کا فدک میراث میں مانگنا اس پر دلیل ہے کہ باغ فدک آپ کو ہبہ میں نہیں دیا گیا تھا، جیسا کہ فقیر نے اپنے پہلے مضامین میں پوری وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے اور آپ اور آپ کے محبین، مریدین اور ترجمانوں نے پڑھ لیا ہے اور ابھی تک فقیر کے لکھے مضامین کی کوئی بھی صحیح العقیدہ سنی ہو کر تردید نہیں کرسکا اور نہ ہی آپ بھی۔

مغالطہ:

اب اس بات کی وضاحت کہ ہبہ والی روایت کتب اہل سنت میں بھی درج ہے، جواب عرض ہے سند کے اعتبار سے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ روایت جھوٹی، من گھڑت، کذاب، وضاع، کافر صفت شیعہ روافض کا محض ایک جھوٹا افسانہ ہے لیکن اس کا وہ جواب جو مفسر، محدث، فقیہ اور تیرہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے، وہ درج ذیل ہے:

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ جھوٹی روایات کے رد میں فرماتے ہیں کہ:

''شیعہ علماء کا ایک مکر یہ بھی ہے کہ تفاسیر اور سیر میں اہل سنت کی جو کتابیں قلیل الاستعمال ہیں اور چنداں شہرت نہیں رکھتیں اور نہ زیادہ دستیاب ہوتی ہیں ان میں وہ ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں جن سے شیعہ مذہب کا ثبوت ہو اور سنی مذہب کا بطلان ہو، چنانچہ فدک کے ہبہ کا قصہ بعض تفاسیر میں شامل کر دیا ہے اور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فدک دے دیا، لیکن جھوٹے کا حافظہ کہاں ہوتا ہے یہ یاد نہ رہا کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں فدک کہاں؟ پھر یہ بھی چاہیے تھا کہ مساکین اور ابن سبیل کو بھی وقف فرماتے تاکہ تمام آیت پر عمل ہوتا، اس کے علاوہ اعطاها فدك سے ہبہ و تملیک ثابت نہیں ہوتی، اس کے بجائے وهبها کا لفظ گھڑنا چاہیے تھا۔،، (تحفہ اثناعشریہ ص 66_67)

الحمد للہ فقیر نے ہبہ پر پہلی قسط میں ہبہ کا اصل مادہ اور لغوی معنی ہے، اس کے متعلق اس مادہ سے جتنے ابواب تھے وہ اکثر لکھ دیئے ہیں

(1) فقیر نے علمائے شیعہ کی اس تصریح کے مطابق کہ فدک فئی ہے اور سورہ حشر کی آیات سے ثابت ہے کہ جو چیز فئی ہو وہ کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ وقف ہوتی ہے لہٰذا فدک وقف قرار پایا۔ اور جو چیز وقف ہو اس کو ہبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے باغ فدک کو ہبہ کرنے کا دعویٰ ازروئے قرآن باطل قرار پایا ہے۔

(2) دعویٰ ہبہ کے بطلان کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعہ علماء نے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ سے باغ فدک کو ہبہ کرنے پر یہ دلیل دی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو بلا کر فدک دے دیا تاکہ اس آیت پر عمل ہو جائے۔ لیکن اہل تشیع کی یہ دلیل اس لئے غلط ہے کہ یہ آیت سورہ بنی اسرائیل اور سورہ روم کی ہے اور یہ

دونوں سورتیں مکی ہیں اور اُس وقت فدک کا تو وجود ہی نہ تھا، فدک تو سات ہجری کو مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر قتال کے صلح کے معاہدے کے بعد ملا جب کہ آیت مکی ہے، لہٰذا ہبہ کا دعویٰ غلط ہے اور کوئی ایسا قول بھی ثابت نہیں کہ سورت تو مکی سہی لیکن یہ مذکورہ آیت مدنی ہے، نہ اہل سنت اور نہ ہی اہل تشیع میں سے کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے ہبہ کا دعویٰ ہر طرح سے باطل ہے۔ خود شیعہ محققین نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اس آیت سے باغ فدک کو ہبہ کرنے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

شیخ محمد حسین طباطبائی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وبالآية يظهر ان ايتاء ذي القربي والمساكين وابن السبيل مما شرع قبل الهجرة لانها آية مكية من سورة مكية۔

(مفہوم) اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو دینا ہجرت سے پہلے مشروع ہو چکا تھا کیونکہ آیت مکی ہے اور یہ سورہ مکی کا جز ہے۔ (المیزان)

شیخ طباطبائی نے دوسرے شیعہ علماء کی طرح یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کو بلا کر باغ فدک اُن کو عطا فرما دیا بلکہ اس کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکی سورت کا جز ہے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم مکہ میں مشروع ہو چکا تھا۔

(3) دعویٰ ہبہ کے بطلان کی قرآن کریم کی رو سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ کا سیاق وسباق اس چیز کو ظاہر کرتا ہے کہ اس آیت میں بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ کو خطاب نہیں ہے بلکہ پوری امت کے عام افراد سے خطاب ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا سے لے کر فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا تک۔

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ جن آیات کی سلک میں منسلک ہے ان کے سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باقی آیات کی طرح اس آیت میں بھی عام افرادِ اُمت کو خطاب ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کریں، نیک چلنی اختیار کریں، توبہ کریں، قرابت دار کو، مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیں، فضول خرچی نہ کریں، سائل کو نرمی سے جواب دیں، بے حد فراخی سے کریں نہ بہت تنگی سے۔ کوئی بھی انصاف پسند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان آیات سے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو خطاب کیا گیا ہے بلکہ ان آیات میں اُمت کے عام افراد مراد ہیں۔

ایران سے ایک جدید تفسیر آئی ہے جس کو علمائے شیعہ کی ایک جماعت نے مرتب کیا ہے، اس میں بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ صرف ایک پیرا تحریر کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(ترجمہ) ہم نے بارہا بیان کیا ہے کہ اس قسم کی تفاسیر اور روایات آیت کے مفہومِ عام کو مقید اور محدود نہیں کر سکتیں اور واقع میں اس کا مصداق بالکل ظاہر ہے۔ اس آیت میں وَ اٰتِ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرنا اس حکم کے خاص ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ ان آیات کے باقی تمام احکام عام ہیں۔ مثلاً فضول خرچی سے منع کرنا، سائل اور محتاج کو نرمی سے جواب دینا اور بخل اور زیادہ خرچ کرنے سے منع کرنا، اور ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ احکام اختصاص کا پہلو نہیں رکھتے اور ان تمام آیات کا مفہوم کلیۃً عام ہے۔

(جمع از نویسندگان، تفسیر نمونہ، جلد 12 صفحہ 87، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ، ایران۔ سنہ 1343)

نتیجۃً سورہ حشر کی آیات سے واضح ہو گیا کہ فئی وقف ہوتا ہے اور وقف کو ہبہ نہیں کیا

جاسکتا۔ اور چونکہ باغ فدک بھی بالاتفاق فئی ہے لہٰذا اس کو بھی ہبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ سے فدک کو ہبہ کرنے پر استدلال دو وجہ سے صحیح نہیں ہے، اول یہ آیت مکی ہے اور نبی پاک ﷺ کو مذکورہ آیت میں خطاب نہیں ہے۔

دوم: اس میں حکم عام ہے۔ الحمد للہ! شیعہ علماء نے بھی ان دونوں چیزوں کا اعتراف کرلیا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! کیا یہ حقائق جن میں ثابت کردیا ہے کہ شیعہ کا دعویٰ ہبہ قرآن و سنت کی روشنی میں باطل ہے اور فقیر کے اوپر لکھے گئے حقائق سے کیا آپ آگاہ نہیں ہیں؟ جبکہ آپ تو یہ دعویٰ کرچکے ہیں کہ یہ لوگ مجھ سے بیس سال تک پڑھتے رہیں تو بھی میرے علم کا بیسواں حصہ بھی حاصل نہ کرسکیں۔ کیا آپ کا اتنا بڑا علم اہل سنت کو گمراہ کرنے اور شیعہ روافض کے باطل عقائد کو ثابت کرنے میں صرف ہورہا ہے؟ اور پھر آپ کا یہ دعویٰ کہ میں صحیح العقیدہ سنی پیر طریقت اور عالم دین ہوں؟ آپ کو اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے، یہ نیم دروں اور نیم بروں والی عادت چھوڑ دینی چاہیے۔

کیا ایسا ممکن تھا کہ حضور ﷺ اپنی ان تمام دینی ضروریات جن میں جہادِ اسلام، اشاعت دین، اپنی خانگی ضروریات اور عامۃ المسلمین کی خبر گیری شامل ہیں، ان سب کو نظرانداز فرما کر اتنی بڑی قیمتی جائیداد جس کی آمدنی چوبیس یا ستر ہزار دینار سالانہ تھی، اپنی لختِ جگر رضی اللہ عنہا کو عطا فرمادیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ کی سیرت، آپ کا کردار ایسا ہی تھا؟ (معاذ اللہ) جبکہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یوں تھا کہ آپ کے پاس جب مال غنیمت آتا تو آپ دوسرے ضرورت مند مسلمانوں کو اس مال سے دیتے اور اپنے اہل بیت کو صبر اور ایثار کی تلقین فرماتے، حتیٰ کہ ایک موقع پر خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا نے آپ

سے گھریلو کام کاج کے لئے ایک کنیز مانگی تو وہ بھی نہیں دی اور اُن کو تسبیح پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

اس پر سنی اور شیعہ متفق ہیں۔ یہ صحیح بخاری شریف اور کتب شیعہ میں بھی ایسے ہی ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے صرف ملا باقر مجلسی کی لمبی روایت سے ضروری حصہ نقل کیا جاتا ہے۔ عبارت یوں ہے:

''اُس وقت میں (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) نے لحاف سے سر نکالا اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مطلب عرض کیا۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو تمہارے لئے کنیز سے بہتر ہو، پس فرمایا جب بستر خواب پر جاؤ 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ 34 مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اُس وقت جناب فاطمہ نے لحاف سے منہ نکال کر تین مرتبہ فرمایا میں خدا اور رسول سے راضی ہوں۔''

(ملا باقر مجلسی، جلاء العیون، جلد 1 صفحہ 187۔186)

قبلہ پیر صاحب! یہ شیعہ علماء کی بیان کردہ روایت ہے اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کے لئے دنیا کے مال و دولت پسند نہیں فرماتے تھے۔

نتیجہ

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو ایک خادمہ تک نہیں دی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس وقت پوری اُمت مسلمہ کی ضروریات جہاد اور دین کی تبلیغ واشاعت کے تقاضوں کو نظر انداز فرما کر اتنی بڑی قیمتی چوبیس یا ستر ہزار دینار سالانہ آمدنی والی جاگیر اپنی لخت جگر سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کو ہبہ کے طور پر دے دیں۔

ملا باقر مجلسی شیعہ نے ایک طویل واقعہ بیان کیا جس کو مختصر بیان کیا جارہا ہے۔

''حضور سرور عالم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب کبھی بھی آپ سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا سے ملاقات فرماتے اور اسی طرح جب آپ واپس تشریف لاتے سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو ملتے۔ آپ ﷺ سفر پر تشریف لے گئے، آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں لڑائی میں کوئی چیز پائی تھی، وہ جناب سیدہ پاک کو دے دی تو آپ نے اس سے چاندی کے دو کڑے بنوا کر پہن لئے اور کچھ کپڑا لے کر دروازے پر پردہ ڈالا۔ جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول خاتون جنت کو ملنے کے لئے آئے۔ جب آپ ﷺ نے خاتون جنت کے ہاتھوں میں چاندی کے دو کڑے اور دروازے پر پردہ لگا دیکھا تو آپ ﷺ ملے بغیر واپس ہو گئے۔ خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کا ملے بغیر واپس تشریف لے جانا اسی وجہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سلام سمیت چاندی کے دونوں کڑے اور دروازے پر لگا پردہ اُتار کر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھیج دیئے۔ آپ ﷺ نے دونوں نواسوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں لیا اور پھر حکم دیا کہ کڑوں کو توڑ کر اہل صفہ کے ان فقراء مہاجرین میں تقسیم کر دو جن کے پاس رہنے کے لئے مکان نہیں تھے اور پردہ لنگی (تہبند) کے برابر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُن لوگوں میں تقسیم کر دیا جن کے پاس ستر پوشی کے لئے کپڑا نہیں تھا۔ حضرت (ﷺ) نے فرمایا: خدا فاطمہ پر رحمت نازل کرے اور اس کو (اِس) کپڑے کے عوض جامہ ہائے بہشت پہنائے۔

(ملا باقر مجلسی، جلاء العیون، جلد ا صفحہ 187_188)

قبلہ پیر صاحب! واقعہ رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے عین مطابق ہے اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی مزاج شناسائے رسول تھی۔ ان کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کو ان کے پاس متاع دنیا دیکھنا پسند نہ تھا۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتون جنت کی دنیوی خوشحالی کی بہ نسبت فقراء مہاجرین اور دیگر تنگدست مسلمانوں کی ضروریات کا زیادہ احساس تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اتنی قیمتی جائیداد مال دنیا میں ستر ہزار دینار سالانہ آمدنی کی اراضی حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو ہبہ کر دی ہو۔

قبلہ پیر صاحب! جس زمانہ میں مسلمانوں کی غربت اور افلاس کا یہ عالم ہو کہ ان کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سواریاں تک میسر نہ ہوں اور نان شبینہ کے محتاج ہوں (شک ہو تو سورہ توبہ کی آیت نمبر 91_92 پڑھ لیں)

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ط مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ص تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ۔

(التوبہ 91_92/9)

کوئی حرج نہیں ضعیفوں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جو نہیں پاتے وہ چیز جسے وہ خرچ کریں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خلوص رکھنے والے ہوں۔ نیکی کرنے والوں پر (طعنہ زنی کی) کوئی راہ نہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اور نہ ان لوگوں پر (کوئی حرج ہے) کہ وہ آپ کے پاس جب اس لیے حاضر

ہوئے کہ آپ انہیں (جہاد کے لیے) سواری دے دیں تو آپ نے انہیں فرمایا کہ میں وہ چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کردوں وہ اس حال میں لوٹے کہ ان کی آنکھیں اشکبار تھیں اس غم میں کہ وہ نہیں پاتے اس چیز کو جسے خرچ کریں اور شریک جہاد ہوں۔ (التوبہ 9/92_91)

اُس وقت اللہ تعالیٰ نے جو مال فئی کی شکل میں آپ ﷺ کو یتیموں، مسکینوں ،مسافروں اور اپنے اہل خانہ پر خرچ کرنے کے لئے دیا ہو، آپ ﷺ اس مال کو بجائے حاجت مندوں اور غربا پر تقسیم کرنے کے وہ تمام مال اپنی بیٹی کو ہبہ کردیں، کیا یہ عمل سچے نبی و رسول کی سیرت کے مطابق ہے؟

قبلہ پیر صاحب! آپ سنی عالم و پیر بن کر اُمت (اہل سنت) کو کتنے بڑے مغالطے میں ڈال رہے ہیں اور اہل تشیع کے باطل مذہب کو ثابت کر کے صحابہ پاک رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) غاصب اور ظالم کہہ رہے ہیں۔

محترم و مکرم علمائے کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ سنی قارئین کرام!

آپ بھی فقیر کے ان مضامین کو غور سے پڑھیں۔ جہاں کوئی غلطی دیکھیں فقیر کی اصلاح فرمائیں اور خصوصاً قبلہ پیر صاحب کی سنیت کے پردہ میں چھپی ہوئی شیعیت کو دیکھ کر اُمت (اہل سنت) کے لئے اس فریب اور بد مذہبی سے بچانے کے لئے تدابیر سوچیں اور اہل سنت و جماعت کی رہنمائی فرمائیں۔

ہبہ کا دعوی محض ایک جھوٹا افسانہ ہے:

قبلہ پیر صاحب! کیا یہ آپ کے علم میں نہیں ہے کہ جب رجب نو ہجری میں غزوہ تبوک ہوا تو اس وقت مسلمان بہت تنگی اور عسرت میں مبتلا تھے حتی کہ جہاد میں شامل ہونے کے لئے مسلمانوں کے پاس نہ سواریاں تھیں اور نہ ہی کھانے پینے کا مناسب سامان

تھا۔تب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ **مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّة** (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسلمانوں (صحابہ پاک رضی اللہ عنہم) کو جہاد فنڈ میں دل کھول کر عطیات دینے کی دعوت دی تو جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے بڑھ کر جہاد فنڈ میں حصہ لیا خصوصاً حضرت عثمان غنی و دیگر صحابہ کرام مثلاً حضرت ابوبکر صدیق ،حضرت عمر فاروق اور حضرت عبدالرحمان بن عوف وغیرہم رضی اللہ عنہم نے جس کو جتنی توفیق تھی اس نے کچھ نہ کچھ ضرور جہاد فنڈ میں حصہ لیا۔ایک غریب صحابی حاضر خدمت ہوئے اور یوں عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ (ﷺ)! میرے پاس سوائے اپنی جان کے اور کچھ نہیں، میں اپنی جان صدقہ کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس کی جان قبول فرمالی اور اس کو جہاد میں شامل کرلیا۔

سورہ توبہ میں مسلمانوں کی تنگ دستی کا اللہ تعالیٰ نے پورا بیان فرمایا ہے۔ بلکہ شیعہ مؤرخین نے بھی اس حوالہ سے بہت فراخدلی کے ساتھ صحابہ پاک رضی اللہ عنہم کی فیاضی اور دریا دلی کو بغیر کسی تعصب کے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔مثلاً شیخ احمد بن ابی یعقوبی متوفی سنہ 260 ، تاریخ یعقوبی جلد 1 صفحہ 430۔429 ۔مؤرخ شہیر مرزا محمد تقی متوفی سنہ 1297 نے اپنی مشہور کتاب ناسخ التواریخ جلد 2 صفحہ 188۔184 میں بڑی تفصیل سے غزوہ تبوک کے موقعہ پر صدقات وخیرات دینے والوں کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ تلاش کر کر کے ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے غزوہ تبوک میں صدقات دیئے حتی کہ جس نے دو کلو کھجوریں دیں ان کا نام بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ کی دریادلی صدقات وخیرات کے انبار لگانے کا نہ صرف ذکر کیا ہے بلکہ وہ خوش خبری والی احادیث بھی لکھی ہیں جن میں حضور سرور عالم

ﷺ نے خوش ہو کر یہ فرمایا کہ

لَا یَضُرُّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھٰذَا ۔ اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْہُ رَاضٍ۔

یہی احادیث تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ کتب احادیث اہل سنت میں بھی موجود ہیں۔ اور پھر حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے اُس مشہور مقابلہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو آپ نے عرض کیا: اِدَّخَرْتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ، میں نے اُن کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو رکھا ہے

اب آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اگر خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا غزوہ تبوک میں کوئی صدقہ وخیرات دیتیں اور اس جہاد میں مسلمان مجاہدین کی مدد فرماتیں تو شیعہ مؤرخین نہ صرف اس کو اپنی کتب میں لکھتے بلکہ فخریہ طور پر خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کی برتری کو بڑھا چڑھا کر اپنی کتب کی زینت بناتے، لیکن کسی بھی شیعہ مؤرخ نے ایک لفظ بھی خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کی طرف سے جہاد فنڈ میں کچھ بھی دینے کا ذکر تک نہیں کیا، نہ ہی کتب اہل سنت میں اس کا کہیں ذکر ہے، جبکہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ایسی عابدہ، زاہدہ اور راہ خدا میں فیاضی سے خرچ کرنے والی خاتون جنت سے یہ کسی طرح بھی متصور نہیں ہوسکتا کہ اُن کے قبضہ اور تصرف میں دو سال (سات ہجری) (جبکہ غزوہ تبوک 9 ہجری میں واقع ہوا) باغ فدک جیسی بڑی جاگیر ہو جس کی آمدنی بقول شیعہ علماء چوبیس یا ستر ہزار دینار سالانہ ہو اور ایسی مشکل گھڑی میں جہاد کے لئے حضور ﷺ صدقات وخیرات کی بار بار تلقین فرما رہے ہوں اور جناب سیدہ پاک رضی اللہ عنہا مجاہدین کی مدد کے لئے ایک درہم یا دینار بھی نہ دیں تو اس

سے بڑی بخیلی کیا ہو سکتی ہے؟ جبکہ سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کا دامن اس تہمت سے نہ صرف پاک ہے بلکہ ان کی بے نفسی کے بھی خلاف ہے، وہ فیاض تھیں اور سخیا تھیں۔

نتیجہ:

اگر آپ کے پاس اتنی بڑی جاگیر واقعتاً ہوتی تو خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا جمیع صحابہ پاک رضی اللہ عنہم سے سخاوت میں باری لے جاتیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو باغ فدک ہبہ کر دیا تھا اور اس کو ان کے قبضہ وتصرف میں دے دیا تھا اور انہوں نے باغ فدک پر اپنا ایک وکیل بھی مقرر کر دیا تھا، یہ محض ایک سفید اور کالا جھوٹا افسانہ ہی ہے۔ اس کا حقیقت سے ساتھ کوئی واسطہ ورشتہ نہیں ہے۔ یہ سب شیعہ رافضی علماء کا گھڑتال ہے جو انہوں نے جھوٹی ووضعی روایات کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے اور اس کے ذریعے صحابہ پاک رضی اللہ عنہم بالخصوص سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ظالم اور غاصب ثابت کرنا ہے جس کے قبلہ پیر صاحب آپ وکیل بن کر اہل تشیع کی مدد کر رہے ہیں۔

کیا واقعی باغ فدک حضرت زہراء پاک رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا گیا تھا؟:

قبلہ پیر صاحب! اب احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا جائزہ لیا جائے گا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک ہبہ نہیں کیا گیا، یہ محض جھوٹا دعوی ہے اور واقعات کی رو سے ہرگز اس کی تصدیق نہیں ہوتی، سب سے پہلے شیعہ عالم ابن میثم بحرانی کے حوالہ سے عرض خدمت ہے۔

''جب خاتون جنت مقام رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کے سلسلہ میں دعوی فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ آپ نے بھی اور حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی سچ کہا اور حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمن

بن عوف رضی اللہ عنہما نے بھی سچ کہا، (لیکن) صورتِ حال واقعی یہ تھی کہ

کان رسول اللہ ﷺ یاخذ قوتکم و یقسم الباقی و یحمل منہ فی سبیل اللہ و لک علیّ اللہ ان اصنع کما کان یصنع فرضیت بذلک۔ (شرح ابن میثم بحرانی، جلد 5 ص 107)

مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری روزی اور گذران کے مطابق اُس سے لے کر تمہارے حوالے کرتے تھے۔ اور باقی کو تقسیم فرما دیتے تھے اور اُسی سے راہ خدا، جہادِ فی سبیل اللہ کے لیے سواریوں کا بندوبست فرماتے تھے اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی ضمانت دیتا ہوں کہ میں بھی اُسی طرح اس کو تقسیم کروں گا جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے تھے۔ تو آپ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہو گئیں۔،،

بحرانی صاحب کے اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اسے ہبہ سمجھنا محض اس وجہ سے تھا کہ اس سے ضروریات کی کفالت ہوتی تھی۔ اور جب حقیقتِ حال واضح ہو گئی تو خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا نے اپنا دعویٰ ہبہ واپس لے لیا اور اس فیصلے پر راضی ہو گئیں۔

قبلہ پیر صاحب! اب کتب اہل سنت کے حوالہ سے آپ کی پھیلائی ہوئی گمراہی سے سادہ لوح مریدوں اور آپ کی علمی وجاہت سے مرعوب یا مجبوری سے جو چند علماء آپ کے ساتھ رہ گئے ہیں ان کی اصلاح اور آنکھیں کھولنے کے لئے احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

نمبر 1: (ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے حصے کا مطالبہ کیا تھا، ان اموال سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے تھے یعنی خیبر، فدک اور مدینہ منورہ میں صدقات نبویہ، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا میں اُس عمل کو ترک

نہیں کرسکتا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے بلکہ میں بھی اسی طرح کروں گا کیونکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر سے ذرہ بھر بھی ترک کروں گا تو راہ راست سے ہٹ جاؤں گا۔ (صحیح بخاری شریف، باب فرض الخمس، جلد اول صفحہ 435)

نمبر: 2 (ترجمہ) تو رسول اللہ ﷺ اس مال فئی ی (فدک بنو نضیر اور خیبر) سے اپنے اہل کو سال بھر کا خرچ عطا فرماتے تھے، پھر جو بچ جاتا اُس کو اللہ تعالیٰ کے مال کی جگہ صرف فرماتے تو حضور ﷺ نے عمل فرمایا اُسی طریقہ پر اپنی ساری زندگی میں مَیں تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ تو انہوں نے (حضرت عثمان، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: ہاں، پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کریم (ﷺ) کو فوت کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی امر اور خلیفہ ہوں تو آپ نے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ پس اُس میں وہی روش اختیار فرمائی جو رسول اللہ ﷺ نے اپنائی تھی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ اُس روش ورفتار اور عمل وکردار میں البتہ سچے محسن، راست رو اور حق کے تابع دار تھے۔ الخ

نمبر 3: (ترجمہ) حضرت مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے اموال فئی تقسیم کرکے اُن کے حوالے کرنے اور باہمی اختلاف ختم کرنے کے مطالبہ پر) اُن پر حجت قائم کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے تین مخصوص اموال تھے۔ بنو النضیر کا علاقہ، خیبر اور فدک۔ بنو النضیر والا علاقہ اپنی ضروریات کے لئے مخصوص تھا اور فدک مسافروں کی

ضروریات کے لیے مختص تھا،لیکن خیبر کے تین حصے کردیئے تھے جن میں سے دو اہل اسلام کے درمیان تقسیم ہوتے تھے اور ایک تہائی اپنے اہل کے اخراجات کے لئے مخصوص تھا ،تو اُس میں سے جس قدر بچ جاتا اُسے فقراء مہاجرین کے درمیان تقسیم فرمادیتے تھے۔(رواہ ابوداؤد)

قبلہ پیر صاحب اور جمیع علمائے کرام ومشائخ عظام وقارئین کرام!

ان تینوں روایات جن میں سے دو صحیح بخاری اور ایک سنن ابوداؤد شریف کو غور سے اور پوری توجہ سے پڑھیں تو مسئلہ بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ سرورعالم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں باغ فدک کو دوسرے اموال فئی کی طرح اپنے قبضے اور تصرف میں رکھا ہوا تھا اور اس کی آمدنی کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ فرماتے تھے۔مذکورہ بالا چھ صحابہ کرام نے بھی اس حقیقت کا اعتراف فرمایا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں باغ فدک حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ہبہ نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی اُن کے حوالے کیا تھا۔لہٰذا ہبہ کرنے کا دعویٰ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ کی روشنی میں محض ایک جھوٹی داستان یا افسانے کے سوا کچھ نہیں۔

علاوہ ازیں ابن میثم بحرانی بھی اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے خاتون جنت پاک نہ صرف راضی ہیں بلکہ فیصلے کو تسلیم بھی فرمارہی ہیں۔

نیز فقیر نے جو تحقیقی مضمون 2016_16 کو لکھا ہے اس میں بھی کتب احادیث اور کتب تاریخ کے حوالوں سے واضح کردیا ہے کہ کسی بھی طرح ہبہ کا دعویٰ درست نہیں ہے۔

اب ایک اور حدیث پیش خدمت ہے جس سے بات اور واضح ہوجائے گی کہ ہبہ کا دعویٰ غلط

ہے اور کسی بھی طرح صحیح نہیں ہے بلکہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے تملیک فدک اور اس کے ہبہ کا مطالبہ بھی کیا لیکن حضور ﷺ نے تملیک اور ہبہ دونوں سے انکار فرما دیا،

حدیث درج ذیل ہے:

نمبر 4 (ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما خلیفۃ بنائے گئے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور فرمایا کہ فدک حضور ﷺ کے تصرف میں تھا اور آپ ﷺ اس سے ازواجِ مطہرات اور اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے۔ نیز بنو ہاشم کے یتامیٰ کی کفالت فرماتے تھے، ان کی بچیوں کی شادی پر خرچ فرماتے تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق مطالبہ کیا کہ ان کے لئے مختص فرما دیں اور مالک بنا دیں تو آپ ﷺ نے اس سے انکار فرما دیا۔ لہٰذا یہ فدک حضور ﷺ کی ظاہری زندگی مبارکہ میں اُسی حالت پر برقرار رہا حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی بنے تو انہوں نے بھی اپنی خلافت کے دوران تاحیات وہی طریق قائم رکھا جو حضور ﷺ نے اپنایا تھا حتی کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ بعد ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے متولی بنے اور انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے مطابق عمل کیا حتی کہ ان کا وصال ہو گیا۔ پھر مروان (لعین) نے اُس کو اپنی جاگیر بنا لیا اور اپنے تصرف میں رکھا۔ پھر وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف میں آ گیا۔ تو میرا نظریہ وعندیہ یہ ہے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو نہیں دی تھی اور اُن کے مطالبہ کو اس بارے میں پورا نہیں فرمایا تھا تو میرا حق نہیں بنتا کہ میں اس کو ذاتی جاگیر کے طور پر اپنے تصرف میں رکھوں اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فدک کو

اُس کی اُسی حالت میں لوٹا دیا ہے جس پر کہ وہ زمانہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں تھا۔

قبلہ پیر صاحب! اب بتائیں آپ کا دعویٰ کہ اس آیت کے ضمن میں وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ کی رو سے خاتون جنت کو باغ فدک ہبہ کر دیا گیا تھا۔ کیا اب بھی آپ اس دعویٰ پر قائم ہیں یا رجوع فرما لیا ہے؟

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ

(1) باغ فدک ہمیشہ آپ ﷺ کے اپنے تصرف میں رہا اور آپ ﷺ جہاں ضرورت محسوس فرماتے خرچ کرتے۔

(2) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت زہراء پاک رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کے باوجود آپ ﷺ نے دینے سے انکار فرما دیا، اور دوسری روایت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ کو مجھ سے مانگنا نہیں چاہیے اور مجھے تجھے دینا نہیں چاہیے۔ (او کما قال علیه الصلوۃ والسلام)

(3) تیسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو انہوں نے (باغ) فدک اولادِ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو واپس نہیں کیا بلکہ (باغ) فدک کو اسی اصلی حالت پر لوٹا دیا جس پر وہ دورِ رسالت پناہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر اور دیگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے پاک دور میں تھا۔ (دیکھئے صفحہ ۳۲ کو 16,01,2016 کو لکھے گئے تحقیقی مضمون میں فقیر نے بحوالہ معجم البلدان لکھا ہے)،

یہ محض شیعی جھوٹی روایات ہیں، لہٰذا صحیح یہی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے (باغ) فدک کو اصلی حالت پر بحال فرما دیا اور بس۔

نوٹ: اس جملہ سے کہ **ثم اقطعھا مروان** سے پیر عبدالقادر شاہ صاحب اور کچھ اور علمائے کرام بھی یہ کہتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ اس جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود مروان (لعین) کو فدک دے دیا، یہ غلط ہے۔ بلکہ خلیفۂ راشد پر جھوٹا الزام ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہرگز مروان (لعین) کو باغ فدک نہیں دیا۔ تفصیل 16.01.2016 والے مضمون میں پڑھیں، البتہ اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری نے اپنی طرف سے یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مروان (لعین) نے فدک پر قبضہ کرلیا جس کو یہ سمجھ لیا گیا کہ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان (لعین) کو دے دیا، یہ سب جھوٹ ہے۔

ملا علی قاری کی اصل عبارت یوں ہے۔ **ثم اقطعھا مروان ای فی زمن عثمان** رضی اللہ عنہ، لیکن شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی حدیث کی شرح فرماتے ہوئے اس کی تردید فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں!

ظاہر آنست کہ ایں درزمانِ سلطنت مروان باشد و در حواشی نوشتہ اند کہ ایں درزمان عثمان بود۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ 450)

شیخ محقق فرمارہے ہیں کہ ظاہر حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فدک پر قبضہ مروان (لعین) نے اپنے دور سلطنت میں کیا ہے اور حواشی میں یہ لکھنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مروان (لعین) نے قبضہ کیا، اس کی تردید۔

ایں خطا است بلکہ مروان در حکومتِ خود چنیں کار کردہ بود۔ (اشعۃ اللمعات، 450)

مفسرِ قرآن و محدث شہیر حضرت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی بڑی سختی کے ساتھ

تردید فرمائی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''صاحب مرقاۃ نے فرمایا کہ مروان (لعین) کی یہ تقسیم خلافتِ عثمانی میں ہوئی، محض غلط ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمان وعلی زندہ ہوں اور مروان (لعین) کی یہ حرکت دیکھ کر خاموش رہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور حکومت میں اس کی یہ تقسیم قائم رکھیں مرقات نے یہ سخت غلطی کی ہے۔ اشعۃ اللمعات نے یہ ہی فرمایا ہے کہ مروان (لعین) کی یہ حرکت اپنے دور حکومت میں تھی۔،، (مراۃ شرح مشکوۃ، فئی کا بیان، صفحہ 637)

قبلہ پیر صاحب سے تو بہت کم توقع ہے کہ وہ اپنی اصلاح فرمالیں گے البتہ جو علمائے کرام محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مروان (لعین) نے (باغ) فدک، جناب ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنے قبضہ میں لیا ہے، اُمید ہے کہ وہ اپنے ذہن صاف فرمالیں گے۔ اس لئے کہ حدیث کے الفاظ واضح صریح ہیں، اُن کی کسی شرح کی ضرورت نہیں ہے۔

باغ فدک کس کے سامنے ہبہ کیا گیا؟:

اس ضمن میں طبقات ابن سعد کی ایک روایت پیش نظر ہے جس سے ہبہ کے دعویٰ کی مزید قلعی کھل جائے گی، نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت زہراء کے ساتھ عقیدت ومحبت اور اخلاص ونیازمندی کا کامل اظہار بھی ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خیبر، فدک اور صدقات مدینہ کی وارث ہوں، جیسے کہ تمہاری بیٹیاں، تمہاری وفات کے بعد، تمہاری وارث ہوں گی۔

(ترجمہ) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! آپ کے والد گرامی مجھ سے بہت

بہتر تھے اور بخدا! تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو۔ امید جانیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ہم کسی کو اپنے زیر تصرف اموال کا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یعنی اموال جو قائم و باقی ہیں۔ کیا تمھیں اس امر کا قطعی علم ہے کہ تمہارے والد گرامی (ﷺ) نے تمھیں یہ اموال اور یہ اراضی عطا کی ہیں؟ اگر تم اثبات میں جواب دو اور ہاں کہہ دو تو میں آپ کا قول قبول کرلوں گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ام ایمن آئیں تھیں اور اس نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خود تم نے زبان رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا فدک تمہارا ہے؟ اگر تم اس طرح کہو کہ خود میں نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے تو پھر فدک یقیناً تمہارے لئے ہے۔ میں آپ کے دعویٰ کی تصدیق کروں گا اور آپ کے فرمان کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے صحیح صورت حال اور واقع کی اصلیت بتادی ہے (میری معلومات اس معاملہ میں بس یہی ہے)۔

نتیجہ:

کیا اس طرح کی روایات کے ہوتے ہوئے فدک کے ہبہ ہونے کا دعویٰ اور اس پر قبضہ و تصرف ثابت کیا جاسکتا ہے؟ اور کوئی عقل سلیم اور فہم مستقیم کا مالک یہ بات مان سکتا ہے کہ ہبہ کرنے والے نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس ہو اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ہبہ کیا جائے لیکن نہ تو حضرت زہراء پاک رضی اللہ عنہا کو براہِ راست بتایا جائے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلکہ صرف ام ایمن لونڈی کو ہی بطور راز داری اس حقیقت سے آگاہ کرنا تھا۔

لہٰذا یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ فدک کانہ ہبہ حضرت زہراء

رضی اللہ عنہما کے لئے پایا گیا تھا اور نہ ہی ان کو قبضہ دیا گیا تھا، جبکہ ہبہ بلاقبض مفید ملک ہوتا ہی نہیں۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۱۳۲)

اب حضرت امام زید و امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام علی المرتضیٰ حیدر کرار علیہم السلام کے پاکیزہ عقائد و نظریات درباره حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام زید علیہ السلام نے جبکہ آپ میدان کارزار میں، تلواروں کی چھاؤں میں، تیروں کی بارش اور نیزوں کی نوکوں کے سامنے برملا اور برسرِ عام یہ اعلان فرمایا اور چالیس ہزار افراد میں سے صرف پانچ سو (وفادار صحابہ پاک سے محبت کرنے والے) باقی رہ گئے اور باقی سب آپ کو چھوڑ گئے۔ (اُسی تاریخی موقعہ پر آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: **رفضونی**، میرے لشکریوں نے مجھے چھوڑ دیا) (اسی تاریخی جملہ سے لفظِ رافضی بنا اور بد مذہبوں کا نام رافضی مشہور ہوا۔) لیکن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے غیور خمیر سے پیدا ہونے والے اس جلیل و عظیم امام رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت و جلالت اور علوِ مرتبت و فضیلت اور کتاب و سنت کی مطابقت و متابعت کو بانگ دُہل بیان کیا اور فرمایا:

نمبر 1: درحق ایشاں جز بسخن خیر نمی گویم و از اہل خیش نیز درحق ایشاں جز بسخن خیر نہ نشنیده ام و بالجملہ زید فرمود ایشاں بکتاب خدا و سنت رسول کار کردند و بر کسے ظلم و ستم نراندند۔

(مفہوم) یعنی میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں سوائے خیر و بھلائی کے کلام نہیں کرتا اور اپنے اہل بیت و آباؤ اجداد سے ان کے حق میں سوائے خیر اور بھلائی کے کلمات کبھی کچھ نہیں سنا۔ خلاصہ کلام یہ کہ امام زید نے فرمایا کہ ان دونوں نے کتاب و سنت پر عمل کیا اور کسی شخص پر ظلم و ستم نہیں کیا۔ (ناسخ التواریخ، جلد 2 صفحہ 590)

نمبر 2: حضرت امام زید علیہ السلام کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں جس کو ابن ابی الحدید نے بیان کیا ہے کہ بختر بن عصان نے حضرت امام زید بن امام زین العابدین علیہما السلام سے عرض کیا کہ میں حضرت ابوبکر کی توہین کرنا چاہتا ہوں اور ان کے اس اقدام کی مذمت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے حضرت زاہراء سے فدک چھین لیا تھا تو امام زید نے ارشاد فرمایا:

ان ابابکر کان رجلا رحیما و کان یکرہ ان یغیر شیئا فعلہ رسول اللہ ﷺ الی آخرہ۔ ویم اللہ لو رجع الی لقضیت فیہا بقضاء ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

(شرح حدیدی جلد 6 صفحہ 320)

(مفہوم) بے شک ابوبکر رحیم و کریم آدمی تھے (لہٰذا وہ غصب کے روادار کیونکر ہوسکتے تھے) وہ اس امر کو پسند نہیں کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل و کردار میں تبدیلی کریں۔ الخ، اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ معاملہ میرے پاس بھی پہنچتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر نے کیا تھا۔

نتیجہ ظاہر ہے جن لوگوں نے یہ سوال کیا تھا وہ ان کے حق میں ظلم و غصب کی بدظنی میں مبتلا تھے لیکن فرزند رسول نے برسر دار اُن حضرات کی براءت بیان فرمادی اور اُن سے ہر قسم کے ظلم و ستم اور جور و استبداد کی مکمل نفی فرمادی اور یہ فرمایا کہ (باغ) فدک کا معاملہ اگر میرے پاس بھی آتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ حضرت امام زید رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر مہر تصدیق فرمادی کہ فیصلہ صدیقی مبنی برحق تھا اس فیصلہ سے اختلاف کرنے والے نہ صرف غلطی پر ہیں بلکہ اتحاد اُمت کے بھی کھلے دشمن ہیں۔

تقریباً ایسا ہی سوال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی کیا گیا تو انہوں نے بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرح ہی جواب میں حضرات شیخین کریمین کی براءت بیان فرمائی،

ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: یعنی کثیر النوال سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا فرمائے یہ تو فرمائیے کہ ابوبکر و عمر نے تمہارے حق میں کسی قسم کی تعدی یا زیادتی اور جور و ظلم کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں مجھے اس ذات اقدس کی قسم ہے جس نے اپنے عبد خاص پر نازل کیا تا کہ وہ سب اہل جہان کے لئے نذیر ہوں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں۔

اُن دونوں حضرات نے ہم اہل بیت کے حق میں رائی (**ما ظلمانا من حقنا مثقال حبة من خردل**) کے دانے کے برابر بھی ظلم تعدی سے کام نہیں لیا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا میں اُن دونوں سے محبت رکھوں؟ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ اُن دونوں سے دنیا و آخرت میں دوستی اور قلبی عقیدت و محبت رکھ اور اگر تجھے اُن کی محبت و الفت سے کوئی ضرر اور نقصان لاحق ہوا تو وہ میری گردن پر ہوگا اور اُس کا ضامن ہوں گا۔

(شرح حدیدی جلد 2 صفحہ 22)

یہ ہے مسئلہ ہبہ کی حقیقت جس کو ائمہ اہل بیعت نے حل فرما دیا ہے اور ساتھ ہی شیخین کریمین کی براءت بھی ثابت فرما دی۔

قبلہ پیر صاحب! ان دونوں اماموں کے ارشادات کتب شیعہ کے حوالے سے آپ تک پہنچا دیئے ہیں۔ آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ آپ کا یہ رکیک ناپاک حملہ کہ امام سیوطی نے درمنثور میں **وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ** کے تحت ایک حدیث لکھی ہے، اگرچہ وہ خبر واحد ہے۔ وہ خبر واحد نہیں وہ خبر کاذب ہے۔ آپ اس عقیدہ بد سے رجوع فرمالیں جس پر فقیر نے

قرآن وسنت اور تاریخی کتب اور خصوصاً کتب شیعہ کے حوالہ جات سے سیر حاصل طویل بحث کی ہے جو کہ آپ تک اور آپ کے ترجمانوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور برطانیہ اور دیگر ملکوں کے علمائے کرام ومشائخ عظام بھی اچھی طرح پڑھ چکے ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایک چھوٹا ضمیمہ لکھنا ہے اور اُس کے بعد فتویٰ لکھ کر آپ تک اور دیگر علمائے کرام ومشائخ عظام تک بھی پہنچایا جائے گا۔

فقیر نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

قرآن حکیم:

مختلف تفاسیر بالخصوص:

(1) تفسیر ابن کثیر (2) تفسیر کبیر (3) تفسیر در منثور (4) تفسیر تبیان القرآن (5) تفسیر ضیاء القرآن (6) مجمع البیان (شیعی) اور دیگر

کتب احادیث:

(1) صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، سنن ابوداؤد، مشکوۃ۔

شروح حدیث:

(1) عمدۃ القاری (2) فتح الباری (3) نعمۃ الباری (4) شرح صحیح مسلم (5) مراۃ شرح مشکوۃ (6) مرقاۃ شرح مشکوۃ (7) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ اور دیگر کتب احادیث۔

کتب سیر و تاریخ:

(1) ریاض النضرہ (2) البدایہ والنہایہ (3) کامل ابن اثیر (4) طبقات الکبری

ابن سعد (5) فتوح البلدان بلاذری (6) معجم البلدان حموی (7) تحفہ اثنا عشریہ (8) فتاوی عزیزیہ (9) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ (10) تحفہ حسینیہ (11) مقالات حصہ دوم (حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ)

کتب لغات:

(1) مفردات امام راغب (2) تاج العروس (3) لسان العرب (4) مختار الصحاح (5) تعریفات سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (6) المنجد۔

کتب اسماء الرجال:

(1) میزان الاعتدال (2) تہذیب التہذیب، ودیگر کتب۔

الحمد للہ فقیر کے کتب خانہ میں اکثر وبیشتر کتب موجود ہیں۔

اگر کوئی بات ناگوار گزری ہو تو معذرت خواہ ہوں۔

فقط والسلام

فضل احمد قادری ڈربی

26 مارچ 2016۔۔۔رات 1،23

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قبلہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فقیر کا ہبہ پر لکھا گیا آخری تحقیقی مضمون جیسے ہی منظر عام پر آیا اُس کے فوراً بعد آپ کی (Semedos Birmingham) سمیڈ وک (برمنگھم) میں پہلے سے کی گئی تقریر کا کچھ حصہ آپ کے کسی حمایتی نے (Inter net) انٹر نیٹ پر چڑھا دیا، گویا کہ فقیر کے تحقیقی مضمون کا جواب سمجھا جائے، جو کہ محض طفلانہ حرکت تھی، تاہم فقیر کافی دن تک اس انتظار میں رہا کہ شاید آپ غیرت کھا کر فقیر کے ہبہ پر دو قسطوں میں لکھے ہوئے مضامین کا جواب دیں گے، لیکن پہلے کی طرح مسئلہ باغ فدک کے بارے میں آپ فقیر کے اب تک کسی بھی تحقیقی مضمون کا جواب دینے سے قاصر رہے ہیں۔ فقیر کو قوی اُمید ہے کہ آپ فقیر کے لکھے ہوئے مسائل کا رد یا جواب (ان شاء اللہ تعالیٰ) کبھی نہ دے سکیں گے، ہاں کھلا شیعہ (رافضی) ہی فقیر کا رد یا جواب دینے کی ٹرائی، (Try) کوشش کر سکتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ (بِإِحۡسَانِهٖ وَ كَرَمِهٖ) فقیر نے آپ کی طرف سے پھیلائے ہوئے مغالطوں اور فریب کا (سُنی بن کر) پردہ چاک کر دیا ہے جو کہ علمائے کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ سُنی قارئین کرام تک پہنچ چکا ہے۔ اب (ان شاء اللہ تعالیٰ) آپ کی (Semedos Birmingham) سمیڈ وک (برمنگھم) والی تقریر کا (Post-mortem) پوسٹ مارٹم بھی کیا جائے گا، تا کہ آپ کے علمی غرور کا محاسبہ کیا جائے اور اہل سنت کو باور کرایا جائے کہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب اپنے دعویٰ میں تضادات کا شکار ہیں۔

(تضادات)

تضاد نمبر (1)

اُن کو ورثے میں ملا ہوا باغ تھا، باغ فدک وہ تھا جو حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا گیا تھا، اُس پر انتہائی آزردگی ہوئی تھی الخ۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانے میں جو قانون میراث ہے وہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا کام تھا۔ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم رکھنے والا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تو کوئی موجود نہیں تھا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں علم کا شہر ہوں علی اُس کا دروازہ ہے ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر گئے ہوں اور حضرت علی شیر خدا کو قانون وراثت کا نہ پتہ ہو۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا جا کے (Claim) کلیم کریں۔ اُس کے اسباب کچھ ہوں اس پر بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہوں گا جس سے کسی صحابی پر تنقید مقصود ہو، (قبلہ پیر صاحب آپ نے تنقید تو کر دی ہے اس سے بڑھ کر آپ کیا کہہ سکتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ جب فتویٰ مرتب کیا جائے گا اس میں آپ کی ساری تقریر کا محاسبہ کیا جائے گا) لیکن وہ اُن کے پاس رہا، پھر اُس کو (Nationalise) نیشنلائز کیا گیا کہ یہ سرکاری پراپرٹی ہے، نبی جو ہے وراثت پاتا بھی نہیں دیتا بھی نہیں۔ یہ کس طرح ممکن کہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) علم ہو اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو۔ یہ عموم البلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم البلویٰ میں خبر واحد قابل قبول ہی نہیں ہے۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے۔۔۔۔۔

قبلہ پیر صاحب فقیر نے آپ کی تقریر کا کوئی حصہ کاٹا نہیں تا کہ آپ کو شکوہ کا موقع نہ دیا جائے۔ آپ کی تقریر کا،

(1) پہلا جملہ، کہ اُن کو (یعنی خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا) کو ورثہ میں ملا ہوا باغ تھا۔

(2) دوسرا جملہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو قانون میراث ہے وہ حیدر کرار کا کام تھا۔

(3) تیسرا جملہ، پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر گئے ہوں اور حضرت علی شیر خدا کو قانون وراثت کا نہ پتہ ہو۔

(4) چوتھا جملہ، نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو ہے وراثت پاتا بھی نہیں دیتا بھی نہیں

ہاں تو قبلہ پیر صاحب آپ کی تقریر کے چار جملے (عبارتیں) فقیر نے لکھے ہیں ان میں بڑی وضاحت کے ساتھ وراثت کا ہی تذکرہ (ذکر) ہے۔ خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا نے اپنی وراثت لینے کا دعوی کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کو وراثت سے محروم کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وراثت تقسیم کرتے رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ قانون وراثت کو جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ یہاں مسئلے کا محور صرف اور صرف وراثت ہی ہے جبکہ آپ نے سمیڈوک (برمنگھم) والی تقریر میں جو مؤقف اختیار کیا اُس میں آپ نے وراثت کا کلیۃً انکار کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی اور حکمی کے اعتبار سے زندہ ہیں اور زندہ شخص کی وراثت اُس کی زندگی میں کوئی شخص لینے کا دعوی نہیں کرسکتا۔

آپ کی تقریر یوں ہے: اگر کوئی شخص عدالت میں (Division of land) کا مقدمہ درج کرے گا، جب اُس کی پیشی ہوگی تو جج اس سے سب سے پہلے (Death Certificate) ڈیتھ سرٹیفکیٹ کا مطالبہ کرے گا۔ اگر وہ شخص ڈیتھ سرٹیفکیٹ پیش نہ کرے گا تو جج اُس کا مقدمہ خارج کر کے یہ کہے گا: اے شخص زندہ انسان کی موجودگی میں (Division of land) کا مقدمہ درج نہیں کیا جاتا۔۔۔ ہمارے مسلک کے مطابق نبی

کائنات ﷺ زندہ ہیں، اگر صاحب مال زندہ ہو تو اُس کا مال اُس کی ملک رہتا ہے اِس وجہ سے اُس کی زندگی میں کوئی دعویٰ میراث نہیں کرسکتا۔ (لہذا) اس اعتبار سے حضرت فاطمۃ الزہراء، خاتون جنت رضی اللہ عنہا باغ فدک کی میراث کے دعوی کی مجاز نہیں تھیں۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب بالکل درست تھا۔

آگے چل کر پیر صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ پر اپنے دلائل دیئے ہیں اور جنازہ کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ کہا کہ آپ چونکہ نبی پاک ﷺ حقیقی و حکمی دونوں کے اعتبار سے زندہ ہیں، اس لیے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا دعویٰ میراث کی مجاز نہیں تھیں کیونکہ نبی پاک ﷺ کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں۔ ایسے ہی آپ ﷺ کا مال محلِ توریث نہیں کیونکہ صاحب مال زندہ ہے اُس کی ملک قائم ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حدیث لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ کو پیش کرنا بالکل درست ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس حدیث کی توثیق کی تھی۔

قبلہ پیر صاحب! یہ آپ کی تقریر کا اجمال ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے اپنی پہلی تقریر میں یہ ثابت کیا ہے کہ خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کو وراثت سے محروم کیا گیا ہے اور چار مرتبہ لفظِ وراثت کا تکرار کیا ہے جس سے لامحالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ نے خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کو اُن کے حق وراثت سے محروم کرنے والا قرار دیا ہے۔ اور سمیدوک (برمنگھم) والی تقریر میں بھی آپ نے بار بار لفظِ وراثت استعمال فرمایا ہے اور آج کل کے عدالتی نظام کے مطابق آپ نے ایک حیلے کے طور پر کہ حضور ﷺ چونکہ حیات حقیقی و حکمی کے اعتبار سے زندہ ہیں لہذا خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کا حصول وراثت کے لیے کلیم کرنا ناجائز تھا۔

قبلہ پیر صاحب! اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے اور یہ بھی بتانا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ (بقول آپ کے) حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو اپنے ساتھ لے کر حق وراثت مانگنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے تو کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں سے (معاذ اللہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی (موت) کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ مانگا تھا؟ یا بغیر (Death Certificate) ڈیتھ سرٹیفکیٹ دیکھے ہی مقدمہ خارج کر دیا؟ اور اگر بغیر (Death Certificate) ڈیتھ سرٹیفکیٹ دیکھے مقدمہ خارج کر دیا تو کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصاف کا تقاضا پورا کیا؟ جبکہ آپ نے اپنی مذکورہ تقریر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو مبنی برحق قرار دیا ہے۔ جبکہ آپ کے قائم کردہ قانون قاعدے کے مطابق یہ فیصلہ صحیح نہیں ہونا چاہئے بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر (معاذ اللہ) (Misconduct) مس کنڈکٹ کے تحت (Judiciall inquiry) جوڈیشلی انکوائری ہونی چاہیے جیسا کہ آپ اپنی پہلی تقریر میں یہ کام کر چکے ہیں۔ جناب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رکیک حملے بھرپور طریقے سے صغرے کبرے ملا کر اپنا اندرونی غیض وغضب ظاہر فرما چکے ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! یہ ہیں آپ کی دو تقریروں کے تضادات۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ آپ کی کون سی تقریر صحیح ہے اور کون سی غلط۔ اگر پہلے والی تقریر صحیح ہے تو یقیناً یہ سمیدوک (برمنگھم) والی دوسری تقریر غلط ہے، آپ کا پہلا عقیدہ صحیح تھا یا یہ سمیدوک (برمنگھم) والی دوسری تقریر والا عقیدہ؟ ایک صحیح ہوسکتا ہے دونوں نہیں۔

تضاد نمبر (2)

یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو علم ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم نہ

ہو، قبلہ پیر صاحب! یہ آپ کی اُس پہلی تقریر کا حصہ ہے جس سے یہ سارا فساد اور اختلاف پیدا ہوا۔ آپ اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ روایت اپنے پاس سے گھڑ لی ہے ورنہ اگر یہ روایت (حدیث) ہوتی تو حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پہلے اس روایت (حدیث) کا علم ہونا چاہئے تھا۔ یہ آپ کی پہلی تقریر کا دعویٰ ہے جبکہ آپ سمیدوک (برمنگھم) والی تقریر میں اقرار کررہے ہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس روایت (حدیث) کا علم تھا۔ آپ کی اجمال والی (سمیدوک برمنگھم والی) تقریر کا آخری حصہ اس طرح ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حدیث لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ کو پیش کرنا بالکل درست ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس حدیث کی توثیق کی تھی۔

قبلہ پیر صاحب! یہ ہے آپ کا دوسرا تضاد۔ پہلی (بنیادی) تقریر میں آپ انکار فرمارہے ہیں کہ اگر یہ روایت (حدیث) واقعتاً ہوتی تو اس کا علم مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام کو بھی ہونا چاہیے تھا۔ نتیجۃً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ روایت (حدیث) اپنے پاس سے گھڑ لی ہے (بنالی ہے) حقیقت میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ یہ ہے آپ کا مدعا و مقصود۔

سمیدوک (برمنگھم) والی تقریر میں اقرار ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ صرف سمیدوک (برمنگھم) والی تقریر ہی میں اقرار نہیں ہے بلکہ اور جگہ آپ نے یہ اقرار فرمایا ہے کہ اس روایت (حدیث) کا علم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور جملہ خلفاء راشدین اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو نہ صرف علم تھا بلکہ اِس پر سب کا عمل اور اتفاق بھی تھا۔

ملاحظہ فرمائیں:اے علی تم یہ بات جانتے ہو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہم انجمن انبیاء (علیہم السلام) کسی چیز کو ترکہ نہیں چھوڑتے بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے نہ کہ وارثین کو دیا جاتا ہے۔مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مجھے یاد ہے میں سمجھ گیا ہوں، فیصلہ یہ ہوا کہ جدی وارث کو دینا جائز نہیں ہے۔اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر الزام کیا ہے؟ الزام تو جب ہوتا وہ تعلیمات نبوی کے خلاف کرتے، بلکہ انہوں نے سچی تعلیمات پر ثابت قدمی دکھائی، جملہ خلفاء مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سمیت کوئی ترمیم نہ ہوئی۔معلوم ہوا یہ فیصلہ جملہ خلفا اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نزدیک حق تھا۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کی اس ڈربی والی تقریر کا حصہ لفظ بلفظ فقیر نے تحریر کیا ہے، بیچ میں کوئی کتر و بیونت نہیں کی۔اس تقریر میں آپ نے یہ اقرار فرمالیا ہے کہ مذکورہ روایت (حدیث) کا علم نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ بلکہ جملہ خلفاء اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو اس روایت (حدیث) کا علم تھا اور سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو مبنی برحق سمجھتے تھے اور یہ بھی کہ اُس وقت ڈیتھ سرٹیفکیٹ والی بات بھی نہ تھی، یہ چکر آپ نے اب چلایا ہے۔کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے؟

تضاد نمبر (3)

قبلہ پیر صاحب! آپ نے اپنی پہلی تقریر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ کہہ کر حملہ کیا کہ یہ عموم البلویٰ کا مسئلہ ہے اور عموم البلویٰ میں خبر واحد قابل قبول ہی نہیں ہے۔

یہ ہے آپ کا پہلا استدلال کہ خبر واحد قابل قبول ہی نہیں ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد آپ کے ساتھ اس طرح چمٹ گئی ہے کہ جس طرح چیونگم جس چیز سے چمٹ جاتی ہے وہ

اترتی نہیں بلکہ اس چیز کو کاٹنا پڑتا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے ڈربی والی اسی تقریر میں جس میں آپ نے اپنے بے پناہ علم کا اظہار فرمایا تھا، ملاحظہ فرمائیں، آپ باغ فدک پر شیعہ سے مناظرے کا دعویٰ کرنے کے بعد آپ پھر اپنی اندر کی شیعیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

اگرچہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ** کے ضمن میں لکھا ہے کہ حضور پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے باغ فدک سیدہ کو دے دیا لیکن یہ خبر واحد ہے۔

(اے علمائے کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ قارئین کرام! پیر صاحب کسی نہ کسی رنگ یا ڈھنگ سے شیعہ روافض کے جھوٹے دعووں کی تصدیق و توثیق کر ہی دیتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ بھی کہ میں صحیح العقیدہ سنی ہوں؟)

بات ہو رہی تھی خبر واحد کی جو پیر صاحب قبلہ سے چمٹی ہوئی ہے۔ یہاں پر پیر صاحب نے دعویٰ کر دیا کہ باغ فدک خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو زندگی ہی میں دیا ہوا تھا۔ پہلی تقریر میں بھی یہی دعویٰ تھا اور یہاں ڈربی والی تقریر میں بھی وہی دعویٰ۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِاِحْسَانِهٖ وَكَرَمِهٖ** فقیر نے ہبہ پر دو قسطوں میں سیر حاصل بحث کی ہے جو علماء کرام و مشائخ عظام تک پہنچ چکی ہے اس کا پھر دوبارہ مطالعہ فرمالیں۔

پیر صاحب کی ایک اور تقریر فقیر کے پاس تحریر شدہ ہے جس میں پیر صاحب نے خبر واحد پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ملاحظہ ہو: لیکن خبر واحد کے بارے میں کہ وہ نص قرآن کے معارض ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ اس پر پیر صاحب نے کافی بحث کے بعد فرمایا: خبر واحد (آیت کو) منسوخ تو نہیں کر سکتی لیکن تخصیص تو کر سکتی ہے۔ منسوخ تو تب ہوتی جب ہر بیٹی کے بارے میں یہ حکم

ہوتا، اگر وہ نسخ ہوتا تو سب بیٹیوں کے بارے میں ہوتا۔ صرف خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے تو یہ تخصیص ہے۔

قبلہ پیر صاحب یہاں پر خبر واحد کو نہ صرف مان رہے ہیں بلکہ یہ فرمارہے ہیں کہ خبر واحد آیت کی تخصیص کر سکتی ہے ۔ گویا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث نے يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ (النساء، ۴، ۱۱) کے حکم کو مُخصص کر دیا ہے۔ یہی بات مبنی برحق ہے۔

یہ ہیں قبلہ پیر صاحب کے تضادات، کبھی خبر واحد کا نام لے کر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کر دینا اور کبھی اُس خبر واحد کو مان کر آیت کو مخصص کرنے کو قبول کر لینا۔ قبلہ پیر صاحب کا اپنے پہلے مؤقف سے رجوع کرنا پھر خبر واحد کو قرآن کا مخصص ماننا اور پھر وہی بات جو فقیر نے اپنے تحقیقی مضامین میں ثابت کی تھی کہ یہ خبر واحد نہیں بلکہ اس پر جمیع صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔ پیر صاحب کا اُسی پر آنا اور آ کر یہاں ڈھیر ہو (کر گرنا) تاکہ خاتون جنت کو پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ دینا ہوگا پھر آپ وراثت کا دعویٰ کر سکتی ہیں۔ یہ تو تھا پیر صاحب کے نئے استدلال کا (Post-mortem) پوسٹ مارٹم، جو کہ پیر صاحب کی اپنی تقاریر کی روشنی میں فقیر نے باحوالہ رد کیا ہے۔ اگر اِس سے قبلہ پیر صاحب کو اختلاف ہے تو پیر صاحب خود اپنے قلم سے فقیر کا رد فرمائیں۔

اب قبلہ پیر صاحب کے نئے فریب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی اور حکمی دونوں اعتبار سے زندہ ہیں، لہٰذا خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کا کلیم کرنا ہی جائز نہیں۔ اس کا جائزہ

(اول) قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور پھر مفسرین کی آراء سے،

(دوم) احادیث صحیحہ اور ان کے شارحین (محدثین) کی آراء سے بحث کی جائے گی

البتہ فقیر کا اپنا عقیدہ وہی ہے جو ہمارے علمائے اہل سنت کا ہے کہ حضور ﷺ بلاشبہ حیات ہیں اور آپ کی یہ حیات مبارکہ جو کہ دنیوی حیات کی طرح ہی ہے، حیات برزخی ہے۔ اس میں فقیر کو کوئی شبہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث معراج شریف میں موجود ہے۔ (بحوالہ صحیح مسلم) بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں۔ بحث اس بات میں ہے کہ واقعی یہ حیات مبارکہ (برزخی حیات) ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی یا کوئی اور بات ہے۔

پہلے قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں مسئلہ حیات کو دیکھتے ہیں:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ (آل عمران 185:3)

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (الزمر 39:30)

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

(تفسیر خزائن العرفان)

''اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم ﷺ کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے، کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے، اس پر بہت سی شرعی براہینیں قائم ہیں۔''

یہ تفسیری نوٹ صدرالافاضل نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس میں یہ تو

فرمایا کہ انبیاء کرام کے لیے موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر حیات عطا فرمادی جاتی ہے لیکن اس میں بھی ذکر نہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں اس لیے اُنکی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔

اب اسی آیت کا ترجمہ متقدمین کی تفاسیر کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر ابن عباس سے لے کر قرطبی، ابن جریر طبری، سمرقندی، تفسیر کبیر، ابن کثیر، خازن، معالم التنزیل، صاوی، غرائب القرآن نیشاپوری، مدارک، بیضاوی، جلالین اور حال ہی میں 1419ھ 1998م الدکتور اسعد محمود حومد کی تفسیر، ایسر التفاسیر وغیرہ سب نے تقریباً یہ تفسیر کی ہے، ملاحظہ فرمائیں،

تفسیر ابن عباس: (اِنَّكَ) يَا مُحَمَّدُ (مَيِّتٌ) سَتَمُوْتُ (وَ اِنَّهُمْ) يَعْنِيْ كُفَّارٌ (مَيِّتُوْنَ) سَيَمُوْتُوْنَ۔

اور سمرقندی متوفی 375ھ: يَعْنِيْ اَنْتَ سَتَمُوْتُ وَ هُمْ سَيَمُوْتُوْنَ۔

حال ہی میں لکھی گئی تفسیر ایسر التفاسیر: سَتَمُوْتُ اَنْتَ يَا مُحَمَّدُ وَ سَيَمُوْتُوْنَ هُمْ اَيْضًا۔

فقیر نے قدیمی تفسیر، درمیان والی تفسیر اور حال ہی میں لکھی گئی تفاسیر کا ترجمہ پیش کیا ہے، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس آیت سے جملہ مفسرین صریحاً موت مراد لے رہے ہیں۔

اب وہ آیت مبارکہ پیش خدمت ہے جس سے بات اور زیادہ کھل کر سامنے آجائے گی۔ سورہ احزاب کی آیت کا آخری حصہ:

وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۔ (الاحزاب آیت نمبر 53:33)

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تفسیر خزائن العرفان:

(139) اور کوئی کام ایسا کرو جو خاطر اقدس پر گراں ہو۔

(140) کیونکہ جس عورت سے رسول کریم ﷺ نے عقد فرمایا وہ حضور ﷺ کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریاب خدمت ہوئی اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لیے حرام ہیں۔

ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان سے بھی حضور سرور عالم ﷺ کی موت مبارک ثابت ہو رہی ہے (اگرچہ ایک آن ہی کے لیے کیوں نہ ہو) لیکن صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت سے یہ استدلال نہیں فرمایا کہ اس وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت تقسیم نہیں ہوئی۔

اب متقدمین کی تفاسیر سے ترجمہ وتفسیری نوٹ پیش خدمت ہیں:

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا (تَتَزَوَّجُوْا) اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ (مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ)۔

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اسی آیت کا ترجمہ وتفسیر سمرقندی سے ملاحظہ فرمائیں:

يَعْنِيْ وَلَا تَتَزَوَّجُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهٖ۔

تقریباً سب مفسرین کرام نے ملتے جلتے ترجمے اور تفسیری نوٹ لکھے ہیں لیکن کسی نے بھی یہ اشارہ تک نہیں فرمایا کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک کے ساتھ کسی بھی مسلمان کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اس لیے آپ کی ازواج سے نکاح جائز نہیں، بلکہ نکاح

کی غیر مشروعیت (نکاح کے ناجائز ہونے کی وجہ) خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی کہ اس سے ایذائے رسول (ﷺ) ہوتی ہے۔ اور جو چیز یا عمل جس سے بھی حضور ﷺ کو ایذا یا دُکھ پہنچے وہ کام اور وہ چیز ہر مسلمان پر قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اور اِس سے یہ دعویٰ کرنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک سے نکاح ناجائز ہے لہذا آپ ﷺ کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی یہ قیاس مع الفارق ہے اور اگر کسی بھی عالم نے یہ استدلال کیا بھی ہوتو یہ محل نظر ہوگا

قبلہ پیر صاحب! یہ تو تھا قرآن کریم اور متقدمین مفسرین کا مؤقف جو آپ کے غلط دعویٰ کی تردید کررہا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! اب احادیث صحیحہ کی روشنی میں اور شارحین (محدثین)

کی آراء کی روشنی میں آپ کے دعویٰ کا جائزہ لیا جائے گا۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے سمیڈ وک (برمنگھم) میں جو تقریر فرمائی اس کا ایک پیرا پیش خدمت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بے نظیر باطنی فراست وقلبی بصیرت، ہمہ گیر دانش اور اپنے نورانی کشف کے ذریعے سمجھ گئے۔ یہ حدیث نبی پاک ﷺ کی حیات پر دلیل ہے، اِس لئے برحق فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کی تہہ میں عقیدۂ حیات النبی کارفرما تھا۔

قبلہ پیر صاحب! جن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے نظیر باطنی فراست وقلبی بصیرت ہمہ گیر دانش اور نورانی کشف کی آپ نے گردان پڑھی، کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ جب آپ نے اپنی پہلی تقریر میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کو ہدفِ تنقید بنایا تھا، کیا اُس وقت بھی یہ سارے اوصاف جن کی آپ اب مالا پڑھ رہے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں

موجود تھے؟ اگر موجود تھے تو پھر آپ نے اُن کو اپنی طرف سے روایت گھڑنے والا کیوں قرار دیا؟ حضرت خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا کو جو پہلے سے (بقول آپ کے) باغ فدک دیا جا چکا تھا اُس سے بھی محروم کر دینے والا کیوں گردانا؟

قبلہ پیر صاحب! یہ سب آپ کا فریب ہے حق کو قبول کرنے کی بجائے راہِ فرار کی ناکام کوشش ہے۔ یہ کہنا کہ یہ حدیث جس کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا تھا، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل سمجھتے تھے، یہ کذب ہے (جھوٹ ہے) کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی روایت کردہ حدیث کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کی دلیل سمجھتے تھے۔ دل تھام کر آنکھیں کھول کر سنیں اور دیکھیں ثبوت موجود ہے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے المناک سانحہ کا صحابہ کرام پر اثر:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوئی جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ناقابل تحمل تھا۔ اس دلدوز منظر کی تاب نہ لا کر جانثار صحابہ پاک رضی اللہ عنہم میں سے کوئی جنگل کی طرف نکل گیا، کوئی حیران و ششدر جہاں تھا وہیں رہ گیا، کوئی سراسیمہ و حیران و پریشان و سرگرداں تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا بہادر انسان بھی بے قابو ہو کر یہ کہہ رہا تھا کہ

كُلُّ مَنْ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَاتَ اَدْمَيْتُ عُنُقَهٗ بِسَيْفِيْ۔

جو یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا میں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔

حضرت خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کے مبارک لبوں پر یہ کلمات تھے:

يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبَّاهُ. يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ. يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ؛

(مفہوم): پیارے باپ نے دعوتِ حق کو قبول فرمالیا اور فردوس بریں نزول فرمالیا، آہ اب جبریل کو انتقال کی خبر کون پہنچائے گا؟

اور حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا نے بھی بڑے درد و کرب میں ڈوبے ہوئے کلمات کہے جن کے لفظ لفظ سے غم واندوہ ظاہر ہوتا تھا۔ لیکن ایسے حالات میں اگر کسی کو قابو حاصل تھا تو وہ آپ ﷺ کے یارِ غار و صاحب مزار رفیق دنیا و آخرۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے چہرۂ انور سے چادر مبارک ہٹائی، نورانی پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا۔

اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا، ایک ہی موت تھی جو لکھی جا چکی تھی،

طِبْتَ یَا حَبِیْبِیْ حَیًّا وَمَیِّتًا کُنْتَ وَلَوْ فَدَاكَ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَلٰكِنْ قَالَ اللّٰهُ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ۔

یہ فرما کر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے اس عظیم تاریخی تعزیتی غم میں ڈوبے ہوئے مجمع کو خطاب فرمایا۔

اَمَّا بَعْدُ! فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ (تَعَالٰی) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا ط وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ۔ (آل عمران 144:3)

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

اس تعزیتی خطاب کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنبھلے، ہوش میں آئے اور یہ معلوم ہوا

کہ یہ آیات گویا ابھی نازل ہوئی ہیں، اس سے پہلے اس ہولناک منظر کے لیے کوئی آمادہ اور تیار ہی نہیں تھا۔ یہ ہیں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے نہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حوصلہ دیا، بلکہ دین اسلام کی کشتی کو فتنوں، ارتدادوں کے بھنور سے ساحلِ کامیابی تک پہنچایا۔

قبلہ پیر صاحب! آپ اِن پر کذب وجھوٹ کا الزام لگا رہے ہیں جن کے خطبے اور تقریر کا ایک ایک لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت، وصال اور انتقال کا اعلان کر رہا ہو، وہ یہ عقیدہ (جو آپ نے اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کیا ہے) رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اس لئے تقسیم کے قابل نہیں کہ آپ تو زندہ وتابندہ ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! پہلے تو اُن پر رکیک حملے کرتے رہے اور اب اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لیے یہ بناوٹی فارمولا گھڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو اور بدعقیدتی کو چھوڑ دو اب احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر (1)۔

ترجمہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیئ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے جو کچھ چھوڑا ہے اُس میں اُن کی میراث کو تقسیم کریں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

قبلہ پیر صاحب! خاتونِ جنت پاک رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اپنا حصہ (وراثت) مانگ رہی ہیں اور حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ان کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف پیش فرما رہے ہیں، جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو زندہ ہیں آپ پہلے (Death Certificate) ڈیتھ سرٹیفکیٹ لاؤ پھر اپنی میراث کا حصہ مانگو۔ بلکہ آپ نے وہی فرمایا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں فرما کر گئے تھے۔

حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ واقعی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں۔

پیر صاحب! اب آپ بتائیں جو عقیدہ آپ نے گھڑا ہے وہ نہ خود حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ہے اور نہ ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔ آپ نے ان دونوں پاک ہستیوں کو اپنی مطلب براری کے لیے استعمال کیا ہے۔

حدیث نمبر (2)،

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مال فئی عطا فرمایا ہے اس میں سے اُن کی وراثت کا آٹھواں حصہ اُن کو دیا جائے تو میں ان ازواج کو منع کرتی تھی۔ میں نے ان سے کہا کیا آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتی نہیں ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا، ہم نے جو بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، اس سے مراد آپ کی اپنی ذات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اُسی مال سے کھائے گی، الخ

قبلہ پیر صاحب! یہ حدیث بھی وہی پہلے والا مضمون بتا رہی اور آپ کی تکذیب کر

رہی ہے کہ اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن بھی اپنا حق وراثت لینا چاہتی تھیں جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منع فرمادیا اور بس۔

حدیث نمبر (3)،

ترجمہ (حدیث طویل ہے فقیر صرف ضروری حصہ تحریر میں لائے گا)

کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُس پر قبضہ فرمالیا۔ اُس (مال فئی) میں اُسی طرح عمل کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرماتے تھے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی تو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ولی بن گیا تو میں نے اُس پر قبضہ کرلیا، الخ

نتیجہ بالکل پہلے والا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وفات دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی بن گئے۔ اس حدیث میں بھی آپ والی بات کا کہیں نام ونشان بھی نہیں پایا گیا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے بیچارے ان پڑھ مریدوں کے سامنے محض ایک گپ لگائی ہے، انہوں نے سن کر واہ واہ کردی ہوگی، آپ بھی خوش ہوگئے ہوں گے کہ میں نے ان کو کیسے پاگل بنایا ہے۔

اے علمائے کرام ومشائخ عظام وصحیح العقیدہ قارئین کرام!

پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی یہ ہیرا پھیریاں ہیں جبکہ بخاری شریف کے اول سے لے کر اس دور تک کسی بھی شارح محدث نے مہلب بطال، ابن حجر، عینی، عربی شارحین اور اردو شارحین میں سے دو نامور محدث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ محدث،

مفسر، فقیہہ اور مفتی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب والی ٹنک بندی نہیں فرمائی۔ گویا کہ شارحین بخاری شریف اس بات پر متفق ہیں کہ وراثت کی تقسیم نہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ارشاد گرامی کی وجہ سے ہے جس پر جمیع صحابہ کرام، اہل بیت، رضی اللہ عنہم اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن، ائمہ مجتہدین وجمیع شارحین بخاری شریف (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا اجماع ہے، نہ وہ جو پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب نے بڑ ماری ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ!

فقیر نے اپنی بساط واستطاعت کے مطابق جو صحیح سمجھا اُس کو لکھ دیا ہے۔ اگر کوئی غلطی پائیں تو فقیر کو مطلع فرمائیں تا کہ فقیر اپنی غلطی کی اصلاح کرے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی فتویٰ بھی آرہا ہے، انتظار فرمائیں۔

قبلہ پیر صاحب! اگر آپ کی دل شکنی ہوئی ہو تو فقیر معذرت خواہ ہے، مقصد اصلاح ہے دشنام طرازی نہیں ہے۔

(نوٹ)

الحمد للہ! فقیر کے کتب خانے میں سوائے قرطبی کے وہ تمام تفاسیر موجود ہیں جن کے حوالے اس تحقیقی مضمون میں پیش کئے گئے ہیں۔ تمام حوالہ جات مکمل دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کے بعد ہی لکھے جاتے ہیں۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی۔ برطانیہ

تاریخ: 7 اپریل 2016

بوقت: رات 4 بج کر 10 منٹ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قبلہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبلہ پیر صاحب ! فقیر کا تحقیقی مضمون آپ کی (Semedos) سمید وک (برمنگھم) (Birmingham) والی تقریر کا رد منظر عام پر آیا اُسی وقت شام کو آپ کی ایک اور تقریر انٹرنیٹ پر آ گئی جس میں آپ نے پھر باغ فدک کو موضوع سخن بنایا اور پہلے کی طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی وحکمی کے اعتبار سے زندہ ہیں، لہذا خاتونِ جنت پاک رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد وراثت کا مطالبہ کرنا جائز ہی نہیں تھا۔اس کے بعد کسی اور طفلانہ استدلال کا اَلْحَمْدُلِلّٰهِ بِاِحْسَانِهٖ فقیر پوسٹ مارٹم (Post-mortem) (رد) کر چکا ہے۔جس بات کو آپ نے مستدل بنایا ہے وہ نصوص قرآن اور احادیث بخاری شریف کے بالکل مخالف ہے۔

مختصر یہ کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا حرمت نکاح یہ نہیں کہ آپ ﷺ زندہ ہیں۔(آپ یقیناً بعد از موتِ حقیقی زندہ ہیں،فقیر اس عقیدہ پر ثابت قدم ہے اس لیے کہ اہل سنت کے علمائے کرام ومشائخ عظام یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔) بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود وجہ حرمت یوں بیان فرمائی ہے کہ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ (الاحزاب 33: 53) یعنی آپ ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد اس لیے نکاح حرام ہے کہ اس سے نبی پاک ﷺ کو ایذا اور دکھ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔دوسرا اس لیے بھی کہ

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۔(الاحزاب 33: 6)اور اس کی (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ازواج (بیویاں) اُن (مؤمنین) کی (روحانی) مائیں ہیں،(اور جنت میں بھی آپ ﷺ ہی کی بیویاں ہوں گی)۔

متقدمین و متاخرین مفسرین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں لکھا جو قبلہ پیر صاحب آپ کہہ رہے ہیں۔ یوں ہی سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ قولِ (حدیث) رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں فرمایا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن (خاتون جنت پاک رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔(بخاری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کو تقسیم وراثت نہ کرنے کا ریزن (وجہ) یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کے والد محترم رسول اللہ ﷺ نے تقسیم وراثت سے منع فرمایا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! یہ آپ کا محض مغالطہ اور فریب ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔

آپ کی نئی تقریر اور مغالطہ بازی

اب آپ کی ایک اور نئی تقریر فقیر کے لکھے مضمون کے منظر عام پر آنے کے بعد انٹرنیٹ پر چڑھادی گئی اور اہل سنت و جماعت کو اصل گستاخانہ توہین آمیز (جس میں آپ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غاصب، ظالم اور اپنے پاس سے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے) پہلی تقریر سے توجہ ہٹانے اور خلط مبحث کے ذریعے اپنے آپ کو معصوم اور بے گناہ ثابت کرنے کے لیے نئی چال چلی ہے وہ یوں کہ آپ کی تقریر،

”اور میں عرض کروں کہ اکثر لوگوں نے یہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ میں نے ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے، یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یہ زبان، خدا کرے کٹ جائے کہ پوری زندگی کسی بھی صحابی کی صحبت کا انکار کیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ باغ فدک کے بارے میں انہوں نے (یعنی پیر صاحب نے) الزام دیا ہے شیعہ سے پہلا مناظرہ ہوا الخ،،

قبلہ پیر صاحب! فقیر نے آپ کی تقریر کا کوئی لفظ آگے پیچھے نہیں کیا اور نہ ہی کٹ وڈ کیا ہے، پوری تقریر کا پہلا مکمل حصہ لکھا ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ نے اس میں تین دعوے کئے ہیں۔

نمبر (1): کہ اکثر لوگوں نے یہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ،

نمبر (2): کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے، یہ سراسر جھوٹ ہے۔

نمبر (3): یہ زبان، خدا کرے کٹ جائے کہ پوری زندگی کسی بھی صحابی کی صحبت کا انکار کیا ہو۔

قبلہ پیر صاحب! آپ کا پہلا دعویٰ کہ اکثر لوگوں نے یہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ، یہ اکثر لوگ کون ہیں؟ اہل سنت ہیں کہ غیر۔

الحمد للہ! یہ سب لوگ علماء کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ سُنی قارئین ہیں۔ اہل سنت کی اکثریت آج آپ کے خلاف صف آراء کیوں ہے؟ اس کا جواب آپ ہی بہتر انداز میں دے سکتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ آپ کا عقیدہ سلف سے لے کر خلف تک اہل سنت کے خلاف ہے۔

آپ موقع بموقع کسی نہ کسی انداز میں باغ فدک کا قصہ چھیڑ کر پوری اُمت کی (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد افضل ترین شخصیت سیدنا حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو بیچ میں لا کر ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور صُغرے کُبرے ملا کر نتیجۃً آپ کو ظالم، غاصب، اور اپنے طرف سے حدیث گھڑنے والا ثابت کرتے ہیں (ثبوت، آپ کی ابتدائی (پہلی) تقریر ہے) تو پھر علماء کرام و مشائخ طریقت اور سنی عوام کیوں نہ آپ کے مخالف ہوں؟ پھر تو ہر صحیح العقیدہ سُنی کا فرضِ منصبی بنتا ہے کہ آپ کا محاسبہ کرے۔

آپ کا دوسرا دعویٰ کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔

قبلہ پیر صاحب! آپ بہت زیرک اور مغالطہ بازوں کے پیر و مرشد ہیں اور خلطِ مبحث میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کیا ہے؟

قبلہ پیر صاحب! آپ مسئلے کو خلط ملط کر رہے ہیں، آپ کے خلاف جو فتویٰ نما وضاحتی خط علامہ مفتی محمد اسلم بندیالوی صاحب، علامہ مفتی انصر القادری اور دیگر مفتیان برطانیہ نے 15-9-2015 کو لکھا تھا اُس کو آپ اچھی طرح پہلے پڑھیں اور پھر بنظر انصاف صحیح العقیدہ سُنی بن کر اس کا جواب دیں یا لکھیں۔ اُس میں خصوصاً آپ کی تقریر کے اِسی حصے کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے کہ (کیا خلافت، کیا ولایت اور کیا مسلمانیت ہے) یہاں لفظِ مسلمانیت پر گرفت کی گئی ہے اور یہ مذکورہ مسلمانیت کے ساتھ صحابیت لازمی جزء ہے اس کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں اور حالتِ ایمان و اسلام شرطِ صحابیت ہے۔ (ورنہ معاذ اللہ ابوجہل کافر، اُمت مرحومہ کا فرعونِ اعظم بھی محض دیکھنے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام و وعظ سننے کی وجہ سے صحابی بن جائے گا، وہ تو پکا کافر ہے اس لیے کہ اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظرِ ایمان سے نہیں دیکھا)۔

قبلہ پیر صاحب ! آپ نے مذکورہ فتویٰ نما وضاحتی خط کا جواب دینے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن ہر جگہ ڈنڈی ماری ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار ہرگز نہیں کیا۔

قبلہ پیر صاحب ! آپ بہت چالاک اور ہوشیار بزرگ (اب صرف عمر میں) ہیں سوال گندم جواب چنا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسلمانیت کا واضح اور کھلا انکار کیا ہے اور اسی سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار لازم آتا ہے جو نصِ قرآنی کی رو سے کفرِ صریح ہے۔ العیاذ باللہ من ذٰلک ، جس کو آپ لفظِ صحابیت کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔

اسی طرح آپ نے فقیر کے تحقیقی مضامین کا جواب دینے کی سعیٔ ناتمام فرمائی ہے لیکن آپ پوری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ باغِ فدک پر فقیر نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ برطانیہ بھر کے علماء کرام و مشائخ عظام نے مسائل پڑھ کر حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ فقیر اس پر علماء کرام و مشائخ عظام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

نمبر (3) یہ زبان، خدا کرے کٹ جائے کہ پوری زندگی کسی بھی صحابی کی صحبت کا انکار کیا ہو۔

قبلہ پیر صاحب! یہاں بھی آپ نے خواہ مخواہ بات کو الجھانے کی کوشش فرمائی کہ سوال گندم اور جواب چنا۔ البتہ آپ کا یہ فرمانا کہ یہ زبان خدا کرے کٹ جائے، والا جملہ بہت اچھا ہے۔ فقیر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ اللہ کرے آپ کی زبان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بچ (جائیں) جائے، تو یہ آپ کی بھی بچت کا سبب بن سکتا ہے۔ لیکن قبلہ پیر صاحب ! چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا کہ یہ مذکورہ تقریر کا حصہ کہ (کیا خلافت، کیا ولایت اور کیا

مسلمانیت ہے)، آپ نے اِن الفاظ کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سر تھوپ دیا (لگا دیا) کہ میں صرف ناقل ہوں یہ الفاظ اصل میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ فقیر نے اپنے لکھے ہوئے مسائل میں بارہا مرتبہ مطالبہ کیا ہے کہ آپ یہ (مذکورہ) الفاظ کسی حدیث یا کسی مستند سیرت اور تاریخی کتاب کا حوالہ پیش فرمادیں تو قبلہ پیر صاحب آپ کی جان چھوٹ سکتی ہے، لیکن آپ مکمل طور پر (ناک آؤٹ) رہے ہیں۔ اس لیے فقیر کو یقین ہوگیا ہے کہ یہ الفاظ آپ ہی کے ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ جب فتویٰ مرتب کیا جائے گا پھر تفصیل بھی لکھی جائے گی) اب بھی وقت ہے کہ آپ اپنی انانیت کے جھوٹے خول سے باہر آ کر اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں تو آپ کے لیے دارین کی فلاح ہے۔

قابل صد احترام علماء کرام ومشائخ وصحیح العقیدہ سُنی قارئین کرام!

آپ سے التماس ہے کہ فقیر کا صرف اتنا ہی کام تھا کہ قبلہ پیر صاحب کی ہیرا پھیریوں کو آشکارا کرے تاکہ پیر صاحب قبلہ کسی بھی انداز سے کسی سُنی مسلمان کو گمراہ نہ کر سکیں ورنہ قبلہ پیر صاحب کے ساتھ تو ماضی میں فقیر کی بےلوث دوستی اور محبت رہی ہے۔ پیر صاحب سے کوئی ذاتی مخاصمت ہرگز نہیں ہے، یہ محض عقیدہ واہلسنت کا مسئلہ ہے۔

قبلہ پیر صاحب! اگر کوئی جملہ گراں گزرا ہو تو فقیر معذرت خواہ ہے۔

فقط والسلام

فقیر فضل احمد قادری — ڈربی۔ برطانیہ

تاریخ: 13 اپریل 2016

بوقت: اڑھائی بجے رات۔۔ 2_30

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (بخاری ومسلم)

(مقام، صحن گنبدِ خضراء، ستون نمبر 129)

تَتِمَّہ

تحقیقی مضامین بسلسلۂ باغ فدک

کتاب ''آب حیات''، تالیف بانی دار العلوم دیوبند الشیخ محمد قاسم نانوتوی کا تحقیقی جائزہ

پیر سید عبد القادر شاہ صاحب کا سرقہ (چوری):

الحمد للہ آج صبح کی نماز کے بعد حرمین شریفین میں ختم قرآن کی سعادت حاصل ہوئی تو دل میں خیال آیا کہ باغ فدک کے بارے میں جو تحقیقی مضامین لکھے ہیں ان کو اختتام تک پہنچایا جائے تو پھر گنبد خضراء کے سائے میں بیٹھ کر اپنی کوتاہیوں اور کم علمی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر خالصتاً لوجہ اللہ لکھنا شروع کیا۔ اپنے دل کو صاف اور سابقہ رنج وغم کو ختم کر کے قبلہ پیر صاحب کے عقیدے کی اِصلاح کی نیت سے لکھ رہا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ پیر صاحب سے باغ فدک کے سلسلہ میں خلیفۂ اول بلا فصل افضل البشر بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جو الزام پیر صاحب نے ملا باقر مجلسی کی پیروی میں لگایا

ہے اور خلیفۂ اول کی خلافت، ولایت اور مسلمانیت کا انکار کیا ہے اس سے رجوع کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں علانیہ توبہ وبریت کا اظہار کر دیں تا کہ پیر صاحب کی سنی عالم و پیر کی حیثیت بحال ہو جائے۔

(نوٹ) اس کی تفصیل سابقہ مضامین میں دیکھی جا سکتی ہے۔

پیر صاحب نے فقیر کے تعاقب کے بعد دیگر ترقیٔ معکوس تو فرمائی ہے اور یہاں تک آ گئے ہیں کہ خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس باغ فدک و دیگر وراثت مانگنے کے لئے جانا ہی نہیں چاہیے تھا اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس حیات ہے اور زندہ کی زندگی میں وراثت کا مطالبہ بیجا ہے۔(فقیر اس کا رد لکھ چکا ہے) جب پیر صاحب نے مذکورہ مؤقف اپنایا تو فقیر کو جستجو ہوئی کہ پیر صاحب نے یہ نیا نظریہ کہاں سے لیا تو جوئندہ یابندہ والے محاورے کے مطابق پیر صاحب کی چوری پکڑی گئی۔

وہ اس طرح کہ فقیر نے ''آب حیات،، کتاب کے متعلق پڑھ رکھا تھا کہ بانی دارالعلوم دیوبند کی مشہور تصنیف ہے۔فقیر نے اپنے ملنے والے ایک مولانا صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے انٹرنیٹ کے تھرو(ذریعے) فقیر کو کتاب'' آب حیات،، بھیج دی۔بعد میں انہوں نے پاکستان سے ایک نسخہ منگوا کر فقیر کو دیا۔اللہ تعالیٰ اُن کو اس کا بدلہ عطا فرمائے آمین

فقیر نے اول تا آخر پوری کتاب کا مطالعہ کیا اور بعض خاص مقامات کو بار بار پڑھا تو چوری پکڑی گئی اور پتہ چلا کہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب نے یہ نظریہ شیخ نانوتوی صاحب سے

ہی اخذ کیا ہے۔صاحب" آب حیات،، نے پہلے پہل ایک چھوٹا سا رسالہ ردِ اہل تشیع میں لکھا تھا، پھر احباب کے اصرار پر اسی رسالہ ردشیعہ کو کتاب کی شکل دی۔

"آب حیات،، کتاب شیخ نانوتوی صاحب کی ایک شاہکار تصنیف ہے۔ بلاشبہ شیخ صاحب نے اس کتاب میں خوب اپنے علمی جوہر دکھائے ہیں۔درسیات میں جو علوم پڑھائے جاتے ہیں اُن سب کو بڑی مہارت اور خوبصورتی کے ساتھ استعمال میں لائے ہیں کتاب انتہائی دقیق اور مشکل ہے اگرچہ اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب سے استفادہ صرف درس نظامی کے فارغ التحصیل علما ہی کر سکتے ہیں۔صرف اردو زبان میں ڈبل ایم اے کرنے والے بھی اس کتاب کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

بطور مثال یہ عبارت لکھی جاتی ہے،اُردو زبان کا کوئی ماہر اس کا مطلب سمجھائے؟

عبارت ذیل ہے:

"اتصاف الوجود بالعدم اور اتصاف الشئ بضده لازم آئے گا ہاں لحوق ہوگا تو بطورِ طریان ہوگا، اور میں جانتا ہوں کہ طریان بجز عدم کے اور کسی کا کام ہی نہیں۔سطوح وخطوط و نقاط جن کے لئے حلول طریانی تجویز کیا ہے۔غور کیجئے تو انتہاء جسم اور انتہاء سطح اور انتہاء خط کا نام ہے یعنی اس سے آگے جسم و سطح و خط نہیں بالجملہ لحوق عدم ہے تو بطورِ طریان ہے، یعنی عدم محیط وجود ہے۔سو اس کا ماحصل فقط یہی ہے کہ یہ وجود واسع نہیں ایک وجود قلیل ہے اور وجود قلیل بھی مثل وجود واسع وجود ہی ہے عدم نہیں جو عدمی کہیے۔ بالجملہ وجود مقید بھی جو ایک قلیل اور محصور باحاطۃ العدم ہے مثل وجود مطلق جو ایک وجود واسع غیر محصور ہے وجود ہی ہے عدم نہیں، قلت وکثرت کا فرق ہے مگر عدم لاحق بالوجود کبھی بظاہر بذریعہ وجودیات لاحق

ہوتا ہے جیسے مکان وزمان۔،،(آب حیات،صفحہ30)

اب کوئی مائی کالال صرف اُردو خواں اس مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم ومطلب بیان کرے اور سمجھائے۔

اس کتاب ''آب حیات،، کا فائدہ:

عامۃ المسلمین تو اس کتاب سے فائدہ اُٹھانے سے قاصر (ومعذور) ہیں اس لئے کہ یہ کتاب ان کے فہم وادراک سے باہر اور وراء الوراء ہے لہذا عوام تو اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے البتہ علمائے کرام اس کا مطالعہ فرمائیں تو انہیں علمی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ،لیکن صاحب تصنیف کے عقیدے کو اپنانے سے متقدمین سے لے کر متاخرین تک سب اسلاف کی تکذیب لازم آئے گی۔(تفصیل بعد میں آئے گی)

صاحب تصنیف کا عقیدہ:

شیخ نانوتوی صاحب نے اس کتاب میں جو عقیدہ لکھا ہے وہ مختصراً یوں ہے:

حضور سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہے،آپ پر موت ایک لمحہ کے لئے بھی وارد نہیں ہوئی ، یوں سمجھیں کہ جیسے کوئی شخص چلے میں ہو اور جو چلے میں ہوتا ہے وہ زندہ ہوتا ہے مردہ نہیں ہوتا۔

نتیجہ:

جب آپ ﷺ زندہ ہیں تو پھر آپ کی وراثت کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ،اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خاتون جنت پاک سلام اللہ علیہا کو وراثت سے محروم کیا گیا یہ سراسر غلط ہے

نوٹ:

آج عشاء کی نماز ریاض الجنۃ میں پڑھنی نصیب ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔ بعد ازیں مواجہہ شریف میں حاضری دی، صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد دعا میں پیر عبدالقادر شاہ صاحب کے لئے بھی دعا کی کہ اللہ پاک پیر صاحب کو عقیدہ باطلہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ پیر صاحب سے کوئی ذاتی عداوت یا نفرت یا بغض ہرگز ہرگز نہیں ہے بس بات، شان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور بس۔

نقصان:

شیخ نانوتوی صاحب کے اس عقیدہ وموقف کا فائدہ تو ہوا یا نہ، البتہ ایک فساد اور شدید اختلاف مابین دیوبندی علما برپا ہوا اور علمائے دیوبند کے دو مکتبۂ فکر وجود میں آ گئے۔ ایک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والے (حیاتی) اور دوسرا مماتی فرقہ پیدا ہو گیا اور شدید جنگ و جدل اور بڑے بڑے مناظرے شروع ہو گئے۔ اس وقت بھی انٹرنیٹ پر مناظرے موجود ہیں اور ایک دوسرے کو ضال ومضل (گمراہ اور گمراہ کرنے والے) کے فتوے جاری وساری ہیں۔

مقصد:

جس مقصد کے لئے شیخ صاحب نے "آب حیات،، کتاب تصنیف فرمائی تھی وہ تو پورا بھی نہ ہوا اور اہل تشیع کی گمراہی پہلے سے بڑھ گئی۔ مسئلہ باغ فدک پر شیعوں۔ سے کوئی قابل ذکر مناظرہ یا ان کی اصلاح کے لئے کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔

ثبوت مسئلہ:

شیخ نانوتوی صاحب نے اپنے انداز سے اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے مشہور

حدیث بخاری اوّلاً،لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ، سے استدلال کیا ہے۔
پھر آیت،اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ ، (احزاب 6:33) سے استدلال کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ابوت دوطرح کی ہے: اولاً نسباً ، ثانیاً روحانیہ ۔اور دیگر مثالیں دی ہیں اور منطقی نتائج پیدا کر کے اپنا مؤقف پیش فرمایا ہے۔

اعتراف:

تمام دلائل دینے کے باوجود اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ میرا یہ مؤقف متقدمین کے خلاف ہے یعنی متقدمین صحابہ کرام و اہل بیتِ رسول ائمہ مجتہدین و علمائے راسخین بلکہ پوری اُمت کے اجماع کے بھی خلاف ہے۔

پیر عبدالقادر شاہ صاحب سے سوال:

فقیر، پیر صاحب کے نئے مؤقف کی تردید کر چکا ہے، قارئین کرام نے پڑھ بھی لیا ہے۔ پیر صاحب سے سوال ہے کہ شیخ نانوتوی صاحب نے تو اعتراف کرلیا ہے کہ ان کا مؤقف جمیع صحابہ کرام و اہل بیت ائمہ مجتہدین کے خلاف ہے۔اب پیر صاحب بتائیں کہ وہ پوری اُمت کے ساتھ ہیں یا شیخ نانوتوی صاحب کے، اگر پیر صاحب ''آب حیات،، کے مصنف کے ساتھ ہیں تو پھر پیر صاحب کو اس غلط عقیدہ سے بھی توبہ لازم ہے، اس لئے کہ ہم اہل سنت کا عقیدہ واضح ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اپنی قبر اطہر میں بلا شبہ زندہ ہیں، فقیر اس کی وضاحت پہلے کر چکا ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور نعتیہ شعر ہے،

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

دلائل:

شیخ نانوتوی صاحب نے اپنے علمی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی وراثت قابل تقسیم ہی نہیں، کیوں اس لئے کہ "کتاب آب حیات"، کے صفحہ 45 پر رقمطراز ہیں:

لَا نُوْرَثُ فرمایا ہے، لَا یَرِثُنَا اَحَدٌ نہیں فرمایا، اگر لَا یَرِثُنَا اَحَدٌ فرماتے تو بیشک بحکم کمال حقیقت شناسی اور کمال بلاغت نبوی اہل تدقیق و تحقیق یہ سمجھتے کہ مورث کی جانب کچھ عذر نہیں پر وارث کسی وجہ سے محروم ہیں اور لَا نُوْرَثُ میں یہ اشارہ ہے کہ یہاں موروثیت ہی صحیح نہیں وارثوں کی وارثیت درکنار اور موروثیت کی صحیح نہ ہونے کی بجز حیات اور کوئی علت نہیں۔ صاحب مال اگر زندہ ہے گو لب مرگ ہو اس کا مال اس کی ملک میں رہے گا، الیٰ آخرہٖ۔ (آب حیات، صفحہ 45)

اسی طرح آیت، اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ، الیٰ آخرہٖ سے ابوت نسبی اور ابوت روحانی پر مصنف نے بڑی طویل بحث فرمائی ہے۔ الغرض شیخ نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے بہت دقیق دلائل دیئے ہیں۔

صاحب کتاب "آب حیات"، کا عقیدہ:

صفحہ 53 پر لکھتے ہیں:

وہ یہ ہے کہ صاحب رسالہ حرمت نکاح ازواج مطہرات سے رسول اللہ ﷺ پر استدلال کرتا ہے اور علماء متقدمین نے حرمت نکاح ازواج رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ کے حیات پر متفرع نہیں سمجھا بلکہ ان کے اُمہات المؤمنین ہونے کا ثمرہ قرار دیا ہے۔ یہی

وجہ ہوئی کہ منکوحہ نبوی غیر مدخولہ بہا کے نکاح کو سلف سے لے کر خلف تک سب نے جائز رکھا ہے اگر علتِ ممانعت نکاح حیات ہوتی تو مدخولہ بہا کی کیا تخصیص تھی۔ مدخولہ بہا اور غیر مدخولہ بہا دونوں کا نکاح امتیوں کو حرام ہوتا۔ (آب حیات، صفحہ 53)

مصنف کے نزدیک حرمتِ نکاح حیات ہے، اُمہات المؤمنین ہونا نہیں جبکہ متقدمین جملہ صحابہ کرام واہل بیت وائمہ مجتہدین کے نزدیک حرمتِ نکاح اُمہات المؤمنین ہونا ہے۔ اس پر ساری اُمت کا اجماع ہے جس کو خود بھی مصنف نے تسلیم کرلیا ہے۔

خود تحریر کرتے ہیں کہ

الغرض خیال صاحب رسالہ در بارۂ حرمتِ مذکورہ مخالفِ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم معلوم ہوتا ہے..... بلکہ سب خصائص نبوی متعلقہ بابِ نکاح ہوں کہ نہ ہوں۔ اگر غور کیجئے تو متفرع اسی بات پر معلوم ہوتے ہیں جو موجب دوام و بقاء واستمرار حیات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہے، الیٰ آخرہٖ۔ (آب حیات، صفحہ 53)

مزید صفحہ نمبر 36 پر لکھتے ہیں:

مگر ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں مفید مطلب صاحب رسالہ نہیں اس کی غرض تو اس ردوکد سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔ الیٰ آخرہٖ۔ (آب حیات، صفحہ 36)

شیخ نانوتوی صاحب صفحہ 35 پر خود خدشات پیدا کر کے خدشہ نمبر 5 کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

علاوہ بریں پانچواں ایک معارضہ موجود ہے وہ یہ ہے کہ اول تو آپ کی وفات اور

آپ کا انتقال ہزاروں آدمیوں نے آنکھوں سے دیکھا۔ دوسرے جناب باری عز اسمہ خود رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر جب جناب باری عز اسمہ رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دیں اُدھر ہزاروں کے سامنے آپ کا انتقال ہو چکا ہو۔ متواتر قرناً بعد قرنٍ یہ خبر چلی آتی ہو کہ آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں تو پھر آپ کا زندہ ہونا کیوں کر مسلم ہو سکتا ہے۔ (آب حیات، صفحہ 36-35)

نتیجہ:

مذکورہ بالا تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

نمبر1: میرا دعویٰ متقدمین کے برخلاف ہے۔

نمبر2: صحابہ کرام کا تو اجماع ہے لیکن میرا نظریہ اس کے برخلاف ہے۔

نمبر3: حضور سرورِ عالم ﷺ پر موت وارد ہی نہیں ہوئی، آپ پہلے ہی کی طرح زندہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔ (صفحہ 36)

ثابت ہوا کہ صاحب کتاب آب حیات کا یہ عقیدہ ساری اُمت مسلمہ کے خلاف ہے بایں وجہ قابل قبول نہیں ہے۔

فقیر کا تبصرہ:

پہلی بات: خدشہ نمبر 5 کے مطابق آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ کو اگر غور

سے دیکھیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ موت جس کا خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے وہ موت آچکی یا نہیں؟ اگر آچکی ہے جیسا کہ صحابہ کرام و اہل بیت اطہار سے لے کر علامۃ المسلمین آج تک سب اس بات پر متفق ہیں چاہے وہ موت ایک آن کی آن یا ساعت کی ساعت ہی سہی پھر حیات مبارکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوٹا دی گئی ہے۔ یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے، اور اس پر الحمدللہ فقیر بھی کاربند ہے۔

اب دوسری بات: کہ ابھی تک موت واقع ہی نہیں ہوئی، تو سوال ہے کہ وہ موت کب واقع ہوگی؟ کل فان کے مطابق اور قرآن و سنت کی روشنی میں نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ برحق ہے اور پھر موت کا یہ خدائی فیصلہ ہے۔ یہ کسی مخلوق کا نہیں کہ بدل جائے۔ تو جب بھی موت واقع ہوگی تو لامحالہ روح جسم سے نکلے گی تو موت ثابت ہو جائے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ قادر کریم ہے روح کو پھر جسم میں لوٹا دے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ پہلے کی طرح مکلف ہیں جس طرح حیات ظاہرہ میں آپ ﷺ جملہ اُمور دنیاوی و دینی اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتے تھے، کیا اب بھی وہ اُمور سرانجام دے رہے ہیں؟ الحمدللہ یہ عقیدہ پوری اُمت میں سے کسی کا نہیں ہے۔

فیصلہ:

اب اگر کوئی عالم یا کوئی شخص اپنی انفرادی رائے رکھتا ہے تو پوری امت کے مقابلے میں اُس کی رائے کی کوئی وقعت اور حیثیت نہیں ہے۔

مماتی فرقہ کی غلطی:

یہ مماتی فرقہ انتہائی بے ادب اور گستاخ ہے۔ اس کے پہلے بانی علامہ سید عنایت اللہ بخاری گجراتی ہیں۔ جس طرح علامہ محمد قاسم نانوتوی صاحب ایک حد پر ہیں کہ آپ ﷺ

پر ابھی تک موت واقع ہی نہیں ہوئی اسی طرح مماتی فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ آپ ﷺ وفات پانے کے بعد قیامت تک معاذ اللہ مردہ ہی ہیں۔ اب نفخۂ ثانیہ کے بعد ہی آپ اٹھیں گے۔ یہ مماتی فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی کو موت دے دی ہے تو اس کو قیامت سے پہلے دوبارہ زندہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ غلط ہے:

ان کا یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ موت سے ہمکنار کر دے اس کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا یا زندہ نہیں کر سکتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان (صفت) ہے کہ ھُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۔ قرآن کریم میں متعدد مرتبہ یہ آیت کریمہ آئی ہے۔ جبکہ یہ شان بھی اللہ تعالیٰ کی ہے، وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ۔ (الفرقان58:25)

یعنی مارنا اور زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ہے۔

موت کے بعد زندہ کرنے کا ثبوت:

قرآن کریم میں متعدد واقعات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مارنے کے بعد سیکڑوں برس بعد پھر مردوں کو دوبارہ زندہ فرمایا۔

پہلا واقعہ:

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔ (البقرہ243:2)

یہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ تھے جن کے بلاد میں طاعون کی بیماری آئی تو یہ لوگ

موت کے ڈر سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے لیکن بحکم الٰہی وہ وہیں پر مر گئے۔ کچھ مدت بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے مردوں کی ہڈیاں دیکھیں تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دوبارہ زندہ فرما دیا۔

(پوری تفصیلات تفاسیر میں موجود ہیں)

دوسرا واقعہ: حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے۔ (البقرہ 2:259)

یا اُس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (مسمار ہوئی) پڑی تھی انہی چھتوں پر، بولا اِسے کیوں کر جلائے گا اللہ اُس کی موت کے بعد تو اللہ نے اُسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا؟ عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا یہاں تجھے سو برس گزر گئے اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں۔ الیٰ آخرہ

اس سے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے مارنے کے بعد دوبارہ زندگیاں عطا فرمائی ہیں۔ (البقرہ 2:260)

مماتی ہوش کے ناخن لیں اور اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کا انکار نہ کریں۔ جو قادر کریم مدتوں کے بعد مُردوں کو زندہ فرماتا ہے، موت کے بعد زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس خدا کے لئے کیا یہ بات محال یا مشکل ہے کہ وہ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو اپنی سنت متواترہ کہ ہر زندہ نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، پھر دوبارہ حیاتِ مبارکہ (روح مبارکہ) کو واپس لوٹا دے جیسا کہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں۔

نتیجہ:

شیخ محمد قاسم نانوتوی صاحب کا آدھا عقیدہ درست اور آدھا خلافِ اجماعِ اُمت ہے اور مماتی فرقہ نہایت گستاخ، بے ادب اور عقیدۂ باطلہ پر ہے۔

صاحب کتاب ''آب حیات،، کا یہ موقف کہ حضور ﷺ پر موت وارد ہی نہیں ہوئی حضور ﷺ اسی طرح زندہ ہیں جیسے حیات ظاہری میں تھے، یہ موقف نصوص قرآن وسنت، صحابہ کرام، اہل بیت، ائمہ مجتہدین اور پوری اُمت کے اجماع کے خلاف ہے۔ یہ بخاری شریف کی اس حدیث کی بھی تکذیب ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں آپ کی جان قبض کرنے آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے منہ پر تھپڑ مارا جس کی وجہ سے اُن کی آنکھ باہر آ گئی۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تیرا بندہ تو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بیل لے جاؤ اور کہو کہ وہ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھیں جتنے بال اُن کے ہاتھ تلے آ جائیں مزید اُتنے سال عمر ہوگی۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا پھر کیا ہوگا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا پھر موت ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر ابھی سہی، ابھی جان نکال لو

اگر آج شیخ قاسم نانوتوی صاحب زندہ ہوتے، آنجہانی نہ ہوتے تو فقیر اُن سے مطالبہ کرتا کہ وہ اپنے عقیدے سے رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ اس لیے کہ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا، صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی ہمیشہ زندہ ہے اور نہ ہی ہوگا۔ اس عقیدہ سے شرک لازم آتا ہے خالق ومخلوق کے درمیان، لہذا اس سے توبہ ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تحقیقی مضمون:

پیر عبدالقادر شاہ صاحب کی گمراہی شیعیت، رافضیت اور سیدنا خلیفۂ بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کرنے پر مطلع کرنا اور اُن کو اپنے اُس پہلے گستاخانہ بیان سے بریت اور توبہ کرنے کا موقع فراہم کرنا اور اُن کو پھر سے صحیح العقیدہ سنی عالم و پیر کی حیثیت پر واپس لانا ہے۔ قبلہ پیر صاحب سے کوئی ذاتی عناد یا اختلاف ہرگز نہیں ہے۔ یہ جتنے مضامین لکھے گئے ہیں ان کا ایک ہی مقصد ہے وہ یہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار و صاحبِ مزار سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پر جو جھوٹا الزام پیر صاحب نے لگایا ہے اُس کا ازالہ ہو جائے اور فقیر کی اور اُن علمائے کرام و مشائخ عظام و صحیح العقیدہ قارئین کی بخشش کا ذریعہ بن جائے اور بس۔

نصیحت: (ہمدردی)

پیر صاحب نے حال ہی میں اپنے ایک سادہ نیک صالح عالم دین، کئی کتابوں کے مصنف، شاگرد کو اُن کے گھر سے بلوا کر معافی مانگی اسی بے ادبی پر جو پیر صاحب نے ایک پروگرام کے موقع پر خواہ مخواہ کی تھی۔ یہ بھولے بھالے شاگرد و مرید کئی دفعہ اپنی بیعت توڑ چکے ہیں اور آپ کو شیعہ ڈکلیئر (Declare) کر چکے ہیں۔

قبلہ پیر صاحب! یہ تو آپ کے ایک بھولے بھالے شاگرد اور مرید تھے، ذرا تصور کریں اس ذات کے متعلق جن کی شان میں اللہ تعالیٰ قرآن (التوبہ 40: 9) میں فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

یہ ہی آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور ایمان اکمل کی دلیل ہے اور پھر

احادیث صحیحہ سے تو اور عظمت و شان ثابت ہوتی ہے۔ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ اپنے بھولے بھالے شاگرد سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کمتر سمجھتے ہیں؟ اُن کی بے ادبی و گستاخی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا اور بریت کا اظہار کرنا کیا ہزار گنا از حد ضروری نہیں ہے؟

لیکن پیر صاحب! آپ صحابہ پاک کے متعلق دل میں بغض و کینہ رکھتے ہیں جس کا اظہار آپ نے 26 فروری کو والتھم سٹو لندن میں ماہانہ گیارہویں شریف کی پاکیزہ محفل میں یہ کہہ کر علمائے کرام کو بلایا کہ آج میں گیارہویں شریف کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں گا تم بھی ضرور آؤ۔ (2) پیر صاحب! آپ نے پھر رج رج کے اپنے اندر کے چھپے بغض کا خوب اظہار کیا ہے۔ کتابوں کے حوالے دکھا دکھا کر اظہار کیا جس کا نوٹس ہماری پرانی سنگت کے ساتھی آپ کو سہارے دینے والے دوستوں نے میٹنگ کر کے آپ کی کلاس لی اور یہ باور کرایا کہ پیر صاحب آپ کی انہی حرکتوں کی وجہ سے آپ کو ایک ایک کر کے علماو مشائخ کرام کی غالب اکثریت چھوڑ گئی ہے۔ تو آپ نے یہ کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی میں اس کا آئندہ پروگرام میں ازالہ ضرور کروں گا آپ بھی ضرور آنا۔

ایک سطر میں پیر صاحب آپ نے اپنا موقف یہ دہرایا کہ میں جمہور کے موقف پر تھا، ہوں اور رہوں گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں لیکن آگے دلائل دیئے کہ فلاں افضل ہیں، علی افضل ہیں، ابوبکر افضل ہیں، علی افضل ہیں، تقریر کے دو گھنٹے آپ نے اسی تکرار میں گزارے۔ اگر آپ اپنا جمہور کا عقیدہ رکھتے تو یہاں جمہور والا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جمہور کا مطلب غالب اکثریت ہے، لیکن آپ نے تو حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو برابر سرابر رکھا ہے۔ جمہور والی بات تو آپ نے ایک

جھوٹا سہارا بنایا ہوا ہے کہ میں جمہور کے عقیدے پر ہوں۔ اپنی دلی بات کیوں کھل کر نہیں کہتے کہ مولا مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی افضل ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب ''زبدۃ التحقیق،، میں یہاں تک لکھا ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک مولا علی ہی افضل ہیں۔

اور یہ بھی بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت محدثین کے نزدیک ہے اور محدثین کا آغاز امام بخاری سے ہوتا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کے قائل صحابہ کرام ہیں۔ نتیجۃً محدثین تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں اور صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں۔ چونکہ صحابہ کرام بلاشبہ محدثین سے افضل ہیں لہذا مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں۔

اور پھر اپنے اجماع کی تعریف کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ اگر ایک شخص بھی اتفاق نہ کرے تو اجماع منعقد نہیں ہوتا۔

اور پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے اسی پرانی عادت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے یہ کہا کہ کہتے ہیں کہ جبر نہیں ہوا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مار مار کر ادھ موا کر دیا، اسی مار کی وجہ سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ چھوڑ کر ملک شام چلے گئے۔

نوٹ: ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی چھبیس فروری والی تقریر پر عنقریب الگ مضمون لکھا جائے گا۔

سمیدک جا کر پھر علما کے دباؤ پر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے۔ اگر علما کا دباؤ آپ پر اتنا اثر کرتا ہے تو کیا آپ اس تقریر اور تحریر جو صراحۃً حضرت ابو

بکر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی وتوہین پر مبنی ہے، اس سے آپ کو کوئی ڈر اور خوف نہیں آتا۔

اسپیشل نوٹ : کیا آپ پر فتویٰ لگ چکا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گستاخی کا کوئی فکر نہیں، قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤ گے۔ پیر صاحب ایک سال چار ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ آپ کے خلاف برطانیہ بھر کے مفتیان کرام نے کھلی شیعیت، رافضیت، لزوم کفر، والتزام کفر والا جو فتویٰ آپ پر لگایا تھا کیا وہ اب آپ پر لگ نہیں گیا؟ جب تک آپ اپنی اس پہلی تقریر اور تحریر سے کلی طور پہ بریت کا اظہار نہ کریں اور اللہ کی بارگاہ میں علانیہ سچی توبہ نہ کریں تب تک آپ بری الذمہ نہیں ہوں گے۔

علمائے کرام، مشائخ عظام، صحیح العقیدہ عوام سے استدعا ہے کہ فقیر کو اللہ تعالیٰ نے جتنی توفیق بخشی تھی، اُس کے مطابق کوشش کردی ہے۔ اب اس پر عمل کروانا علما اور مشائخ و مساجد کمیٹیوں کی ڈیوٹی ہے۔ فقیر نے جتنا کام تھا وہ اللہ کی توفیق سے کر دیا ہے۔ اگر فقیر سے لکھنے، سمجھنے اور سمجھانے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو فقیر، اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ معافی کا طلبگار ہے، وہ اس لئے کہ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم۔

فقیر فضل احمد قادری۔ ڈربی

4-2-2017

وقت---58.1

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

محترم المقام حضرت پیر سید مزمل حسین شاہ جماعتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید واثق ہے کہ آپ پہلے کی طرح خوش وخرم ہوں گے۔ایک بار آپ ڈربی میں تشریف لائے، پہلے 19 منٹ آپ نے فقیر پر صرف فرمائے، حسبِ سابق آپ نے خوب کتے بلے، یزیدی، ابن زیاد، عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ (بن وقاص)، شمر لعین وغیرہ کو انہی القاب سے یاد کیا جن القاب سے ایک بار دارالعلوم (لندن) کے تہہ خانہ میں حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب سے اِختلاف کرنے والے علمائے کرام ومشائخ عظام کے متعلق ٹھیک گیارھویں شریف میں جو ایک روحانی، عرفانی اور تعلیم وتربیت سے لبریز پاکیزہ محفل ہوتی ہے، میں خوب گالی گلوچ وغیرہ کی مشق فرمائی اور خوب داد اور دوا وصول کی، جو آپ کا پرانا مشغلہ ہے۔ پھر بریڈفورڈ میں علماء کے محضر میں فخریہ طور پر بتایا کہ 500 سے £1,000 تک آپ کو وصول ہوئے، یہ فخریہ طور پر آپ نے بتایا۔ پیر صاحب آپ کتوں کی نسلوں سے بھی خوب واقف ہیں، جیسا کہ آپ بتاتے رہتے ہیں کہ بُلھی، تازی، شکاری، ڈبو، کتورا وغیرہ۔ اس میں آپ پی ایچ ڈی ہیں۔

بہر حال پیر صاحب قرآن کریم میں سورہ بنی اسرائیل کے بعد سورت کہف ہے، اس میں اصحابِ کہف کے کتے کا ذکر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط ۔ (الکہف 18/18)

ترجمہ :اوران کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

یہ کتا ولیوں کی حفاظت پر مامور تھا اور دروازے پر خاموش بیٹھا پہرہ دے رہا تھا۔

حضرت میاں محمد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا :

ع : نہ میں بھوکاں نہ میں ٹوکاں، نہ میں شور مچاواں۔ الیٰ آخرہٖ

ہاں ایک اور کتے کا بھی قرآن شریف میں ذکر ہے :

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ج فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ۔ (الاعراف 7/176)

ترجمہ :اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے، تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔

اور اب آپ ان دونوں کتوں میں سے جسے اچھا کتا سمجھتے ہیں اُسے اپنے لئے پسند کرلیں (بھونکنے والا یا ادب کرنے والا) محترم قبلہ شاہ صاحب! فقیر کی آپ سے جب سے

واقفیت اور میل ملاپ ہوا ہے، باہمی محبت و اُلفت اور احترام کا رشتہ توڑنے کی کبھی بھی فقیر نے کوشش نہ کی بلکہ کبھی خواب میں بھی سوچا تک نہیں تھا کہ ایسا بھی ہوگا لیکن آپ نے بلا وجہ فقیر پر چڑھائی کر دی اور پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کی حمایت میں اُس (عبدالقادر شاہ صاحب) کو سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام (معاذ اللہ) بنا کر آپ نے امام عالی مقام پر لگائے گئے فتووں کا ذکر کیا۔ کہاں امام عالی مقام کی ذات پاک اور کہاں پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب؟ جو کھلم کھلا (Openly) سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پر رکیک حملے کرنے والا اور ان کی مسلمانیت (ثبوت موجود ہے) کا انکار کرنے والا ہے، اس کی سپورٹ اور مدد کی خاطر آپ نے فقیر کو جلی کٹی سنائیں، لیکن فقیر اس پر صبر کرتے ہوئے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور آپ کو اپنا حق معاف کرتا ہے۔

قبلہ شاہ صاحب یہی پیر صاحب، جن کی محبت میں آپ نے اپنی پرانی جبلت، اَنی کھنڈھی، تلوار کے وار سے کسی کو معاف نہیں فرمایا۔ آپ کی سیادت (سید ہونے) میں شک کرتے ہیں اور بہت کچھ وقت آنے پر ثبوت پیش کر دیئے جائیں گے فی الحال صبر فرمائیں۔

نوٹ: اگر فقیر کو آئندہ معاف فرمادیں گے تو معاملہ یہیں پر ختم ہو جائے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

قبلہ شاہ صاحب! آپ کو شاید یاد ہوگا کہ مئی 2012ء میں ہیڈرس فیلڈ میں علماء و مشائخ اہل سنت کا ایک ہنگامی اجلاس جامعہ حنفیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت علامہ محقق برطانیہ مولانا ظفر محمود مجددی فراشوی صاحب، حضرت علامہ پیر سید محمد شعیب شاہ صاحب، حضرت علامہ پیر سید منور حسین شاہ صاحب بخاری، حضرت علامہ مولانا مفتی قاری غلام سرور صاحب، حضرت علامہ مولانا حافظ نعمت علی چشتی صاحب موجود تھے، جس میں برطانیہ بھر سے علمائے کرام کو مدعو کیا گیا، اجلاس کی صدارت ایک شیخ کامل عالم ربانی صاحب نے فرمائی ۔ اسی اجلاس میں مرکزی جماعت اہل سنت کی پوری تاریخ بیان کی گئی اور اس میں آپ نے جو خطبہ (تقریر) ارشاد فرمایا، اس میں پہلے آپ نے اپنے متعلق یہ وضاحت فرمائی تھی کہ میں (مزمل حسین شاہ) سید بھی ہوں، جماعتی اور حنفی ہونے کے ناطے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اول مانتے ہوئے افضل البشر بعد الانبیاء بھی مانتا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک لفظ بھی سننے کو تیار نہیں ہوں۔

نیز آپ نے کہا کہ ”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی مانتا ہوں اور ان کے بارے میں بھی وہی اعلیٰ و ارفع سوچ رکھتا ہوں جو ان کے بارے میں میرے شیخ طریقت حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ رکھتے تھے“۔ آپ نے کہا کہ ”نعرۂ تحقیق ہماری رگ و جان میں موجود ہے۔“ مگر شاہ صاحب، افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض

ساتھیوں کے قرب میں رہتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ آپ پبلک میں ایک دوسری سوچ رکھتے ہیں۔

(اسی اجلاس میں آپ نے یعنی پیر سید مزمل حسین شاہ صاحب نے پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کا نام لیتے ہوئے پنجابی میں کہا کہ : ''عبدالقادر شاہ دا عقیدہ بگڑ گیا اے، اوہ ہنڑں سنی نہی رہا، جہدی وجہ دے نال اسیں اج نویں جماعت بنا رہے ہاں،، لیکن تنہائی میں اُن (عبدالقادر شاہ) کی بات چیت، قول وفعل میں تضاد ہے۔ جسے زیادہ دیر تک میں برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ (تنہائی وچ پیر عبدالقادر شاہ آکھدا اے صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے ساری زندگی وچ اِک چڑی وی نہیں ماری) قبلہ شاہ صاحب! پھر آپ کو حضرت علامہ فراشوی صاحب اور جو شخصیت صدارت فرما رہی تھی انہوں نے سختی سے منع کیا کہ جو آدمی یہاں مجلس میں موجود نہیں ہے، آپ ان کا نام لینے کے مجاز نہیں ہیں نیز ڈربی ہی میں آپ نے ایک موقع پر کہا کہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب نے ایک ایسی پاکیزہ ہستی کو خارجی و ناصبی قرار دیا جو مفسر قرآن، ہزاروں علماء و مشائخ کے اُستاد اور لاکھوں مریدوں کے پیر طریقت ہیں تو آپ نے جو جواب دیا وہ قابل قدر ہے آپ نے پیر عبدالقادر شاہ کی جو کلاس لی تھی، وہ ٹھیک تھا۔ پیر صاحب کسی کو بھی معاف نہیں کرتے۔

قبلہ شاہ صاحب! آپ بتا سکتے ہیں کہ جس پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کا عقیدہ بگڑ

چکا تھا۔آپ نے ان کے خلاف بھرے مجمع میں ان کے متعلق سُنیت سے منحرف ہونے کا اعلان کیا تھا، کیااس نے اپنے بدعقیدہ ہونے سے توبہ کرلی ہے؟ یا آپ نے خودان کا بُرا عقیدہ اپنالیا ہے؟اوراگرتوبہ کرلی ہے توتحریراًیاتقریراًاس کاثبوت پیش فرمائیں،اس لئے کہ آج آپ اُسی بدعقیدہ پیرسید عبدالقادر شاہ صاحب کی جماعت کے ٹرسٹی وحمایتی ہیں۔نیز یہ بھی بتادیں کہ اب بھی آپ کا نعرہ''حق چار یار'' ہے یا کہ پیرعبدالقادرشاہ صاحب کے ساتھ ''حق سب یار'' کے قائل ہیں؟ قبلہ شاہ صاحب! مذکورہ بالاتحریر کا ریکارڈ اخبار کی صورت میں موجود ہےاوروہ سب شخصیات ابھی تک الحمدللہ حیات ہیں جوفقیر کی تصدیق فرماسکتے ہیں

نوٹ : قبلہ شاہ صاحب! آپ کی زبان، انداز ولہجہ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام، ائمہ اہل بیت، حضورغوث اعظم، حضرت داتا صاحب، حضرت خواجہ اجمیری صاحب، حضورغوث بہاء الحق زکریاملتانی بلکہ حضورامیرملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دوسرے سادات گرامی کی سیرت وکردار کے بالکل منافی اور برعکس ہے۔شاہ صاحب آخرایسا کیوں؟ کچھ نہ کچھ توعکس ہونا چاہئے تھاناں مگر بالکل ناپید ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ فقیر کومعاف فرمادیں اورخواہ مخواہ نہ چھیڑیں تو بہتر ہوگا۔رہی بات قبلہ پیرسید عبدالقادرشاہ صاحب کی توان کے متعلق فقیراُن کاعقیدہ بیان کرتا رہے گا۔اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

ابھی تک کافی سوالات باقی ہیں جن کا جواب دینا فقیر کی ذمہ داری ہے، جو ضرور پوری ہوگی۔ غلطی کوتاہی بے ادبی معاف فرمانا۔

فقط والسلام

فضل احمد قادری، ڈربی

01/01/2016

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

مسئلہ باغ فدک اور دفاع سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے فقیر نے جو مقالات سوال و جواب کی صورت میں قلم بند کیے تھے وہ ایک کتاب کی شکل میں بن چکے ہیں۔ فقیر کی ان تحریرات کو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے پڑھا، دیکھا اُن میں سے اکثر نے اس کو طبع کرانے کی تاکید فرمائی اس لیے کہ پیر سید عبد القادر شاہ صاحب کو زندگی میں یہ کتاب پڑھنے اور دیکھنے کا موقع مل جائے۔ ممکن ہے کہ پیر صاحب اپنی غلطی کا ازالہ کر دیں اور اپنے اُس بیان جس میں انھوں نے واضح الفاظ میں تاجدار صداقت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کی ہے اور آپ کے فیصلے کو رد کیا ہے (کتاب کے شروع میں وہ بیان دیکھ لیں) اس سے توبہ اور رجوع کر لیں لہذا کتاب منظر عام پر لانا ضروری ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی۔

جن مشائخ عظام نے تحریرات پڑھ کر حوصلہ افزائی فرمائی ہے اُن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(1) پیر طریقت رہبر شریعت شیخ العالم حضرت پیر علاء الدین صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین نیریاں شریف تراڑکھل آزاد کشمیر،

آپ نے علامہ ربانی افغانی کی موجودگی میں کمال شفقت فرماتے ہوئے فرمایا:

واہ حافظ جی مفتی صاحب آپ نے مسئلہ باغ فدک کا حق ادا کر دیا ہے۔

(2) تاجدار چورہ شریف، یوسف المشائخ حضرت قبلہ پیر سید کبیر علی شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف پاکستان۔

(3) مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی قاری محمد طیب صاحب، جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر، مانچسٹر۔ برطانیہ

(4) شیخ الحدیث والتفسیر پروردۂ آغوشِ خواجگانِ ڈھانگری شریف محبوب المشائخ حضرت علامہ پیر محمد حبیب الرحمن محبوبی سجادہ نشین دربار عالیہ ڈھانگری شریف و بانی حیات العلوم صفۃ الاسلام مرکزی جامع مسجد بریڈفورڈ

(5) مبلغ اسلام بانی تبلیغ الاسلام مخدوم اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب سلسلۂ عالیہ نوشاہیہ قادریہ قبلہ حضرت علامہ پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی بریڈفورڈ

البتہ آپ نے فرمایا : کہ آپ حضرات، مراد مرکزی جماعت اہل سنت، پیر عبدالقادر شاہ صاحب کے ساتھ رہ کر اُن کی اصلاح کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا جس پر فقیر نے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ پیر صاحب ہماری اپروچ سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔

(6) جگر گوشۂ حضرت سلطان العارفین مبلغ اسلام آفتاب طریقت رہبر شریعت

حضرت صاحبزادہ پیر فیاض الحسن قادری سروری سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سلطان باہو جھنگ، پاکستان و بانی تکبیر ٹی وی، برطانیہ

(7) مبلغ اسلام مخدوم المشائخ والعلمائے اسلام جگر گوشۂ حضرت امیر ملت و مرکزی صدر مشائخ پاکستان و صدر متحدہ ختم نبوت محاذ برطانیہ حضرت قبلہ عالم حافظ و قاری پیر صاحبزادہ سید منور حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین دربار عالیہ علی پور سیداں شریف نارووال پاکستان۔ آپ نے نفس مسئلہ باغ فدک کی بھرپور تائید فرمائی۔

بہت سارے علمائے سادات و دیگر علما نے تائید فرمائی۔

آخر پہ فقیر مولانا طارق مجاہد جہلمی اور محترم انعام قادری صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہے جن کے پے در پے حملوں، رج رج کے گالم گلوچ، طعن و تشنیع اور سوال و جواب کی وجہ سے فقیر کو مسئلہ باغ فدک کی تحقیق اور پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب کے باطل شیعہ و روافض عقائد کو بے نقاب کرنے کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا و التجا ہے کہ بوسیلۂ حضور پر نور سرورِ عالم ختم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت اطہار و صحابہ کرام کے صدقے فقیر سے جو اچھا عمل منظر عام پر آیا ہے اس کو قبول فرمائے اور فقیر سے جو تقصیر و غلطی سرزد ہوئی ہے اُسے محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقیر فضل احمد قادری، ڈربی۔ برطانیہ

لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا — اوحدِ کاملیت پر لاکھوں سلام

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفاء — عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلقِ بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پر لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سیّد المتقین — چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فارق حق و باطل امام الہدیٰ — تیغ مسلول شِدّت پہ لاکھوں سلام

ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی — جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود — دولتِ جیشِ عُسرت پر لاکھوں سلام

دُرِ منثور قرآن کی سلکِ بہی — زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ — حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام